قال تعالیٰ

وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ

بسلسلہ رد بدعت

رجوم المذنبین علیٰ رؤس الشیاطین

المشہور بہ

الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

مولفہ ملجاء العلماء مرکز دائرۃ التحقیق وحید العصر جانشین شیخ الہند حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور

الناشر

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

قال تعالیٰ

وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ

بسلسلۂ ردِ بدعت

رجوم المذنبین علیٰ رؤس الشیاطین

المشہور بہ

الشہاب الثاقب علیٰ المسترق الکاذب

مولفہ ملجاء العلماء مرکز دائرۃ التحقیق وحید العصر جانشین شیخ الہند حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور

الناشر

میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی

رُجوم المذنبین علیٰ رُؤس الشیاطین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہٖ اجمعین

امابعد: ۔ جملہ اہل اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب مجدد التکفیر بریلوی کی شان میں جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت دو چار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسب اخلاق کریمانہ انکی چند مدائح اپنی اپنی تقاریظ میں تحریر کی تھیں یا اشارۃً وکنایۃً خطبوں میں انکو انکے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان کا مفصل مجموعہ تمہید میں کرکے عوام کو دکھلایا گیا کہ مجدد تضلیل اہل حرمین کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کے بزرگان دین میں سے ہیں اور نہایت لاف وگزاف انکی تعریف میں مارے گئے تاکہ تحصیل لقمۂ چرب اور شہرت بین الناس کو قوت ہو ثمر مقصود ہاتھ آوے، مگر جو کچھ وقائع وہاں پر اس کے خلاف یا انکی شان کی اہانت کے ہوئے تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا۔ اس لیئے ہم نے مناسب جانا کہ اپنے رسالہ الشہاب الثاقب کے ابتدا میں چند اوراق ایسے بھی لاحق کردیں جن سے اعلیٰ حضرت مجدد التضلیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد بشر کو معلوم ہوجائے جو کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک انکی بے اور وہ مقدار کمال ان کی ہر شخص پر ہویدا ہو جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خواص اور مقدس علماء مدینہ طیبہ پر ظاہر ہوئی اور یہ اوراق بمنزلہ طوق گردن مجدد صاحب ہوجاویں اور عوام و خواص پر انکا دہوکہ دینا ظاہر ہوجاوے۔ میں نے اس رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب میں نقل کردیا ہے کہ جناب مجدد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السید احمد برزنجی مفتی الشافعیہ دامت برکاتہم کی ہوئی اور وہاں مجدد صاحب نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریظ و تصدیق چاہی۔ چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لیئے انھوں نے اس مسئلہ میں مخالفت کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی اس مجلس میں آٹھ نو علماء شریک تھے۔ اس بحث وگفتگو میں ان حضرات پر بریلوی صاحب کی پوری قلعی کھل گئی اور انکی علمیت وعقائد کا حال ان پر صاف صاف ہویدا ہوگیا۔ چنانچہ مفتی صاحب دام فضلہٗ نے

حسام الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی اس پر سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سست انکو کہا مگر دوسرے روز مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنیکے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اسلیے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دیویگی۔ اس مجلس کے بعد جمیع علماء مدینہ طیبہ انکی حالت سے بخوبی واقف ہو گئے تھے، مگر مجدد صاحب نے جب دیکھا کہ سماں بگڑ گیا تو وہاں سے جلد چلدیے کاش اہل مکہ شرفہا اللہ تعالی بھی اسی طرح ان کے حالات سے مطلع ہو جاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علماء اور علماء مدینہ منورہ مطلع ہو گئے تھے۔ اب میں آپکے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جنکو علماء مدینہ منورہ نے رسالہ غایۃ المامول میں مجدد صاحب بریلوی کی شان میں استعمال کیے ہیں جن سے انکی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علماء حرمین شریفین نے لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسن اخلاق کے صادر ہوئے ہیں۔ مجدد صاحب ان کے مستحق نہیں اصر اور نہ انکو مایۂ افتخار ہو سکتے ہیں۔ جناب مفتی صاحب کی شان میں مجدد صاحب یہ القاب استعمال کرتے ہیں۔ جائز علوم نقلیہ۔ فائز فنون عقلیہ۔ جامع بین شرف النسب والحسب۔ وارث العلم والمجد اباً عن اب المحقق اللامعی مولانا السید شریف احمد البرزنجی عمت فیوضہ کل رومی وزنجی، اب خیال فرمایے کہ جنکی نسبت مجدد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اور انکی تقریظ الکلم العلیہ یاد کرتے ہیں وہ خود ہی انکے رد میں رسالہ لکھتے ہیں اور الفاظ ذلیل انکی شان میں کہتے ہیں صفحہ ۳ سطر ۴ ملاحظہ ہو۔

ثم بعد ذلک ورد الی المدینۃ المنورۃ رجل من علماء الھند یدعی احمد رضا خان۔

یعنی پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں ایک شخص ہندوستان کے علماء میں سے آیا جو کہ پکارا جاتا تھا احمد رضا خان اھ

یہاں پر لاحظہ کیجئے نہ لفظ علامہ ہی نہ نحریر ہے نہ مدقق نہ محقق و امام ہے نہ رئیس وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ الفاظ تقریظ میں لکھے گئے تھے حتی کہ لفظ مولوی وغیرہ بھی استعمال نہ کیا اور نام کو مجدد بریلوی کے اسطرح ذکر کیا جیسا کہ ایک عامی شخص کو ذکر کرتے ہیں الفاظ تعظیمیہ اور دعائیہ سے بالکل خالی کر دیا اسی صفحہ سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں

ثم بعد ذلک اطلعنی احمد رضا خان المذکور علی رسالۃ لہ۔

یعنی پھر اس کے بعد مطلع کیا مجھکو احمد رضا خاں مذکور نے اپنے ایک رسالہ پر اھ۔

دیکھیے یہاں پر کس طرح عوام کے اسماء کی طرح میاں خاں صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر یہ انھیں فضائل کے ساتھ موصوف باقی رہتے جو کہ اولاً علماء حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور الفاظ تعظیمی استعمال کیے جاتے۔ صفحہ ۴ سطر اول میں فرماتے

ہیں۔

ولم یقل بحصولها لغیرہ تعالیٰ احدٌ من ائمۃ الدین فلم یرجع عن ذلک واصر وعاند۔

یعنی اور نہ کہا ان معلومات غیر متناہیہ کے حاصل ہونیکو غیر خدا تعالیٰ کے لئے کسی نے بھی دین کے اماموں میں سے پس رجوع نہ کیا احمد رضا نے اس سے اور اصرار کیا اور عناد کیا

اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک دجال بریلوی تمام علماءِ دین وائمہ شرع متین کا مخالف ہے اور باوجود اسکے حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے خیال باطل پر اصرار کرتا ہے اور معاندینِ حق میں سے ہے۔ حضرات ذرا غور فرما دیں کہ یہ الفاظ مجدد بریلوی کی کس شان اور کس مرتبت پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی صفحہ سطر ۲ میں فرماتے ہیں:-

ولما کان زعمہ ہذا غلطاً وجرءۃ علی تفسیر کتاب اللّٰہ بغیر دلیل اجبت الاٰن ان اجمع کلاماً مختصراً۔

یعنی اور جبکہ اس شخص کا قول یہ گمان غلط تھا اور جرأت تھی کتاب اللہ کی تفسیر پر بلا دلیل تو دوست رکھا میں نے اس کو کہ جمع کردوں ایک مختصر کلام کو۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ مجدد بریلوی کی تحریرات وعقائد از قبیل گمان ہیں اور وہ بھی بالکل غلط اور مع اسکے یہ شخص کتاب اللہ یعنی قرآن کی تفسیر پر جری ہے بلا دلیل تفسیر کرنیکو تیار ہو جاتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من فسر القرآن برائہ فقد کفر یعنی جسنے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی تو کافر ہو گیا۔ دوسری روایت ہیکہ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی چاہئے کہ ٹھکانہ بنا لیوے اپنا دوزخ میں۔ مگر دجال بریلوی کو اس کی کیا پروا۔

اسی صفحہ سطر ۳ میں فرماتے ہیں فیہ بطلان استدلالہ علی ما ادعاہ یعنی ہمارے رسالہ میں بیان ہے اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ اس نے اپنے دعوی کیلئے قائم کیا اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں اور یہ اہل بطلان میں سے ہے

اسی صفحہ سطر ۴ میں فرماتے ہیں مبیناً نقضہا وعدم صحتہا من وجوہ عدیدۃ یعنی بیان کرنیوالا ہوں میں اس رسالہ میں اس کی دلیلوں کے ٹوٹنے کو اور ان کے نہ صحیح ہونیکو بہت سی وجوہ سے

اس سے معلوم ہوا کہ اہل مدینہ کے نزدیک مجدد بریلوی کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔

صفحہ ۵ سطر ۸ میں فرماتے ہیں وبما تقرر اتضح لک بلا ریب بطلان ما ادعاہ یعنی اور بسبب اس کے کہ ثابت ہوا ظاہر ہو گیا تجھ پر بلا شک باطل ہونا اس کے دعوے کا۔

اسی صفحہ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں وان ہجم علی الاٰیۃ المذکورۃ یعنی اسنے ہجوم کیا ہے آیۃ

مذکورہ پر۔ واضح ہو کہ ہجوم لغت عرب میں اسکو کہتے ہیں کہ بے علم اور بلا سوچے سمجھے آیت قرآنی کی تفسیر کرنے بیٹھ گئے۔ اور اسی صفحہ سطر ۱۳ میں بعد بیان کرنے اس امر کے کہ مجدد الدجالین کی تفسیر حسب قول امام ماتریدی تفسیر بالرائے ہے فرماتے ہیں وانما قلنا انہ مصداق ذلک لانہ قطع بلا دلالۃ الآیۃ الکریمۃ علی مدعاہ بلا دلیل قطعی بل بضد ما دلت علیہ الادلۃ القطعیۃ اور جزایں نیست کہ ہم نے کہا دجال بریلوی مصداق تفسیر بالرائے کا ہے اس لیئے کہ اسنے یقین کیا کہ آیت کریمہ اسکے مدعا پر دلالت کرتی ہے بغیر کسی دلیل یقینی کے بلکہ اسکے خلاف پر دلائل قطعیہ دلالت کرتی ہیں، دیکھیئے اسجگہ صاف طور سے علماء مدینہ منورہ نے دجال المجددین کو اپنی رائے سے تفسیر کرنیوالا اور مستحق دوزخ ونار قرار دیا ہے۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۷ میں فرماتے ہیں فبطل دعوی المذکور فی الدلالۃ القطعیۃ علی مدعاہ یعنی پس باطل ہوگیا دعویٰ مذکور الصدر شخص یعنی احمد رضا خان کا دربارۂ دلالت قطعیہ کے اسکے دعوے پر

صفحہ ۱۵ سطر ۹ میں فرماتے ہیں وانہ استدل فی ذلک الی الآیۃ السابقۃ والی ما ذکرناہ عنہ من الشبہ الضعیفۃ وقد اجبنا عن جمیع ذلک اور اس نے یعنی احمد رضا خاں نے سند پکڑی اپنے مدعا میں آیت سابقہ سے اور ان ضعیف شبہوں سے کہ ذکر کیا ہم نے ان کو اور ہم نے سب کا جواب دیدیا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک دلائل بریلویہ ضعیف شبہے ہیں

صفحہ ۱۸ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

قلت الجواب الصحیح عن ذلک ان تقسیم العلم الی ما ذکرہ فی معنی تقسیمات العلم المذکورۃ فی کتب الفلسفۃ وعلم الکلام المخلوط بہا فہی وان کانت صحیحۃ فی نفسہا لکنہا من التدقیقات الفلسفیۃ التی لا یعتبرہا علماء الشرع وارباب العقول السلیمۃ فی فہم معانی الکتب والسنۃ لان اعتبارہا یودی الی اخراج معانی الکتب والسنۃ عن ظواہرہما الواضحۃ فی مواضع کثیرۃ بلا ضرورۃ

میں کہتا ہوں کہ صحیح جواب اس کا یہ ہے کہ تقسیم کرنا ان اقسام کی طرف جن کو بریلوی نے ذکر کیا معنی میں علم کی ان تقسیمات کے جو کہ ذکر کی گئی ہیں کتب فلسفہ اور ان کتب علم کلام میں جو کہ مخلوط ہو گئی ہیں فلسفہ کے ساتھ پس وہ تقسیمات اگرچہ فی نفسہا صحیح بھی ہوں لیکن وہ تدقیقات فلسفیہ میں سے ہیں کہ جن کو علمائے شرع شریف اور اصحاب عقول سلیمہ معانی کتاب اور سنت کے سمجھنے میں اعتبار نہیں کرتے اس لیئے کہ انکا اعتبار کرنا پہنچاتا ہے کتاب اور سنت کے معانی کو انکے ظاہری معانی سے بلا ضرورت خارج کر دینے کی طرف جو کہ واضح ہیں بہت سے موضوعوں میں الخ

داعیۃ الی ذلک ولان فتح ہذا الباب یقضی عدم الوثوق بکثیر من النصوص الظاھرۃ الواضحۃ الدلالۃ وفی ذلک ایقاع للمسلمین فی حیرۃ عظیمۃ وحل لعری الدین الوثیقۃ ولا یخفی ما فی ذلک من الفساد العظیم وکل ما ادی الی ذلک باطل ممنوع شرعاً وبرھاناً۔

یعنی اس دروازہ کا کھولنا تقاضا کرتا ہے کہ وثوق نہ کیا جاوے بہت سی نصوص ظاہرہ کا جنکی دلالتیں واضح ہیں اور اس میں واقع کرنا ہے مسلمانوں کو بہت بڑی حیرت میں اور کھول ڈالنا ہے دین کی مضبوط رسیوں کو اور نہیں پوشیدہ ہے جو کچھ اس میں ہے بہت بڑے فساد سے اور جو چیز اس تک پہنچانے والی ہو وہ باطل ہے ممنوع ہے از روئے شرع اور برہان کے

پس جواب بریلوی کا اس طریقہ پر باطل ہے، اب آپ اس عبارت میں غور فرماویں کہ کیسی وقعت مجدد بریلوی کی اور انکی دیانت و دینداری اور انکے علوم کی علماء مدینہ منورہ کے نزدیک ہے اور کیا وہ ان باتوں کے مرتکب کو قابل تحسین خیال کر سکتے ہیں بلکہ یہ عبارت بخوبی دلالت کرتی ہیکہ وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا دجال اور مخرب دین کہہ رہے ہیں کہ اسکے افعال مسلمانوں کو حیرت میں ڈالنے والے اور دین کی مضبوط رسیوں کو کھول ڈالنے والے اور فساد عظیم پہنچانے والے باطل ہیں۔

صفحہ ۱۹ سطر ۹ میں فرماتے ہیں نبین لک ان تفسیرہ المذکور من تفسیرہ المردود یعنی ہم بیان کرتے ہیں تیرے لیئے یہ کہ تفسیر بریلوی کی جو کہ ذکر کی گئی مردود تفسیر میں سے ہے

صفحہ ۱۹ سطر ۱۰ سے لیکر صفحہ ۲۰ سطر ۱۲ تک شروط مفسر کی تحریر فرما کر کہتے ہیں وانی ذلک للمذکور فاتضح ان تفسیرہ للآیۃ الکریمۃ بما ادعاہ من العموم مردود یعنی اور کہاں یہ باتیں بریلوی مذکور الصدر میں موجود ہیں یعنی یہ شروط مفسر ہونیکی نہیں پائی جاتیں، پس ظاہر ہوگیا کہ اسکا تفسیر کرنا آیۂ کریمہ کا بایں دعویٰ عموم مردود ہے۔

قال فی الرسالۃ المذکورۃ بعد قولہ من التفسیر المردود ولما نذکرہ من ان ائمۃ الدین قد شرطوا فی المفسر لکتاب اللہ ان یکون جامعاً لعلوم خمسۃ عشر احدھا اللغۃ لان بھا یعرف شرح مفردات الالفاظ

کہا رسالہ مذکورہ میں بعد قول اس کے من التفسیر المردود کے لیئے اس وجہ کے کہ ذکر کرتا ہوں اسکو وہ یہ کہ ائمہ دین نے شرط لگائی ہے کتاب اللہ کی تفسیر کرنے والے کے لیئے جامع ہو پندرہ علوم کو۔ ایک ان میں سے لغت ہے۔ اس واسطے کہ اسی کے ساتھ پہچانی جاتی ہے۔ شرح مفردات الفاظ کی اور مدلولات

ومن لوازمها بحسب الوضع قال مجاهد
لا يحل لاحد يؤمن بالله واليوم
الآخر ان يتكلم فی کتاب الله اذا لم
یکن عالما بلغات العرب الثانی النحو
لان المعنی یتغیر ویختلف باختلاف
الاعراب فلا بد من اعتباره۔ الثالث
التصریف لانه به تعرف الابنیة و
الصیغ الرابع الاشتقاق لان
الاسم اذا کان اشتقاقه من
مادتین مختلفین مختلف باختلافهما
الخامس والسادس والسابع
المعانی والبیان والبدیع لانه یعرف
بالاول خواص تراکیب الکلام
من جهت افادتها المعنی وبالثانی
خواصها من حیث اختلافها بحسب
وضوح الدلالة وخفائها وبالثالث
وجوه تحسین الکلام وهذه
العلوم الثلثة هی علوم البلاغة و
هی من اعظم ارکان المفسر لانه
لا بد له من مراعات ما یقتضیه الاعجاز
وانما یدرک بهذه العلوم قال السکاکی
اعلم ان شان الاعجاز عجیب یدرک
ولا یمکن وصفه کاستقامة الوزن
تدرک ولا یمکن وصفها وکالملاحة
ولا طریق الی تحصیله لغیر ذوی

ان کے باعتبار وضع کے فرمایا مجاہد نے کہ حلال نہیں
کسی شخص کو جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہو یہ کہ
کلام کرے کتاب اللہ میں جب کہ نہ ہو جاننے والا
لغات عرب کا۔ دوسرا علم نحو ہے اس واسطے
کہ معنی بدلتے اور مختلف ہوتے ہیں اعراب کے اختلاف
سے پس ضرور ہے اس کا اعتبار کرنا۔ تیسرا علم
صرف ہے اس واسطے کہ اسی سے معلوم ہوتی ہیں
بنائیں اور صیغے۔ چوتھا علم اشتقاق ہے اس واسطے
کہ اسم جبکہ ہو اشتقاق اس کا دو مختلف مادوں سے
تو مختلف ہو جاتا ہے ان دونوں کے اختلاف سے
پانچواں۔ چھٹا ساتواں علم معانی اور بیان اور بدیع
ہیں اس واسطے کہ معلوم ہوتی ہیں اول کے خاصیتیں
تراکیب کلام کی۔ جہت فائدہ دینے ان کے
معنی کو۔ اور ثانی یعنی علم بیان سے خواص ترکیبوں
کے معلوم ہوتے ہیں بحیثیت اختلاف تراکیب
کے اندر وضوح دلالت اور اخفا کے اور
ثالث یعنی بدیع سے تحسین کلام کی وجوہ معلوم ہوتی
ہیں۔ اور یہی تین علم بلاغت کے ہیں اور بڑے
رکنوں میں سے ہیں مفسر کے لئے اس لئے کہ
ضروری ہے مفسر کو رعایت کرنا اس چیز کا جس کو
اعجاز قرآن مقتضی ہو۔ کہا سکاکی نے کہ شان اعجاز کی
عجیب ہے۔ سمجھی جاتی ہے اور بیان اس کا ممکن نہیں
جیسے وزن کی استقامت کہ بس سمجھی جاتی ہے اور
ممکن نہیں ہوتا وصف اس کا۔ یا جیسے ملاحت شکل
کی اور نہیں ہے طریقہ تحصیل علم اعجاز کا ذوقی

الفطرة السليمة الا اقترن علمي المعاني
والبيان الثامن علم القرءة لان به يعرف كيفية
النطق بالقرءان وبالقرأت يترجح بعض
الوجوه المحتملة على بعض۔ التاسع
اصول الدين لما في القرءان من
الآيات الدالة بظاهرها
على ما يجوز على الله تعالى فالاصولي
يؤول ذلك ويستدل على ما يستحيل
وما يجب وما يجوز۔ العاشر
اصول الفقه اذ به يعرف وجه
الاستدلال على الاحكام
والاستنباط الحادي عشر اسباب
النزول والقصص اذ بسبب النزول
يعرف معنى الآية المنزلة بحسب
ما انزلت فيه۔ الثاني عشر الناسخ
والمنسوخ ليعلم المحكم من غيره الثالث
عشر الفقه۔ الرابع عشر الاحاديث
المبينة لتفسير المجمل والمبهم الخامس
عشر علم الموهبة وهو علم يورثه الله
تعالى لمن عمل بما علم واليه الاشارة
بحديث من عمل بما علم ورثه الله
تعالى علم ما لا يعلم قال ابن ابي الدنيا
وعلوم القرآن ويستنبط منه
بحر لا ساحل له۔ قال
فهذه العلوم التي هي كالآلة للمفسر

سلیم والوں کے سوا اگر مہارت علم معانی اور بیان کی۔
آٹھواں علم قرأت ہے اس لیے کہ علم قرأت کو کیفیت
تلفظ قرآن کی معلوم ہوتی ہے اور ساتھ قراتوں کے
راجح ہوتی ہیں بعض وجوہ محتملہ بعض پر۔ نواں علم
اصول دین یعنی علم عقائد اس واسطے کہ قرآن
میں بعض وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اپنے ظاہر
سے ان چیزوں پر کہ جائز نہیں اللہ تعالیٰ کے بارہ
میں پس اصولی تاویل کریگا اس کی اور دلیل
لائے گا اس چیز پر جو محال ہو اور اس چیز پر جو واجب
یا جائز ہو۔ دسواں علم اصول فقہ ہے اس لیے کہ
اس کے ہوتے ہوئے پہچانے گا وجہ استدلال کی احکام
پر اور استنباط ان کا۔ گیارہواں علم اسباب نزول
وقصص ہے کیونکہ بسبب نزول کے پہچانے گا معنے
آیت منزلہ کے باعتبار اس امر کے کہ نازل ہوئی ہے
اس میں۔ بارہواں علم ناسخ و منسوخ ہے تاکہ
جانے علم کو غیر محکم سے۔ تیرہواں علم فقہ ہے
چودہواں علم احادیث جو مجمل اور مبہم کو بیان کرتی
ہے۔ پندرہواں علم عطائی اور وہ ایک علم ہے کہ
عطا کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ واسطے اس کے
عمل کرے علم پر واسطے حدیث من عمل بما علم الخ
کے یعنی جو کوئی عمل کرے علم پر تو عطا کرتا ہے اللہ تعالیٰ
اس کو علم اس چیز کا کہ نہ جانتا تھا اُسے۔ کہا
ابن ابی الدنیا نے علوم قرآن کے اور وہ استنباط
کئے جاتے ہیں اس سے ایک دریا ہے کہ اسکا کنارہ
ناپید ہے کہا کہ پس یہ علم جو کہ بمنزلہ آلہ کے ہیں مفسر

لا یکون مفسراً الا بتحصیلها فمن فسر
بدونها کان مفسراً بالرائی المنهی عنه
واذا فسر مع حصولها لم یکن مفسراً
بالرائی المنهی عنه.
قال والصحابة والتابعون
کان عندهم علوم العربیة بالطبع
لا بالاکتساب واستفادوا العلوم
الاخری من النبی صلی الله علیه وسلم انتهی
من الاتقان فی النوع الثامن والسبعین
ملخصاً ومن المعلوم ان المراد بالاشتراط
هذه العلوم فی المفسر ان یکون ذا ملکة
راسخة فی کل واحد منها حتی یکون
لفکره تصرف ومجال سدید فی قواعدها فیکون
تفسیره مقبولا وانی ذالک المذکور فانه ان
تفسیره للاٰیة الکریمة بما ادعاه من العلوم مردود

کرنے سے مفسر نہیں ہو سکتا مگر ان کے حاصل کرنے سے
پس جس نے تفسیر کی بدون ان علوم کے تو ہوگا
تفسیر کرنے والا ساتھ رائے کے جو کہ ممنوع ہے
اور جو تفسیر کرے ان کے حاصل ہوتے ہوئے تو
تفسیر بالرائے نہ ہوگا۔ کہا کہ صحابہ اور تابعین
تھے ان کے ہاں علوم عربیت ساتھ سلیقہ اور
طبع کے نہ ساتھ کسب کے اور حاصل کیا علوم
کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ بات
معلوم ہے کہ مراد ساتھ اشتراط ان علوم کے یہ ہے
مفسر صاحب ملکہ راسخہ کا ہو ہر ایک میں ان
علوم سے تاکہ ہو اس کی فکر کو تصرف اور پختہ مجال
ان کے قواعد میں پس ہوگی تفسیر اسکی مقبول اور
کہاں حاصل ہے یہ بات شخص مذکور کو۔ پس واضح ہوگیا
کہ تفسیر اسکی آیت کریمہ کے متعلق ساتھ اس علوم کے
جو اس کا دعوی ہے مردود ہے۔

اس قول سے صاف ظاہر ہوگیا کہ جن لوگوں نے تقریظات حسام الحرمین میں مجدد بریلوی
کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل از تحقیق ہیں قابل اعتبار نہیں اسمیں تو تفسیر کرنیکی شروط ہرگز موجود نہیں
پس امام اور مجدد دین کیونکر ہو سکتا ہے اسکی تفسیریں ہی مردود ہیں صفحہ ۲۱ سطر ۱ میں فرماتے ہیں قلت قوله
صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ خمس لا یعلمهن الا هو رد صریح علی من یزعم من الغلاة[ف] الخ یعنی کہتا
ہوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ سبحان اللہ پانچ چیزیں ہیں جن کو سوائے اللہ کے
اور کوئی نہیں جانتا یہ رد صریح ہے ان لوگوں پر کہ گمان کرتے ہیں غالی لوگوں میں سے الخ۔
اسمیں بریلوی کو غالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ لوگ کہ حدود شرع سے تجاوز کئے ہوں۔

ف تتمة هکذا من الغلاة ان معنی قوله صلی الله
علیه وسلم فی الروایة الاخری ما
المسئول عنها باعلم من السائل انه

(ترجمہ) غالی لوگوں میں سے کہ تحقیق معنی
فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت میں
ذکر نہیں ہے مسئول عنہا زیادہ جاننے والے سائل ہیں کہ

وجبریلُ متساویان فی العلم بہا ثم ذکر من الامام احمد حدیثا عن رجل من بنی عامر فی ہذا المعنی و فی آخرہ ان الرجل المذکور قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فہل بقی من العلم شیٔ لا تعلمہ قال قد علمنی اللہ عزوجل خیراً وان من العلم ما لا یعلمہ الا اللہ عزوجل الخمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام الآیۃ قال وہذا اسناد صحیح قال و قال ابن نجیح عن مجاہد جاء رجل من اہل البادیۃ فقال ان امرأتی حبلی متی تلد وبلادنا جدبۃ فاخبرنی متی ینزل الغیث وقد علمت متی وُلِدتُ امُوت۔ فانزل اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الی قولہ علیم خبیر۔

ونقل الکلام الطویل لکن ہذا القدر یکفی للمراد۔

تحقیق نبی کریم اور جبرئیل علیہما الصلوٰۃ والسلام ہمارے بیں دونوں علم میں قیامت کے پھر ذکر کی امام احمد سے ایک حدیث اسی معنی میں قبیلہ بنی عامر کے ایک آدمی سے اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ اس شخص مذکور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا کوئی ایسا علم باقی رہ گیا ہے جس کو آپ نہیں جانتے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو خیر کثیر کی تعلیم فرمائی ہے لیکن پانچ علم ایسے ہیں کہ جن کو سوائے خدائے بزرگ کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ یہ ہیں ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ الخ اور کہا کہ یہ اسناد صحیح ہیں اور کہا کہ روایت کی ابن ابی نجیح نے مجاہد سے کہ آیا ایک شخص جنگل کے رہنے والوں سے اور کہا کہ میری عورت حاملہ ہے کب جنے گی اور ہمارے شہر قحط زدہ ہیں آپ خبر دیجیے کہ کب بارش ہوگی اور آپ کو میری پیدائش کا وقت تو معلوم ہے یہ بتلایئے کہ کب مروں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کا علم ہے اخیر تک ۱۲

کلام تو طویل نقل کیا ہے مگر مقصد کے لیے اسی قدر کافی ہے۔

صفحہ ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ میں ایک طویل عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل فرمائی ہے جس میں رد کیا ہے ان لوگوں پر جو منکر علم نبوی ہیں حضرت مجدد بریلوی کے ہم خیال وہم عقیدہ ہیں۔

عبارتہ ہکذا وقد نقل العلامۃ ملا علی قاری فی موضوعاتہ والعجلونی وابن غرس عن الحافظ جلال الدین السیوطی ما نصہ والعبارۃ لملا علی قال قلت تحقیق ہذا الحدیث قد تصدی الجلال السیوطی فی رسالۃ سماہا الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف وحاصلہ انہ یستفاد من الحدیث اثبات قرب اقلیۃ

ومن الآیات نفی تعیین تلک الساعۃ فلا منافاۃ وزبدتہ انہ لا یتجاوز عن الخمس مائۃ بعد الف ۱۲ اور اس عبارت کو ملا علی قاری اور عجلونی اور ابن غرس رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی اپنی تصانیف میں استدلالاً نقل فرما رہے ہیں۔ چونکہ جناب مفتی شافعیہ نے اس عبارت کو خصوصاً مجدد بریلوی کے رد میں لکھا ہے اسلئے جو الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں وہ سب مجدد صاحب پر صادق آتے ہیں اور قصد مؤلف کا بھی اس عبارت سے رد ان ہی کے استدلال کا ہے صفحہ ۴۸ سطر ثالث میں فرماتے ہیں قال وقد جاھر بالکذب بعض من یدعی فی زماننا العلم وھو متشبع بما لم یعطان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلم متیٰ تقوم الساعۃ قیل لہ فقد قال فی حدیث جبرئیل ما المسئول عنھا باعلم من السائل کھلم کھلا جھوٹ بولا بعض ان لوگوں نے کہ دعوئ علم کرتے تھے حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہی کہ سیرابی ظاہر کرے اس چیز کیساتھ جو اسکو دی نہیں گئی ہے اسنے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ سطر ۶ میں فرماتے ہیں فحرفہ عن موضعہ وقال معناہ انا وانت اعلمھا وھذا من اعظم الجھل واقبح التحریف والنبی اعلم باللہ من ان یقول لمن کان یظنہ اعرابیا انا وانت تعلم الساعۃ ۱۲ پس تحریف کی اسنے اسکی جگہ سے الخ سطر ۷ میں فرماتے ہیں الا ان یقول ھذا الجاھل انہ کان یعرف انہ جبرئیل فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الصادق فی قولہ والذی نفسی بیدہ ما جاءنی فی صورۃ الا عرفتہ غیر ھذہ الصورۃ وفی اللفظ الآخر ما شبہ علی غیر ھذہ المرۃ وفی اللفظ الآخر ردوا علی الاعرابی فذھبوا فلتمسوا فلم یجد واشیئاً وانما علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد مدۃ کما قال عمر فلبثت ملیا فقال علیہ السلام یا عمر اتدری من السائل۔ کہ یہ بہت بڑی جہالت سے ہے اور بہت بڑی تحریف ہے الخ سطر ۹ میں فرماتے ہیں مگر یہ کہے یہ جاہل۔ سطر ۱۴ میں فرماتے ہیں ثم المحرف یقول علم وقت السوال انہ جبرئیل ولم یخبر الصحابۃ بذلک الا بعد مدۃ ثم قولہ فی الحدیث ما المسئول عنھا باعلم من السائل یعم کل سائل ومسئول فکل سائل ومسئول عن الساعۃ ھذا شانھما ۱۲ اور یہ تحریف کرنے والا کہتا ہے سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں ولکن ھؤلاء الغلاۃ عندھم ان علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منطبق علی علم اللہ تعالیٰ سواء بسواء فکل ما یعلمہ اللہ تعالیٰ یعلمہ رسولہ واللہ تعالیٰ یقول وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم وھذا فی براءۃ وھی من اواخر ما انزل من القرآن ھذا والمنافقون جیرانہ فی

المدینۃ انتہی ۱۲ اور لیکن ان حدود سے تجاوز کرنے والوں کے نزدیک ۱۶ سطر ۲۲ میں فرماتے ہیں ومن
اعتقد تسویۃ علم اللہ و رسولہ یکفر اجماعاً کما لا یخفی قال ومن ھذہ حدیث عقد عائشۃ
رضی اللہ عنہا لما ارسل فی طلبہ فاثاروا الجمل ای وجدوہ بینہ ما تقدم ویبطل قول القائل
حدیث عائشۃ فقد ذکر العماد بن کثیر فی تفسیرہ وھو من اکابر المحدثین قال البخاری حدثنا
عبد اللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ قالت
خرجنا مع رسول اللہ صلعم فی بعض اسفارہ حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش انقطع عقد لی
فقام رسول اللہ صلعم علی التماسہ واقام الناس معہ ولیسوا علی ماء ولیس معھم ماء
فاتی الناس الی ابی بکر و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضع رأسہ علی فخذی قد نام فقال حبست
رسول اللہ والناس ولیسوا علی ماء ولیس معھم ماء فقالت فعاتبنی ابوبکر وقال ما شاء اللہ
ان یقول وجعل یطعن بیدہ فی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرک الا مکان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی فخذی فقام علیہ السلام حین اصبح علی غیر ماء فانزل اللہ آیۃ التیمم
فقال اسید بن حضیر ما ھی باول برکتکم یا آل ابی بکر قالت فبعثنا البعیر الذی کنت
علیہ فوجدنا العقد تحتہ قال ومن ھذا ای ومن ھذا القبیل حدیث تلقیح النخل وقال
ما اری لو ترکتموہ لا یضرہ شیئاً فترکوہ فجاء شیصاً فقال انتم اعلم بامور
دنیاکم رواہ مسلم عن عائشۃ وقد قال اللہ تعالی قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا
اعلم الغیب وقال ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ولما جری لام المؤمنین عائشۃ
ما جری ورماھا اھل الافک لم یکن یعلم حقیقۃ الامر حتی جاءہ الوحی من اللہ تعالی ببراءتھا۔
اور جس شخص نے اعتقاد کیا برابری علم اللہ اور رسول کا تکفیر کیا جاویگا بالاجماع ۱۲ اور صفحہ ۲۹ سطر ۲۱ میں
فرماتے ہیں وعند ھؤلاء الغلاۃ ان علیہ الصلوۃ والسلام کان یعلم الحال وانہ غیرھا
بلا ریب واستشار الناس فی فراقھا ودعا بریرۃ فسألھا وھو یعلم الحال وقال لھا ان کنت
الممت بذنب فاستغفری اللہ وھو یعلم علماً یقیناً انھا لم تلم بذنب ۱۲ اور نزدیک ان
غالیوں یعنی حدود شرع سے تجاوز کرنیوالوں کے یہ ہے الخ اور سطر ۲۴ میں فرماتے ہیں ولا ریب ان
الحامل لھؤلاء علی ھذا الغلو اعتقادھم انہ یکفر عنھم سیآتھم ویدخلھم الجنۃ وکلما غلوا کانوا
اقرب الیہ واخص بہ فھم اعصی الناس لامرہ واشدھم مخالفۃ لسنتہ وھؤلاء فیھم شبہ
ظاھر من النصاری غلوا فی المسیح اعظم الغلو وخالفوا شرعہ ودینہ اعظم المخالفۃ والمقصود

ان فوالام یصدقون بالاحادیث المکذوبۃ الصریحۃ ویحرفون الاحادیث الصحیحۃ واللہ ولی دینہ فیقیض من یقوم لہ بحق النصیحۃ ۔ کچھ شک نہیں اس امر میں کہ برانگیختہ کرنیوالا ان لوگوں کو اس غلو اور تجاوز پر انکا یہ اعتقاد ہے کہ یہ امر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جز ما کان او ما یکون کا علم تفصیلاً ثابت کرنا ان کی برائیوں کے واسطے کفارہ ہوجائیگا اور ان کو جنت میں داخل کردے گا اور جس قدر اس امر میں وہ غلو کریں ہو جاویں زیادہ تر قریب رسول مقبول علیہ السلام سے اور زیادہ مخصوص آپ کے ساتھ ہیں۔ پس یہ لوگ زیادہ تر نافرمانی کرنیوالے ہیں آپکے امر اور حکم کی اور زیادہ تر شدید ہیں آپکی سنت کی مخالفت کرنے میں اور یہ لوگ انمیں مشابہت تامہ رکھتے ہیں نصاریٰ کی کہ انھوں نے غلو کیا مسیح علیہ السلام میں اعلیٰ درجہ کا غلو اور مخالفت کی انھوں نے انکی شریعت اور دین کی بہت بڑی مخالفت اور مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ تصدیق کرتے ہیں صریح جھوٹی حدیثوں کی اور تحریف کرتے ہیں صحیح صحیح حدیثوں کی اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کا ولی ہے پس کھڑا کرے گا ان لوگوں کو جو حق نصیحت کا ادا کریں گے۔

اس تمام عبارت کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمایئے تاکہ پوری طرح قلعی مجدد بریلوی کی کھل جائے اور انکی قدر و منزلت دوبالا ہوجائے۔ صفحہ ۱۳ سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں واخترنا فی ھذہ الرسالۃ وفی الاولیٰ القول الاول لما وضحناہ من البراھین لانہ الحق والصواب الذی لیس فیہ شک ولا ارتیاب ۱۲ اور اختیار کیا ہم نے اس رسالہ میں اور پہلے رسالہ میں قول اول بسبب اس کے واضح کردیا ہے ہم نے دلائل سے اسلئے کہ وہی حق ہے اور صواب کہ جسمیں نہ شک ہے نہ ریب اس کو صاف طور سے معلوم ہوا کہ قول بریلوی کا ضلال اور باطل ہے اور اس میں شک و ریب ہر طرح محقق ہے مولانا الشیخ عبد القادر الشبلی الطرابلسی جن کو جناب مجدد بریلوی صاحب اپنے رسالہ حسام الحرمین میں ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں من فی العلم یقتدیٰ وفی الدین تقدم وورد وصدر بتوفیق من القادر الشیخ الفاضل عبد القادر توفیق الشبلی الطرابلسی الحنفی بالمسجد الکریم النبوی منحہ اللہ تعالیٰ من فیضہ القوی۔ وہ اپنی تقریظ میں مجدد صاحب کو کنایۃً وصراحۃً یہ کہہ رہے ہیں۔

صفحہ ۴۲ سطر ۲۳ میں ملاحظہ ہو کر فرمایا آپ نے نہ زیادہ مجھکو جیسا کہ بڑھایا ہے نصاریٰ نے ابن مریم علیہ السلام کو۔ چونکہ حسب قاعدہ مسلمہ مجدد بریلوی اور تمہید عوالقانہ تخبیر میں بیان کرتے ہیں وہ اشارہ مقصد پر صریح کو دلالت کرتے ہیں اور بطریق براعت استہلال درح مصنف اور اہل حق کی مقصود ہوتی ہے اور مذمت مخالف کی مطلوب ہوتی ہے جن کے اقوال پر دار و گیر کی جاتی ہے اس قاعدہ کی بنا پر

جسکی تصریح مجدد بریلوی اپنی خرافات بھری کتاب کے صفحہ ۶۴ پر خود کر چکا ہے یہاں بھی مذمت مجدد بریلوی ہی کی مقصود ہوگی یعنی وہ مثل نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی اوصاف باری عزوجل سے مدح کرتا ہے جیسے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ کیا۔

اس صفحہ سطر ۲۴ میں فرماتے ہیں وکسر شوکۃ المبطلین ۱۲ اور توڑ دیا انھوں نے شوکت اہل بطلان کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی اہل بطلان میں سے ہے اس کی شوکت توڑنا چاہیئے صفحہ ۲۳ سطر اول میں فرماتے ہیں فان اللہ عز وشانہ وجل سلطانہ قد اقتضت حکمۃ الباھرۃ ان یقیض لنصرۃ الشریعۃ المطھرۃ من صنادید الزمان وکماۃ الفضل والعرفان من یجدد معالمھا ویشید دعائمھا وینذب عنھا غوائل الزور والبھتان وترھات الغی والطغیان ۱۲ کہ اللہ عزوجل کی حکمت باہرہ نے تقاضا کیا کہ معین کرے اپنی شریعت مطہرہ کی نصرۃ کے واسطے سرداران زمانہ سے اور بہادران فضل وعرفان سے اس شخص کو جو تجدید کردے شریعت کے نشانوں کی اور مضبوط کرے اس کے ستون کو اور دور کرے اسی شریعت سے ہلاک کرنیوالے جھوٹ اور بہتان کو۔ اور باطل باتیں گمراہی اور طغیان کی۔ اس عبارت سے صاف طور سے واضح ہوگیا کہ مجدد بریلوی کے عقائد وکلمات جھوٹ اور افترا اور گمراہی وطغیان ہیں اور وہ اصحاب طغیان میں سے ہے اس کا مخالف شخص زندہ کرنیوالا دین کا اور مضبوط کرنیوالا ستون ہائے شرع متین کا ہے۔ اور صفحہ ۲۳ سطر ۲ میں فرماتے ہیں ولبس فی میادین المباحثۃ لامۃ المجادلۃ ۱۲ اور پہنایا بریلوی نے میدان مباحثہ میں خود مجادلہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ احمد رضاخاں انکے نزدیک مناظر بلکہ مجادل ہیں کہ خلاف حق پر تعصب جما ہوا ہے اور سطر ۹ صفحہ مذکورہ میں فرماتے ہیں فی اثبات دعاویہ الواضحۃ البطلان وخرافات اقاویلہ السافلۃ البرھان ۱۲ اپنے دعووں کے اثبات میں جنکا باطل ہونا واضح تھا اور اس کے اقوال میں جو از قبیل خرافات تھے جن کی برہان سافل اور کم درجہ کی تھی اس سے بخوبی کیفیت اسکے اقوال اور دلائل کی معلوم ہوگئی

اور سطر ۹ ہی صفحہ مذکورہ میں فرماتے ہیں کہ جرد صمصام العزم بکمال الجد والحزم لحسم مادۃ شبھاتہ واستیصال شرفۃ اباطیلہ وترھاتہ ۱۲ کہ ننگی کی مفتی شافعیہ نے اپنے عزم کی تلوار کو نہایت کوشش واحتیاط سے واسطے جلا دینے اس کے یعنی بریلوی کی شبہات کے مادہ کو اور واسطے جڑ سے زائل کر دینے کے اس کے اباطیل کے زخموں کو۔ اس عبارت سے صریح طور پر قدر ومنزلت مجدد بریلوی کی معلوم ہوتی ہے۔

اس صفحہ سطر ۱۵ میں فرماتے ہیں فزیف فیھا اقاویلہ ودحض اباطیلہ یعنی پس کھوٹا کردیا

مولانا مفتی شافعیہ نے اس بریلوی کے اقوال کو اور باطل کر دیا اس کے باطل کو۔
اور اسی صفحہ سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں بل ادفع محجة الصواب ومحا آیة لیل اللبس والارتیاب یعنی بلکہ واضح کر دیا مفتی صاحب نے راستہ ثواب کا اور محو کر دیا مولانا برزنجی نے نشانی التباس اور شک کی اندھیری رات کی اس سے معلوم ہو گیا کہ اقوال بریلوی کے التباس اور شک کی اندھیری راتیں ہیں۔
حضرت رئیس المحدثین وسند المفسرین مولانا شیخ فالح ظاہری عالم مدینہ منورہ سلمہ یہ فرماتے ہیں صفحہ ۳۴ سطر ۲ ما احسن الحق حین یبدو رغما علی من سعی خلافه "کیا ہی اچھا ہے حق جب کہ ظاہر ہوتا ہے ذلیل کرنیکے لیے اس شخص کو کہ خلاف حق کا طالب ہو"۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ بریلوی طالب خلاف حق کا ہے، اسی صفحہ سطر ۳ میں فرماتے ہیں اللهم انا نسئلك الحفظ من الدخول فی امور یعرق لها الوجه حیاء ولا یسلم السائل عنها فی ان یقال له انما قصدت تعنتا وارادت سمعة وریاء کما للمالك رحمة الله تعالی مع ذی الهوی السائل عن الاستواء"
اے اللہ ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے حفاظت کا داخل ہونے سے ان امور میں کہ پسینہ پسینہ ہو جائے چہرہ بسبب ان کے بوجہ حیاء خجالت کے اور نہ سالم رہے سوال کرنیوالا ان امور سے اس بات سے کہ کہا جاوے کہ اسکو جزایں نیست کہ تو نے قصد کیا ہے تعنت کا یا ارادہ کیا ہے تو نے ریاء اور سمعہ کا جیسا کہ واقعہ ہوا امام مالک رحمۃ اللہ تعالی سے ایک متبع خواہشات کے ساتھ کہ سوال کرتا تھا استواء عرش سے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بریلوی اہل مدینہ منورہ کے نزدیک ایسے امور میں پڑا ہوا ہے کہ صاحب حیا انکے قبائح کی وجہ پسینہ پسینہ ہو جاوے اور بریلوی اپنے مقاصد و سوالات میں ریاء و سمعہ و تعنت کا قصد کر رہا ہے مثل اس شخص کے جس نے امام مالکؒ سے سوال کیا تھا۔
اسی صفحہ سطر ۷ میں فرماتے ہیں وانی لمجروح القلب جدا من هذه المشاجرات النفاقیة التی لم یجد لها فی موضوعها ند"" اور تحقیق میں نہایت ہی شکستہ خاطر ہوں ان نفاقی جھگڑوں سے جنکی مماثل شرع شریف میں موجود نہیں"۔ اس سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اہل مدینہ کے نزدیک مجدد بریلوی نفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے جن کی نظیر شرع شریف میں موجود نہیں۔
اسی صفحہ سطر ۱۵ میں فرماتے ہیں فان اکثر من یسئل عن هذه المسائل وان اجیب بالحق الذی لکل ربانی قائل لا ینفك متبعا دسا دسه جازما به بما القاه الیه شیخه ابلیس الابالسة مع ان معلمه الشیخ دابا مره لم یجزم بعقیدة من العقائد ولا بحقیقة شئ مدة عمره و دومرة ۱۲ اس لئے کہ اکثر وہ لوگ جو ایسے مسائل سے سوال کرتے ہیں، اگرچہ وہ جواب

دیئے جاویں ایسے حق کے ساتھ جو کہ کھوپڑی توڑ ڈالے ہر رائے ضعیف کی، مگر ہمیشہ رہتے ہیں وہ متبع شیخ
وسوسوں کے یقین کرنیوالے ان چیزوں پر کہ القا کیا ہے ان کا انپر ان کے شیخ ابلیس الابالسہ
یعنی سردار شیاطین نے باوجود اسکے کہ اسکا معلم الی مرہ یعنی ابلیس لعین نے نہیں یقین کیا کسی
عقیدہ پر عقائد میں سے اور نہ تصدیق کی کسی چیز کی حقیقت کی ایک مرتبہ بھی تمام عمر میں۔

اس عبارت نے میاں بریلوی مجدد کی پوری پوری قدر ومنزلت اہل مدینہ کے نزدیک ہونیوالی ظاہر
کردی، اولاً یہ کہ بریلوی کی رائے نہایت ضعیف ہے، ثانیاً یہ کہ وہ اپنے وساوس کا متبع ہے، ثالثاً
یہ کہ وہ عقیدہ ان امور پر لئے ہوئے ہے جسکو شیطان لعین نے اسکو سکھایا ہے، رابعاً یہ کہ استاد
اور معلم اس کا شیطانوں کا سردار ہے، خامساً یہ کہ مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے ہوتے ہیں کیونکہ
یہ باطل کا وجزم کرلیتے ہیں اور لئے ہوئے ہیں اور ابلیس کو تو یقین ہی نہیں ہے نہ حق کا نہ باطل کا۔

اسی صفحہ سطر ۲ میں فرماتے ہیں ومن اغرب ما طن علی اذنی العام الماضی من بعض ھؤلاء
ھذہ المقالة ان محمدن النبی العربی قد ترقت الطبیعة وتوفرت فیه خصائصها الی الغایة
بحیث صارت تکلمه بلسان منه فیه یقال له جبرئیل بکلام محکم یقال له القرآن المعجز
وبنی برهان علی ذالک من حدسیات تکررت علی تمادی الدهور وتطاول الازمنة والعصور
ومثلها بما وقع لبقراط وجالینوس ونقوس وادریوس وغیرهم بان هذا هو الحق
والحقیق بالقول۔ کہ عجائب وغرائب میں سے وہ امر ہے جو کہ سال گذشتہ میں میرے کان میں
پہنچا اس فرقہ کے بعض لوگوں سے وہ یہ گفتگو تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت شریف نے
ترقی فرمائی اور اسمیں خواص طبیعہ کامل اور پورے اس طرح ہوگئے کہ وہ طبیعت گفتگو کرنے لگی
آپ سے اپنی زبان سے جس کو جبرئیل کہا جاتا ہے ایک ایسے کلام مضبوط سے جسکو قرآن معجز کہا جاتا
ہے اور اپنی دلیل کو اس نے مبنی کیا ان امور ظنیہ پر کہ مکرر ہوئی ہیں ہمیشہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اور
مثال دی اس کی اس اس چیز سے کہ واقع ہوئی بقراط اور جالینوس اور ذی سقراط اور نقوس اور
ادریوس وغیرہ کو اور یقین کیا اس پر اور کہا یہی حق ہے قابل قبول کے ۱۲۔

اس عبارت سے دیکھئے اور سمجھئے کہ علمائے مدینہ منورہ مجدد بریلوی کو کس فرقہ اور کس طائفہ میں
داخل کررہے ہیں اور جس کو وہ ایسے طائفہ میں داخل مانتے ہیں اسکے اقوال قابل اعتبار ہوسکتے ہیں
یا نہیں۔ صفحہ ۲۵ سطر ۱ میں فرماتے ہیں فھؤلاء قوم حکموا العقل فقط ولاشک ان تحکم
العقل ضلال لان مقتضیاته تتنازعها احکام الوهم غالبة لها مستعلیة علیها مثاله

الداخل وحمل علی المیت کہ یہ لوگ ایسی قوم ہیں کہ حاکم بنایا انھوں نے فقط عقل کو اور اس میں شک نہیں کہ تحکیم عقل کی گمراہی اور ضلال ہے۔ اسلئے کہ مقتضیات عقل کی منازعت کیا کرتے ہیں اوہام اور غالب ہو جاتے ہیں اس پر جیسا کہ آدمی مردہ سے ڈرتا ہے (بوجہ غلبۂ اوہام کے) ملاحظہ ہو کہ علماء مدینہ کیسی تعریف مجدد بریلوی اور اسکی قوم کی کر رہے ہیں۔

اب اس کے بعد ملاحظہ کیجئے کہ صفحہ ۳۶ اور ۳۷ میں تو جملہ اکابر علماء مدینہ منورہ اور مدرسین حرم محترم نبوی خانصاحب بریلوی کی قدر و منزلت اور حقیقت کمالیہ کو مختلف عنوانوں سے ظاہر فرماتے ہیں یہ وہی علماء ہیں کہ جنکی تصدیقیں حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہیں ۱۰ اور بعض وہ ہیں کہ انھوں نے تصدیق حسام الحرمین کی نہ کی تھی، انہی حضرات کی تعریفوں پر مجدد بریلوی پھولے نہیں سماتے یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ ان حضرات نے ان کی تعریف میں لکھا تھا وہ قبل اس کے تھا کہ مجدد بریلوی کی حالت ان کو معلوم ہو۔ دیکھیے مولانا تاج الدین، الیاس صاحب مفتی احناف، شیخ محمد سعید صاحب، شیخ الدلائل، سید عباس رضوان، شیخ عمر حمدان، شیخ محمد عمری، سید احمد جزائری، شیخ خلیل احمد خرپوتی یہ جملہ حضرات وہ ہیں جن کے بہت سے القاب و مدائح مجدد صاحب نے اپنے رسالے میں لکھا ہے اور ان کی تقریظوں اور مدائح پر فخر کرتے ہیں، یہ جملہ حضرات مع دیگر علماء کے ان الفاظ ذیل کو مجدد صاحب کی شان میں فرماتے ہیں، جدا جدا عبارتوں کو بغور ملاحظہ فرمائیے۔

صفحہ ۳۶ سطر ۲ میں فرماتے ہیں فاقتحموا حلبۃ السبق لئی نقطع دابر کل غبی فنل ہو کر داخل ہو گئے دیں میدان مسابقت میں تاکہ قطع کر دیویں اصل ہر غبی برائی کرنیوالے کی ۱۰ اس جگہ میں مجدد صاحب کو غبی مناضل قرار دیا ہے۔ اسی صفحہ سطر (۲۰) میں فرماتے ہیں واستیصال شافۃ کل غبی وباطل اور واسطے جڑ سے اکھاڑ دینے کے زخمہائے ہر گمراہی اور باطل کے یہاں پر مجدد صاحب کو گمراہی اور باطل پر قرار دیا۔ اسی صفحہ سطر (۶) میں فرماتے ہیں وکشف بنور حجۃ ترہات المبطلین ۱۲ اور کھولدیں حجت بالغہ سے گمراہیاں مبطلین کی، یہاں پر مجدد بریلوی کو مبطلین میں سے اور ان کے دلائل کو ترہات یعنی گمراہی قرار دیا ہے۔

اسی صفحہ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں وانہ ہو بہ ہیانہا فکشف حنادس الشک والارتیاب اور روشن ہو گیا اس رسالہ کا بد بیان پس کھودیں اس نے ظلمتیں شک و ریب کی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مجدد بریلوی کا قول و خیال ظلمتیں شک و ارتیاب کی ظلمات ہیں۔

تنبیہ: واضح ہو کہ جو کچھ علماء مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و فضلاً نے خانصاحب بریلوی خذلہ اللہ

تعالیٰ فی الدارین کی شان میں لکھا ہے یہ صرف اسی گفتگو اور ما خیر ملاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی
صاحب کو سید مدنی کے مکان پر مفتی برزنجی صاحب کے حاصل ہوئی کوئی مخالفت مجدد صاحب کے
احوال سے فوٹو کو لیکر علماء مدینہ کے پاس نہ گیا تھا انکی تصانیف و خیالات و مظالم پر اہل حق کو انکے
سامنے پیش کیا تھا جیسا کہ مجدد بریلوی نے اہل حق کی شان میں افتراء پردازی کر کے علمائے حرمین
شریفین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ انکے ساتھ کیا جاتا تو شاید اسفل السافلین اور مقام
سجین کے ورے کہیں ان کا ٹھکانا نہ ہوتا، یہ انعام تو حضار بارگاہ نبوی اور مخصوصین حضرت
مصطفوی علیہ السلام سے ان کو بغیر تحریک مخالفین ملا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بروز قیامت اور
بوقت خاتمہ و دخول قبر نہایت اعلیٰ درجہ کا انعام ملیگا جو کہ درک اسفل میں جاگزیں کریگا
منتظر رہیں۔ اتہ رحمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین آمین۔ والحمد للہ رب العلمین
والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمداً لمن زین سماء الحرمین الشریفین بکواکب العلماء المتقین۔ وحفظ من کل شیطان مارد لعین۔ لایستمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحوراً ولھم عذاب واصب۔ الا من خطف الخطفۃ بمکرہ وخداعہ فاتبعہ شہاب ثاقب وشکراً لمن منح الائمۃ الربانیین حظا وافراً من وراثۃ النبویۃ والمخلفات المصطفویۃ حتیٰ ان جعل لکل منھم عدواً شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غروراً ویسعون فی الارض فساداً لتشیع فاحشۃ بین المؤمنین وتفرق عصا الاسلام فیزدادوا بینھم نفوراً۔ ثم عاقبھم بجعل مزخرفاتھم ومفتریاتھم زھوقاً وفضحھم علی رؤس الاشھاد مطھراکیدھم ومخرجاً کل واحد منھم عن سماء الرحمۃ مذموماً مدحوراً۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ من جاء بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ وایات قاسمۃ لاعناق من اراد ان یطفئ نور اللہ بافواھہ ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ ولو سخط الفاسقون۔ وعلیٰ الہ واصحابہ الذین طھروا الدین القویم عن ادناس الشرک غیر مبالین بمن ناواھم من المعاندین ویذلوا سعیھم فی اعلاء کلمۃ السنۃ والجماعۃ غیر ملتفتین الی مبتدعات اھل الاھواء المارقین وعلی تابعیھم باحسان واخلاص الی یوم الدین فانھم ھم الامۃ القائمۃ علی الحق والناصحۃ للحق الی یوم القیٰمۃ فی العالمین لایضرھم من ناواھم ولا من خذلھم باعانۃ ارحم الراحمین وھم الحفاظ للشریعۃ الغراء والحنیفۃ البیضاء ببشارۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد۔ خادم الطلبہ حسین احمد بن السید حبیب اللہ الحنفی الحسینی الچشتی الصابری الرشیدی الفیض آبادی ثم المدنی جملہ اہل اسلام سکان ہند کی خدمت اقدس میں عرض کرتا ہے کہ احقر عرصہ درازسے بمعیت اپنے والد ماجد دام مجدہ اپنے وطن آبائی ضلع فیض آباد کو چھوڑ کر ظل عاطفت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی مدینہ منورہ میں جاگزیں ہوگیا ہے چونکہ عنفوان شباب بلکہ زمانۂ طفولیت سے سوائے مشغلۂ علمی

اور کوئی شغل نہیں رہا تھا اسی لئے وہاں بھی سوائے درس و تدریس و مجالست علماء و طلباء اور کوئی شغل نہ بھایا اور اب تک جو حصہ عمر وہاں گذرا اسکو انہیں مشاغل میں صرف کرنیکی حتی الوسع کوشش کی اور اسی وجہ سے جملہ اہل اسلام سکان بلدۂ طاہرہ سے انس تام اور ان کے احوال و عقائد و خیالات پر پورے طور سے واقفیت ہوتی رہی میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ حضرات علماء کرام سکان مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و فضلاً پوری طرح سے عقائد وغیرہ میں اہلسنت والجماعت اور اکابر اسلاف کے متبع ہیں اور حضرات اکابر علماء دیوبند و سہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں جزئیات و کلیات میں سر مو تفاوت نہیں، مگر اوائل ۱۳۲۴ھ میں ایک سانحہ عجیبہ پیش آیا کہ ایک حضرت بریلوی نے جنکو انکے معتقدین مجدد المائۃ الحاضرہ سے تعبیر کرتے ہیں اس سال سفر حجاز کیا اور بیشک وہ اہل مائۃ کے مجدد ہی ہیں کیونکہ جو لوگ زمانہ سلف میں اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں کوشش و سعی بلیغ کیا کرتے تھے ان کی عزت و آبرو کے خواہاں اور انکی تذلیل و تکفیر میں عمر عزیز کو صرف کرنا باعث نجات و علو مراتب سمجھے تھے ان کا کچھ عرصہ سے زور نہایت کم ہو گیا تھا، ان کی قوتیں قریب الانعدام ہو چکی تھیں ان اعلیٰ حضرت بریلوی نے انکی بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کیا ان کے ضعف کو قوت سے بدلا، اہل سنت پر وہ وہ انواع و اقسام ظلم و جفا کے ایجاد کیے کہ اپنے اسلاف اہل دجل و جور کی عمدہ یادگار اور مجدد بلکہ جملہ مفترین سابقین کے مایۂ افتخار رہے کوئی ہی عالم باعمل و محقق و سنی علماء ہند کا ایسا بدنصیب ہوگا جو ان اعلیٰ حضرت کے دستِ جفا سے شہید نہ ہوا ہو بلکہ کوئی طائفہ فرقہ ناجیہ کا ان دیار میں نہ ہوگا جس کو ان بریلوی مجدد اور ان کے اتباع کے اقلام والسنہ نے ذبح نہ کیا ہو۔ صاحبو! یہ پیش گوئی خود رسول مقبول علیہ السلام کے ظہور میں آرہی ہے آخر لتتبعن سنن من قبلکم (الحدیث) پر کس طرح عمل کرتے۔ یہود یقتلون الانبیاء بغیر حق و قتلہم الانبیاء و اکلہم السحت و یحرفون الکلم عن مواضعہ سے مالا مال تھے تو یہ حسب قول نبی علیہ السلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل علماء محققین و فضلاء عاملین کی تکفیر میں ساعی ہیں جو کہ قتل سے کہیں بڑھکر ہے، اگر قتل سے اعدام جسم و نفی حیات جسمانی مقصود ہے تو تکفیر سے اعدام روح و اہلاک حیات ایمانی مطلوب ہے اگر یہود سحت کھاتے تھے تو یہ ربوا کو شیر مادر سمجھتے ہیں، اگر وہ تحریف الفاظ توریت کرتے تھے تو یہ تحریف معانی قرآن و حدیث اور قطع و برید الفاظ علماء مستند کرتے ہیں پھر کیونکر نہ کہا جاوے کہ یہ اپنے اسلاف بنی اسرائیل کی عمدہ یادگار اور مجدد تضلیل و تفسیق امت مرحومہ ہیں

؎ تم ضرور قدم بقدم چلوگے اپنے پہلوں کے ۱۲۔

خیر ہر چہ بادا باد ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کس فلک ضلالت کے شمس لامع اور کس برج غوایت کے بدر ساطعہ ہیں، جبکہ حضرت مجدد التکفیر صاحب وارد دیار حجاز یہ ہوئے تو عجیب عجیب جال مکر و فریب کے پھیلائے اور علماء حرمین شریفین کو انواع انواع کے حیل و مکر سے دھوکہ دیا جو لوگ ناواقف سادہ دل تھے وہ بیشک ان کے دام تزویر میں آگئے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قوت تمیز تام اور استقادہ ذہن عطا فرمایا تھا یا ان کو کسی نے چوکنا کر دیا تھا وہ ہرگز ہرگز ان کے جال میں نہ پھنسے اپنے مقصد برابری میں بے شک مجدد صاحب کو طرح طرح کی تکلیفیں و تحقیق دبے عزتیاں، و بدنامیاں اٹھانی پڑیں بلکہ اس شورش کی وجہ سے جملہ علماء ہند کو نظر اغیار میں ذلیل و خوار کیا گیا چنانچہ میں نے بارہا اس زمانہ اور اس کے بعد کے زمانہ میں اہل مصر و شام و حجاز وغیرہ کو ان حضرت مجدد التکفیر صاحب اور جملہ اہل ہند کی مذمت کرتے سنا۔ اگرچہ تمہید شیطانی وغیرہ میں بھی بہت سی تعریفیں و مدائح نقل کی ہیں لیکن فی الحقیقت فقط چند معدود شخصوں کی ہیں اور وہ بھی جب تک کہ انکو حقیقت کی خبر نہ ہوئی تھی ورنہ اہل حجاز نے عموماً آخر میں انکی حالت معلوم کر لی تھی دیکھیے رسالہ مدینہ میں کیا کیا نہیں ان کی نسبت لکھا گیا ہے اور انکی تفصیل میں آگے لکھوں گا، چونکہ احقر اس زمانہ میں مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و فضلاً میں موجود تھا اسلئے پوری طرح سے ان جملہ امور سے واقف ہے جو کہ ان کو پیش آئے اور بخوبی ان لوگوں کو جانتا ہے جنھوں نے انکی صریح مخالفت کی۔

حضرات انھوں نے حضرات علمائے دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت سخت افتراء پردازیاں کی تھیں اور ایسے طرز سے بیان کیا کہ جس کو ہر ایک دیندار دیکھکر سخت تنفر اور اعراض ظاہر کرے احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند اور گنگوہی کا خوشہ چیں اور ان کے ہی دامن عاطفت کا متشبث ہے، سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کے بارگاہ کی خاک روبی اور ان کی جوتیوں کی سیدھی کرنیکی خدمت سے مالا مال رہا ہے، اس لیے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے، اسی وجہ سے اس زمانہ میں بھی ان کی مکاریوں اور افتراء پردازیوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل اکابر لوگوں کو دکھلائے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع دستخط کر چکے تھے جیسا کہ میں آگے ذکر کروں گا، وہ لوگ مجبور ہوگئے اور انھوں نے بعد از اطلاع یہی کہا کہ ہم نے اپنی اپنی تقریظوں میں شرط لگا دی ہے الحاصل حضرت مجدد التضلیل صاحب اپنے اس مایۂ افتراء کو نہایت کوشش بلیغ و سعی عظیم سے حاصل کرنے کی فکر میں حجاز گئے تھے اور کچھ کچا پکا مقصد حاصل کرکے ربیع الثانی سنہ مذکور الصدر میں مدینہ منورہ سے واپس ہوئے

اور عرصہ تک اس کو چھپائے رکھا جس سے یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید کچھ عبرت ہوتی ہے اور اپنے افعال
قبیحہ پر شرمندہ ہوئے ہیں کیونکہ عام وخاص جبکہ قصد حرمین شریفین کرتے ہیں تو یہی مراد ہوتی ہے کہ ان
مواضع متبرکہ میں حاضری اور عبادات کی برکت سے ذنوب اور گناہوں کی تکفیر اور قلت ہو اور مجدد صاحب
بریلوی نے یہ سفر محض بغرض گناہ بلکہ بغرض اکبر الکبائر کیا تھا اور وہاں کے سادہ لوح سچے علماء کو تحت
دھوکہ دینا گوارا کیا تھا۔ اپنے ساتھ ان بیچاروں کو بھی گھسیٹا تھا مگر ان پاکبازوں کی کیا خطا انکو کیا معلوم
تھا کہ ان بریلوی صاحب میں کیا کیا جوہر تضلیل و تفسیق و غوایت وغیرہ بھرے ہوئے ہیں انھوں نے
حسن ظن سے کام لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کی ۱۳۲۷ھ میں کہ یہ احقر بوجہ اپنی بعض
ضروریات ذاتیہ کے وارد دیار مدینہ ہوا تو دیکھا کہ وہی مجموعۂ دشنام و تکفیر اکابر مع ان مہروں
کے طبع کیا ہوا چند جہلاء ادھر ادھر لئے پھرتے ہیں عام مسلمانوں کو اہل حق کی طرف سے ورغلاتے
اور بدعقیدہ کر رہے ہیں اور اپنے لقمۂ چرب حاصل کرنیکی طرح طرح سے فکر کر رہے ہیں اس کے
دیکھتے ہی یقین ہو گیا کہ میرا پہلا خیال اصلاح کا بہ نسبت مجدد التکفیر صاحب بالکل غلط تھا بلکہ وہ
فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً میں مبتلا ہیں اور صم بکم عمی فھم لا یرجعون
کے مصداق ہیں وہ اپنے ذاتی افعال اور اسلافی اخلاق سے باز آنیوالے نہیں۔ میں نے
مدینہ منورہ ہی سے ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں پر جو حالتیں مجدد التضلیل صاحب پر پیش آئی ہیں
ان کو اچھی طرح پر بیان کر کے مسلمانان اہل ہند پر ظاہر کر دوں لیکن مجھے اس سے دو امر مانع ہوئے
تھے اول آنکہ متعدد خبریں پہونچی تھیں کہ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی جب سے آئے ہیں چپ ہیں اور
الصلح خیر سے رطب اللسان رہتے ہیں، پس مجھے خیال مذکور الصدر دامنگیر رہا اور التائب من الذنب
کمن لا ذنب لہ کا مضمون مانع عزم مذکور ہوتا رہا۔ دوم یہ کہ مولانا شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی
و مولانا مولوی منور علی صاحب محدث رامپوری اپنے اپنے ملنے والوں کو ان مجدد بریلوی کے احوال لکھ چکے
تھے اور ان لوگوں نے ان کے جملہ وقائع کو اخباروں میں شائع کر دیا تھا مگر واہ رے ہوشیاری
جب دیکھا کہ اب لوگ ان باتوں کو فراموش کر چکے ہیں اور وہ اخبارات ضائع ہو چکے تب اس
زہر کو اگلا جس کو اپنے ہمراہ وہاں سے لائے تھے اور جس کے واسطے یہ سفر مبارک طے کیا تھا
اور ہزاروں روپے اس کوشش میں برباد کئے تھے اب مجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی کچی پکی باتیں
سچی سچی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبر ذریعوں سے وہاں سنا ہے آپ حضرات کے
گوش گذار کر کے ان کی افترا پردازیوں اور بہتان بندیوں پر مطلع کروں، کیونکہ حضرات

علمائے دیوبند وسہارنپور وغیرہ تو اپنے مشاغل علمیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ دوسری طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو لایعنی خرافات خیال کرکے اس طرف توجہ کرنا اپنی شان عالمانہ کے خلاف اور طریقۂ شرفا کے مخالف جانتے ہیں ادھر جہلاء مبتدعین اور گروہ مخالفین عام مسلمانوں کا میدان خالی پاکر ہر طرح سے گمراہ کرتے ہیں، پس ضرور ہوا کہ جو کچھ تمہید میں انکی نسبت لاف وگزاف ولن ترانیاں ماری گئیں ہیں ان کی حقیقت معلوم ہو جائے اور یہ بھی روشن ہو جائے کہ جن اکابر کے دامنِ عصمت کو مجدد صاحب دھبہ لگانا چاہتے ہیں وہ ان نجاستوں سے بالکل پاک وصاف ہیں. مجدد صاحب کی خود غرضی اور طلب شہرت وجاہ دنیا ہی کا ثمرہ اس رسالہ میں مسطور ہوا ہے وہ اکابران خیالات فاسدہ سے کوسوں دور ہیں- آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ن کے اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں احقر کو معذور تصور کریں، مجدد صاحب نے تمہید شیطانی اور حسام الحرمین کے اندر جو جو الفاظ سخت و شست کہے ان کا مقابلہ اگر کیا جائے اور اس کے مقتضی کے موافق اگر جواب لکھا جائے تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے میں اپنی طبیعت کو نہایت تھام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں، مگر کیا کروں کہیں کہیں اس بدگو کی گالیوں اور خرافات کی وجہ سے طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے. پس مجبور ہو جاتا ہوں مگر تاہم وہاں بھی حتی الامکان شرافت وحلم کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اور پورا مقابلہ اس باب میں تو ان کا وہی کرسکتا ہے جو رذیل النسب وقبیح الاخلاق جاہل اور ماجد ہو گر یہ بھی نامۂ اعمال مجدد صاحب میں لکھا جائیگا. قول رسول علیہ السلام المستبان ما قال فعلی البادی نص صریح ہے مجدد صاحب نے اپنے طریقہ آبائی جو بنی اسرائیل کا ہمیشہ سے تھا یعنی یقتلون الانبیاء بغیر حق زندہ کیا ہے- ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند آخر خود بھی تو اسرائیل ہی ہیں-

صاحبو! جبکہ مجدد بریلوی صاحب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک محضر طویل جناب شیخ محمد صاحب نقش بندی رامپوری سلمہ کی خدمت میں اس غرض سے پہنچا کہ شریف صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے جس پر بہت سے حضرات کے دستخط اور مہریں تھیں کہ فلاں بن فلاں، فلاں شہر کا رہنے والا وہاں حاضر ہوتا ہے یہ شخص اعلیٰ درجہ کی خواہشات نفسانی اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہے مسلمانوں کی عموماً اور علماء کرام اور فضلائے عظام کی خصوصاً تضلیل و تفسیق کرتا ہے، اپنی شہرت اور خیالات فاسدہ کی وجہ سے سیکڑوں علماء کی تکفیر اور سب وشتم میں رسالے لکھ ڈالے ہیں، عقائد فاسدہ لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے اپنے رواج کی وجہ سے

بیٹے کو ماں سے، بھائی کو بھائی سے جدا کر ڈالا ہے، روزانہ نئے نئے فتنے برپا کرتا رہتا ہے، غرضکہ اسی قسم کے مضمون تھے اور کچھ عقائد بھی اس کے اس میں درج تھے اور مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب اسکی تنبیہ اور واقعی قرار سزا دیں۔

الحاصل اس محضر پر حضرت آفندی عبدالقادر شیبی کنجی بردار خانہ کعبہ شریفہ مطلع ہوئے اس مضمون کو دیکھتے ہی بھرا گئے غصہ سے کانپ اٹھے اور انھوں نے محضر لے لیا اور کہا کہ میں محضر شریف صاحب کو دوں گا، الحاصل وہ محضر شریف صاحب کی خدمت میں پہنچا شریف صاحب بھی نہایت غضبناک ہوئے اور ارادہ قید کر دینے کا کیا، مجھے متعدد صحیح خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ اس ارادہ پر شریف صاحب اور شیبی صاحب عزم بالجزم کیے ہوئے تھے۔ مگر جناب شیخ محمود صاحب اور مولوی منور علی صاحب نے شیبی صاحب کو بہت سمجھایا اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں بلکہ اس سے اس کے خیالات وعقائد دریافت کرلیں شاید کہ اس نے ان سے توبہ کر لی ہو۔ (یہ حضرت اگرچہ مجدد بریلوی صاحب سے خود بھی تکلیف شاقہ اٹھائے ہوئے تھے مگر غیرت قومی نے انکی گوارہ نہ کیا کہ یہ قید خانہ کی سیر کرائے جاویں ورنہ جملہ اہل ہند کی بدنامی ہوگی، کاش یہ خیال ان کو دامنگیر نہ ہوتا۔ الحاصل اس رائے کو جب شیبی صاحب نے مان لیا تو شریف صاحب کو بھی اس پر زور دیا گیا، چنانچہ شریف صاحب نے کہا ان کے عقائد کے بارے میں ان سے سوال کرو چونکہ کوئی رسالہ مجدد بریلوی صاحب کا اس وقت موجود نہ تھا اس لیے فقط اس تقریظ کی نسبت جو انھوں نے کسی رامپوری نام کے مولوی کے رسالہ کے اخیر میں لکھی ہے اس میں ان سے تین سوال قائم کیے گئے۔ اول یہ کہ تم نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازل سے ابد تک کی جملہ چیزیں معلوم ہیں۔ دوم یہ لکھا ہے کہ مثقال ذرہ بھی آپ سے غائب نہیں، سوم یہ کہ تم نے آخر تقریظ میں لکھا ہے وصلی اللہ علی من ھو الاول والآخر والظاھر والباطن۔ ان تینوں باتوں کی تفصیل اور جواب لکھو اور اپنا عقیدہ ظاہر کرو اور جب تک اس کا جواب نہ دے دو اس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرنے کی اجازت نہیں حالانکہ مجدد بریلوی صاحب حج سے فارغ ہو چکے تھے، مگر اس حکم کے آتے ہی سفر کرنے سے بند کر دیئے گئے اور ایک قسم کی قید میں پڑ گئے۔ بہت سٹ پٹائے، لینے کے دینے پڑ گئے کہ کہاں آئے تھے جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہ کی فکر میں یہاں خود ہی پھنس گئے۔ آٹھ دس روز تک اسی کشمکش وپیچ اور فکر والم میں رہے کہ کس طرح اس گرداب

بلا سے کلموں اور کیونکر چھٹکارا ہو، ہندوستان ہوتا تو شریف شیبی اہل مکہ سیبیوں کی تکفیر کرکے
ایک ہی تلوار سے قتل کر ڈالتا مگر ہائے کیا کروں حجاز ہے دوسرا ملک ہے یہاں آزادی نہیں
افسوس ریل بھی نہیں کہ بھاگ جاؤں، پر بھی نہیں کہ اڑ جاؤں اگر اقرار کرتا ہوں تو قید خانہ اژدہا
جیسا منھ پھیلائے ہوئے تیار ہے اور اگر انکار کرتا ہوں تو رسالہ مع مہر و دستخط کے موجود ہے پھر معتقدین
کو کیا منھ دکھاؤں گا، برسوں کی محنت، برباد ہوئی جاتی ہے مگر جب کوئی صورت خلاصی کی نظر نہ آئی تو
اصل پیشہ اور ذاتی عمل کام میں لائے غلط ملط اور گڑبڑ عمل کیا۔ اول سوال کا جواب لکھا کہ ازل وابد سے میری
مراد وہ نہیں ہے جو کتب دینیہ اور دفاتر کلامیہ میں لیا جاتا ہے میری مراد ازل سے ابتدائے دنیا اور ابد سے
انتہائے دنیا۔ ماشاء اللہ سبحان اللہ۔

صاحبو! ذرا سوچنے کی بات ہے کہ یہ کس قدر فریب دہی اور مکر کی بات ہے جب مسائل مذہبیہ خصوصا
عقائد لفظ ازل کا آتا ہے اس کے یہی معنی ہوتے ہیں ما لا ابتدا له یعنی جس کی ابتدا نہ ہو اور اسی لئے
خداوند کریم لفظ ازلی اور ابدی سے موصوف ہوتا ہے مجدد! اجب تفضیل عالم کے واسطے عقیدہ تحریر کریں
اور ایک من گھڑت معنی اپنے دلیں سے لیں بھلا اسکا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے آپ ہی فرمائیں کہ کوئی شخص
لفظ اب کا اور اس سے اپنی مراد لیوے تو کوئی اسکی بات مان سکتا ہے، ہرگز نہیں مگر ایسا نہ کرتے تو
مساوات علم رسول علیہ السلام یا علم الٰہی کے مواخذہ میں گرفتار بھی ہو جاتے، دوسرے سوال کا جواب
یہ دیا کہ مثقال ذرہ نہیں لکھا ہے، ترجمہ اردو سے عربی میں غلط کیا گیا ہے، حضرات! ذرا اس مکر اور خداع کو
خیال کیجئے اس عبارت میں لفظ ذرہ بھر کا موجود ہے پھر عربی میں اس کا ترجمہ مقدار ذرہ و مثقال ذرہ
نہیں تو اور کیا ہے، دیکھو کتب لغت اور محاورات عرب کو کہ مثقال ذرہ اور اس کے امثال میں لفظ
مثقال کے معنی مقدار اور وزن کے ہیں یا نہیں، مگر یہ جھوٹ اور فریب نہ کرتے تو چھٹکارا کیونکر ہوتا۔
حالانکہ خود ان کا اور ان کے مقلدین کا مذہب یہی ہے کہ کوئی چھوٹی اور بڑی چیز رسول مقبول علیہ السلام سے
غائب نہیں، افسوس صد افسوس کہ مثل روافض تقیہ پر کمر باندھی اور جھوٹی باتیں بنائیں، تیسرے
اعتراض کا جواب کا یہ دیا کہ عبارت میں چھاپہ والوں سے غلطی ہوئی ہے میں نے یہ لکھا تھا تجلی شئ
علی من ھو مظہر الاول والآخر مگر لفظ مظہر کا رہ گیا۔ حضرات ذرا غور فرمائیں کہ یہ کیا دھوکہ دہی
ہے اس جواب سے ہر عاقل ان کا عاجز ہونا اور بغلیں جھانکنا اور فریب دینا سمجھ سکتا ہے کیا جب رسالہ
طبع ہونے کو گیا تھا کاپی کی تصحیح نہیں ہو سکتی تھی ہم نے مانا کہ ایسا ہی ہوا تھا مگر بعد چھپنے رسالے کے جب آپ نے
دیکھا یا آپ کے معتقدین نے تو غلطنامہ کیوں نہ چھپوا کر ملحق کر دیا تھا تاکہ اس شرک صریح اور کفر خالص

بچ جاتے مگر جس کو نہ حیا ہو نہ جھوٹ بولنے سے کچھ گریز اس کو ایسی باتوں کی کیا پرواہ
الحاصل۔ یہ جہالات مع اظہار ان کے عقائد کے علم غیب میں شریف صاحب تک بعد ایک مدت
کے پہنچے، جملہ اراکین سمجھ گئے کہ محض بات بناتا ہے کیونکہ تحقیق جو کیا تو جواب غلط تھا ذرہ بھر کے معنی
جس سے پوچھے بعضوں نے مثقال ذرۃ بتائے ازل اور ابد کے معنی وہ خود ہی جانتے تھے مگر
ان کو اس کلام پر بھی بہت جوش آیا کہ وہ کہتا ہے کہ ابتداء عالم سے انتہا تک کی جملہ ما کان و
ما یکون کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا یہاں تک کہ شیخ شعیب مالکی سے جو آجکل مکہ
معظمہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور حلقہ درس بھی حرم شریف میں ان کے برابر کسی کا نہیں
ہوتا ہے اور نیز شیخ احمد فقیہ سے شیخ صالح کمال کی جو مجدد بریلوی کے وکیل مفوض اور مختار عام
بڑی مشکل سے ہو گئے تھے گفتگو سخت کی نوبت آئی شیخ صالح کمال مجدد صاحب کی طرفداری کرتے
تھے اور یہ دونوں علماء جملہ اس کے خیالات وعقائد کا رد بدلائل واضحہ کرتے تھے اور بالآخر
شیخ صالح کو جب کوئی جواب موقع کا ذہن پڑا اور ان دونوں نے ان کو الزام دیا کہ اہل ضلال
کی طرفداری کرتے ہو اور پہلے بھی تم نے ایسا اور ایسا فلاں وجہ سے کیا تھا تو رنجیدہ اور کبیدہ
خاطر ہو کر شریف صاحب سے ان دونوں حضرات کی بابت کہا کہ آپکی مجلس میں مجھ کو یہ لوگ
اس قدر ذلیل کرتے ہیں، شریف صاحب نے گفتگو کرنے سے ان لوگوں کو منع کر دیا ان دونوں
حضرات نے چاہا کہ اس شخص کو ضرور سزا ہونی چاہئے، تا اینکہ خود اگر عقائد فاسدہ سے توبہ کرے مگر
چونکہ شریف صاحب اپنی مجلس ہی میں جھگڑا دیکھ چکے تھے انہوں نے فرمایا کہ اس شخص کو جلد یہاں سے نکالنا
چاہئے تاکہ عوام پر اس کا کوئی اثر قبیح نہ پڑ جائے۔ چنانچہ وہاں سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں سے چلے جاؤ شریف
صاحب کو جو جو طیش اور غضب اس شخص پر تھا وہ حضار مجلس ہی بیان کر سکتے ہیں مگر بخوف انتشار
عوام۔ دوم بغرض رعایائے اجنبیہ مناسب جانا کہ اس سے تعارض کرنا بہتر نہیں، اس
تمام قصہ کو احقر نے مجملاً عرض کیا ہے جس کا جی چاہے تفصیل وار شیخ شعیب صاحب مالکی
مدرس حرم شریف مکہ معظمہ یا شیخ احمد فقیہ، یا شیخ عبدالقادر شیبی یا شیخ محمد معصوم صاحب یا مولوی
منور علی صاحب محدث رامپوری سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب کے اس زمانہ میں مصاحب
تھے پوچھ لیوے مجدد بریلوی صاحب اس ذلت سے تو وہاں سے نکالے گئے مگر جدہ میں
پہنچتے ہی یہ مشہور کیا کہ شریف صاحب تو مجدد صاحب کے مرید ہو گئے۔ بھلا اس جھوٹ کا کچھ
ٹھکانا ہے، شریف صاحب نے تو ان کو منہ لگانے کے قابل نہ مانا ارادت اور مریدی تو کجا بھلا شرفاء

کہ اور ایسے نااہلوں سے مرید ہوں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مجدد صاحب پر جب پے در پے ہو رہی تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفوض کے ذریعہ شریف صاحب کے یہاں کہلا بھیجا کہ افسوس مجھ پر تو اس طرح پے در پے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت والجماعت سے ہوں ایک شخص یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا (معاذ اللہ) اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے اور اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا ہے، چنانچہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی اس کا سننا تھا کہ ہر دو صاحبان شیخ شعیب اور شیخ احمد فقیہہ و نیز دیگر اراکین مجلس نے اسی دم ان کے وکیل پر رد کیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کوئی مسلمان ایسا کلام نہیں کہہ سکتا ہے، محض افترا اور بہتان بندی ہے اور شریف صاحب نے بھی ایسا ہی کہا۔ چنانچہ وکیل صاحب سخت شرمندہ بھی ہوئے۔ اس وقت تک جناب مولانا خلیل احمد صاحب اور شیخ شعیب صاحب سے کوئی ملاقات بھی نہ ہوئی تھی چنانچہ جب یہ خبر مولانا کو پہنچی تو ایک دو آدمیوں کو ساتھ لیکر شیخ شعیب اور مفتی صالح کمال وکیل مجدد صاحب کے پاس گئے اور ہر ایک سے ملکر گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں نے سنا ہے کہ شریف صاحب کی مجلس میں کسی شخص کی نسبت یہ کہا گیا ہے، میں ہی وہ شخص ہوں جس کی نسبت یہ افترا کیا گیا ہے میں ہرگز اسکا قائل نہیں ہوں یہ محض افترا اور بہتان ہے ہاں البتہ امتناع بالغیر کا بوجہ مسئلہ جواز خلف وعدہ وعید کے قائل ہوں جیسا کہ رائے مشہور سلف کی ہے شیخ شعیب نے بہت شد و مد سے کہا کہ میں سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ افترا و پردازی ہے اور اس مسئلہ کے جملہ متکلمین قائل ہیں اور اپنی اپنی کتب میں تصریح کر رہے ہیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔ مسئلہ علم غیب میں بھی مولانا نے حسب عقیدہ اور اہل سنت والجماعت تقریر کی جس کی تشریح آئندہ آجاویگی۔ اور بیان فرمایا کہ ہم نے اپنے رسالہ براہین میں یہ کہا ہے اور اس مفتری کذاب نے ہم پر یہ بہتان باندھا ہے کہ اصل عقیدہ میں شیخ شعیب صاحب نے پوری مطابقت فرماکر بہت سی آیات و احادیث حفظ پڑھیں اور بہت زور و شور سے ثابت فرمایا کہ بے شک یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے اور یہ قول جو اس مجدد بریلوی کا علم ہر ہر جزئیات کونیہ وغیرہ کا ہے باطل ہے فلاں فلاں وجہ سے ایک عرصہ تک نہایت انبساط اور تہذیب کی آپس میں باتیں ہوتی رہیں بعدازاں مولانا صاحب ان سے رخصت ہو کر مفتی صالح کمال کے پاس بھی گئے۔ مفتی صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اولاً مفتی صاحب بوجہ ان باتوں کے کہ ان کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئی تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور کیوں نہ ہوں آخر ہر مسلمان پر ایسی باتوں کا اثر ہونا ضروری ہے مگر جب مولانا نے حقیقت الحال کا

انکشاف فرمایا اور میدان تقریر میں جولانی فرمائی تو وہ کبیدگی مبدل بہ فرح وسرور ہوگئی اور جملہ تقریرات حضرت مولانا کو انھوں نے تسلیم فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔

الحاصل۔ جب ان دونوں حضرات سے کما حقہ مولانا نے من وعن تذکرہ فرمایا تو اب چونکہ سفر مدینہ منورہ کرنا تھا اور چند قافلے اس کے پہلے روانہ بھی ہوچکے تھے اس لیے خود بھی براہ ینبع البحر روانہ بسوئے مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وفضلاً برائے زیارت شریفہ ہوگئے۔ ادھر مجدد صاحب اس وقت تک شریف صاحب کی طرف سے ممنوع عن السفر ہی تھے، جب مجدد صاحب نے دیکھا کہ حریف صحیح وسالم نکل گیا اور ہم پھنس گئے تو ایک نئی ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ ایک خاص نیا طریقہ کرنا چاہیے جس سے یہ لوگ عموماً نظر عوام وخواص اہل ہند سے گرجاویں کوئی اعتبار ان کا نہ رہے اور مقصد اصلی ان کا یہ تھا کہ کسی طرح مولانا خلیل احمد صاحب دام مجدہٗ کی آبرو میں کوئی بٹہ لگے اسی وجہ سے جب سے سفر کا عزم مولانا کا سنا تھا اسی وقت سے تہیہ اپنے سفر کا کر لیا، بایں خیال کہ بعد تصنیف براہین قاطعہ مولانا کو یہاں آنے کی نوبت نہیں آئی ہے میں جا کر لوگوں میں مشہور کرونگا اور ان کی عزت کے درپے ہوں گا، مگر آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ طائفہ اہل حق ہمیشہ مؤید من اللہ رہتا ہے اور کیوں نہ ہو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماہی دیا ہے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر ثابت رہے گی قیامت تک ان کو ضرر نہ پہنچا سکیگا جو شخص دشمن ان کا ہوگا اور نہ رسوا کر سکیگا۔ جو ان کو رسوا کرنے کا قصد کیے، اس اثناء میں حضرت مولانا دام مجدہ نے حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مولانا کی کمر میں پٹکا باندھا حضرات مگر یہ امداد الٰہی کی تائید کی بشارت نہیں تھی تو کیا تھا، چنانچہ اس کا ظہور واضح طور پر ہوا اور مجدد صاحب حج سے پہلے تو بیمار ہوگئے اور کسی کام کے لائق ہی نہیں رہے جب حج سے فارغ ہوکر جب آئے تو کچھ حرکت کرنا شروع کیا تھا، بلائے آسمانی نازل ہوئی اور ان کے اہل وطن کا محضر پہنچا اور شریف صاحب کے یہاں سے پرسش اور لے دے شروع ہوگئی، حضرت مولانا صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نسک وا ارکین حج وغیرہ کر کے باطمینان تمام باہمہ عزت وشوکت روانہ بسوئے بارگاہ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہوگئے کوئی بدخواہ ان کے بال کو بیڑھا نہ کر سکا۔

الحاصل مجدد صاحب نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں ہزاروں طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور بہتان بندیاں کی گئیں جن کو دیکھتے ہی ادنیٰ مسلمان متغیر اور اپنے عقل وشعور سے نکل کر کلمات سب وشتم استعمال کرنے لگے آگے چل کر ہم بعض وجوہ کرد فریب کو ضرور ان شاء اللہ ذکر کرینگے مجدد صاحب کا یہ افسوس

بعض بھولے بھالے علماء پر چل بھی گیا خصوصاً بدیں وجہ کہ تعظیم واکرام علماء اور سادات کا ایسی طرح کیا جاتا تھا کہ جنکو دیکھکر پتھر کا بھی جگر ہو تو پانی پانی ہو جائے جس شخص کو بھی سادات کیطرف منسوب دیکھا اور جانا کہ یہ ذی عزت وشوکت ہے چاہے جاہل سے بھی جاہل کیوں نہ ہو مگر قدموں پر گر پڑے اور چومتے چومتے ہونٹ بھی گھسا دیئے اسپر دیا تا تذلل اور تضرع ظاہری کا علماء وسادات کے سامنے تو ٹھکانا ہی کیا تھا، مقصود ان سب امور سے فقط یہی تھا کہ اپنے آپکو ان لوگوں کی نظروں میں نہایت خوش عقیدہ اور محب ثابت کر دیں تاکہ حصول مقصد میں مدد ملے اور صرف یہ امر بھی کافی نہ ہوا بلکہ بعض اور بھی اعمال انکو جلب قلوب کے لیئے کرنے پڑے بایں ہمہ جو لوگ محتاط دیندار تھے یا ذکاوت وشعور کا مادہ انمیں قوی تھا وہ موافق قول نبوی اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ ان کی اول ہی کی گفتگو اور ابتدائی تحریرات بلکہ بلاحظہ صورت وسیرت ہی سے کھٹک گئے تھے اسی وجہ سے بڑے بڑے مشہور ومعروف علماء ومدرسین واصحاب لیاقت نے ہرگز ہرگز ان کی تصدیق وموافقت نہیں کی اور صاف جواب دیدیا چونکہ احقر بڑے بڑے مشہورین علماء مکہ سے واقف ہے متوسطین اور اصاغر سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا اس لیئے چند اکابر کے خیالات لکھتا ہے جنھوں نے مجدد صاحب کی موافقت فقط اسی وجہ سے نہیں کی کہ مجدد صاحب کی تحریر وتکفیر کو قابل اعتبار نہ سمجھا اور جان گئے کہ ضرور اس تحریر میں شائبہ نفسانیت وافترا پردازی ہے اور ضرور یہ شخص اصحاب عقائد باطلہ میں سے ہے حضرت الشیخ الاجل والفاضل الابجل وحید عصرہ فرید دہرہ البحر الفہام والبحر القمقام نووی الزماں ورازی الدوراں جناب الشیخ حسب اللہ المکی الشافعی یہ اقران شیخ وحلان مرحوم میں سے ہیں علامہ وقت صاحب فہم وذکا متقی وپرہیزگار جملہ علوم میں عموماً اور فقہ شافعی وتفسیر میں خصوصاً حرمین میں انکا کوئی نظیر نہیں عمر بھی تقریباً اسی سے متجاوز ہے۔ ان دنوں آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں اکثر علماء حرمین انکے شاگرد ہیں، عموماً شوافع سے سنا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں مذہب شافعی میں ان سے بڑھکر کوئی عالم نہیں جو شخص کچھ دنوں بھی مکہ معظمہ میں رہ آیا ہے وہ ان سے ضرور واقف ہوگا اور جس کا جی چاہے حرمین شریفین کے لوگوں سے ان کی حالت دریافت کرے، احقر نے انکا وصف کچھ بھی انکی حالت اصلیہ کے مقابلہ میں بیان نہیں کیا، غرضکہ انھوں نے بوجہ احتیاط مجدد صاحب کے رسالہ کی تصدیق کرنے سے انکار کیا ہے۔ شمس سماء التحقیق بدر فلک التدقیق جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول امام المحدثین ورئیس المفسرین مولانا الشیخ شعیب المالکی دامت برکاتہم الامام والخطیب بالحرم الشریف المالکی علیٰ ہذا القیاس ان کا حلقۂ درس سب سے بڑا حرم محترم میں ہوتا ہے۔

اور ہزار ہا احادیث ان کو مع اسناد متن حفظ یاد ہیں، حضرت الامام الجلیل الفاضل النبیل مرکز الزکاوۃ والفتوۃ رئیس الشجاعت والسجادۃ مقدام فرسان المعقولات الجامع قصبات السبق فی میادین المنقولات مولانا الشیخ احمد فقیہ الامام والخطیب بالحرم الشریف دام فضلہ آمین، یہ صاحب بھی نہایت تیز طبع ذی علم شخص ہیں دونوں حضرات حرم محترم کی نسبت تعلق خدمت امامت وخطابت کا رکھتے ہیں بوجہ غزارت علم وفطانت اعلیٰ درجہ کے علماء سے شمار ہوتے ہیں، شریف صاحب کے ندماء میں سے ہیں حضرت رئیس العلماء العالمین وسید الفضلاء الکاملین الماہر فی صناعات العربیۃ الفائق علی الاقران فی الفنون الادبیہ سید المحدثین وامام المتکلمین مولانا الشیخ عبد الجلیل آفندی الحنفی قدس اللہ سرہ العزیز نہایت معمر وصالح شخص تھے حرمین کے مشہور ومعروف علماء واتقیا میں سے شمار ہوتے تھے۔ علم ادب میں ان کا نظیر کوئی نہ تھا۔ علاوہ علم ادب دیگر علوم میں بھی دسترس کامل رکھتے تھے ابتدائے ۱۳۲۷ھ میں ان کی وفات ہوگئی، اگرچہ مدینہ منورہ کے علماء میں سے تھے مگر چند سال سے مکہ معظمہ میں آگئے تھے جب مجدد بریلوی صاحب وہاں رونق افروز ہوئے تو یہ مکہ معظمہ ہی میں موجود تھے انکے پاس بھی اپنا رسالہ لیکر اعلیٰ حضرت بریلوی تشریف لیگئے تھے مگر چونکہ وہ تجربہ کار ذی عقل وشعور بڑی عمر کے شخص تھے فوراً پہچان گئے کہ یہ شخص قابل اعتبار نہیں، یہ چاروں شخص بہت بڑے اور مشہور علماء مکہ ہیں سب ہمسر تھے علم وفضل وکمال میں جو حالت ان کی ہے ہرگز ان لوگوں کی نہیں ہے جنکی مہریں اور تصدیقیں مجدد التضلیل کو ہاتھ لگی ہیں جس شخص کا جی چاہے خود اہل مکہ سے ان کی حالت معلوم کرلیوے علاوہ ازیں اور بھی بہت سے علماء ہیں جو کہ ابتک موجود ہیں اور انھوں نے کسی طرح انکی تصدیق کرنے پر قلم نہ اٹھایا، البتہ جو لوگ طالب شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے دام تزویر میں آگئے انھوں نے مہر ودستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی ان اسامی میں جنکو مجدد صاحب نے اہل مکہ سے نقل کیے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جنکو قوت علمیہ میں کوئی دخل نہیں اور نہ وہ درس وتدریس کے ساتھ مشتغل ہیں علماء مکہ میں انکا شمار بھی نہیں ہوتا، اگر ہم اس درجہ کے ان علماء کو ذکر کریں جنھوں نے انکی مخالفت کی تھی تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جاوے مگر ان چار مشہور عالموں پر ہم کفایت کرتے ہیں۔

اب کچھ حال مدینہ منورہ کا سنیئے، چونکہ احقر اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھا اس لیئے وہاں کے احوال اس سے بھی زیادہ بیان کرسکتا ہے مگر تطویل رسالہ کے خیال سے اجمالاً عرض کرتا ہے، یہاں بھی وہی طریقہ فریب دہی اور اظہار اخلاص کا زائد از حد برتا نہایت اخفار کے ساتھ بعد چند روز قیام کرنے کے خاص خاص لوگوں پر رسالہ پیش کیا اور چونکہ چند ابحاث غریبہ میں جنہیں علماء حرمین کو کبھی نظر اور فکر کی

نوبت نہ آئی تھی اور انھوں نے کچھ اقوال یاد کر رکھے تھے، ان کا مذاکرہ مجالس میں کرتے رہتے تھے جس سے
لوگوں کو کچھ خیال علمیت کا ان کی طرف اولاً ہو گیا ادھر صاحبزادے صاحب نے مشہور کر دیا کہ ابا جان
شہر علم ہیں امام اور فاضل اجل ہیں کہیں جذر و مکعب کا ذکر کیا، کہیں العلم المطلق اذ مطابق العلم کا مسئلہ
چھیڑا کہیں نوٹ پر گفتگو کی، کہیں بعض ابحاث فرعیہ پر بحث چھیڑ دی، کہیں تین سو رسالوں کا مذاکرہ
کیا اور کہیں مناظرات عجیبہ اور اسکات خصوم کا افتخار ظاہر کیا، لوگوں نے اولاً یہی خیال کیا کہ
صاحبزادے صاحب جو کہ شہر علم کا امام بنا رہے ہیں بہت ٹھیک ہے مگر باوجود ان سب باتوں کے
نہایت خفیہ طور پر اس رسالہ پر مہریں کرائی گئیں، چونکہ ابتداً یہاں قتل کو منظر کے کوئی جھگڑا پیش
نہیں آیا تھا اس لیے لوگ خالی الذہن تھے بعض بعض لوگ فریب میں آ گئے اور اکثر علماء مدینہ بالکل
فریب میں نہ آئے خصوصاً جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف ہیں انکے نام بھی میں ذکر کرونگا بعض
حضرات کو آخر میں تنبہ ہوا اور اسی وجہ سے اکثر اہل مدینہ نے شرط لگا دی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو ایسا
حکم ہے، حالانکہ وہ فریب بازی اس رسالہ میں کی گئی تھی کہ جو شخص مکان حجاز میں کچھ عقل رکھتا ہو اور دیکھتا بلا شبہ
وہ تصدیق و تکفیر کرتا مگر مجدد کی بے اعتباری پر لوگوں کو یہ شرط لگانا پڑی، مولانا سید احمد برزنجی مفتی
شوافع انھوں نے اولاً یہ خیال کیا کہ بیشک یہ شخص قابل اعتماد و ذی علم معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے انکے رسالہ کی
تصدیق فرمائی اور لوگوں کو ترغیب اسکی دی مگر جب ان کی آخری ملاقات سید عبداللہ مدنی کے مکان
پر شب کو ہوئی اور مسئلہ علم غیب میں گفتگو ہوئی اسی وقت انکی حقیقت علمی و اعتقادی کھل گئی اور انکو اپنے
فعل سابق پر تاسف ہوا اسی وقت تقریظ اپنی منگا کر اپنی مہر کو مٹا دیا اور کہا معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اہل ضلال و
فساد میں سے ہیں اور سخت گفتگو کی نوبت آئی خود مفتی صاحب نے بیان فرمایا کہ دوسرے روز مجدد المضلین صاحب
نے اپنے فرزند ارجمند کو میرے مکان پر بھیجا اور اس نے آکر میرے پیر اور ہاتھ چومے اور کہا کہ مہربانی فرما کر
اس تقریظ پر پھر مہر کر دیں اور اسکی تصدیق سے اعراض نہ فرماویں، کیونکہ ان امور میں آپ کو کوئی مخالفت
نہیں ہے باقی رہا مسئلہ علم غیب یہ اگرچہ آپکی رائے میں ہماری رائے کے خلاف ہے پس اسکو علی حالہ
باقی رہنے دیجئے اور علاوہ اسکے نہایت تذلل و عجز کے کلمات و افعال کیے، مفتی صاحب نے بہت کچھ سخت
سست کہا بالآخر اسکی عاجزی تذلل پر ترس کھا کر یہ فرمایا کہ خیر مہر تو کیے دیتا ہوں، مگر اس بات کو جان لینا کہ
یہ مہر تمکو نفع دینے والی نہیں کیونکہ میں نے شرط لگا دی ہے اگر ان لوگوں کا یہی عقیدہ ہے جو اسنے ذکر کیا
ہے تو البتہ یہ حکم ہوگا، پس اس عبارت کی وجہ سے تمہارا مقصد ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ آپ حضرات
غور فرما کر معلوم کر سکتے ہیں کہ جب عموماً علماء حرمین نے اپنی اپنی تقاریظ میں شرط لگا دی ہے تو

یہ حرمین کی سیف (تلوار) حقیقت میں اسی کذاب کی گردن کاٹ رہی ہے اور جن لوگوں نے نہیں
شرط لگائی ان کا بھی مقصد "بایں شرط" ہے چنانچہ ان لوگوں نے متعدد مرتبہ ذکر کیا مفتی صاحب اس آخری
ملاقات کے بعد نہایت پر غضب و خشمناک ہوگئے تھے اور انہوں نے اسی دن سے ایک رسالہ مرتب
فرمانا شروع کیا جس میں تمام بحث اس شب کی ذکر کی جو مجدد صاحب سے پیش آئی تھی اور اسکو اچھی
طرح سے واضح کر کے بیان کیا اور ثابت کر دیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت کا اس مسئلہ میں وہ نہیں جو
مجدد المضلین کا دعویٰ ہے یہ عقیدہ خلاف اہل سنت والجماعت اہل ضلال کا ہے، بریلوی صاحب کی
مقدار علمی اور اصلی حالت کو اس میں خوب ذکر فرمایا ہے، صاحب تمہید شیطانی تو ان الفاظ پہ پھولے
نہیں سماتے جو بعض لوگوں نے مجدد المضلین کی شان میں اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے کہہ دیئے تھے
یا بعض ناواقفیت اور سادہ لوحی کی بنا پر ذکر کیا تھا، مگر مہربانی فرما کر ان الفاظ کو بھی دیکھیں جنکو مفتی برزنجی
صاحب نے اور جملہ علماء مدینہ نے ارشاد فرمایا تھا، وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں شائع
ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدد صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منور علی صاحب سے چھپوانیکے واسطے
لے گئے اور بالآخر امروز فردا میں ابتک ڈالے رکھا اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے
اہتمام سے چھپوایا ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ سیف حرمین نے خود بریلوی صاحب کا گلا کاٹا
ہے، ان کو اور ان کے متبعین کو ان الفاظ پر دھوکہ نہ کھانا چاہیئے، بریلوی صاحب کی حالت جب اس
شب کی گفتگو میں یہ ہوئی اور مفتی صاحب اس طرح ان سے بگڑ گئے اور مسائل میں اختلاف ہوا تو انکو
خوف ہوا کہ مبادا کری کرائی محنت سب غارت ہو جائے کیونکہ اب تو یہاں کے اکابر سے مخالفت
شروع ہوئی ہے اور ایک مجلس میں مجھے سکوت کرنا پڑا ہے پس اور لوگ بھی اگر مسئلہ کی وجہ سے مخالف ہو گئے
اور علمی گفتگوؤں کی نوبت آئی تو بالکل قلعی کھل جاوے گی اور یہ مہریں اور تصدیقات چھن جاوینگی
اس لیئے اب فرار اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ یہ جا وہ جا، بہت جلد مدینہ منورہ سے بھاگ آئے
اور بمبئی میں آکر یہ مشہور کیا کہ ہم نے جملہ علمائے حرمین کو ساکت و عاجز کر دیا، بھلا اس دروغگوئی کا کیا
ٹھکانا ہے کوئی ان سے پوچھے کہ بعد عشاء کے آپکے مکان پر شیخ عبدالقادر طرابلسی شیبی سے کیا گفتگو ہوئی
تھی اور کس کو عاجز و ساکت ہونا پڑا تھا، آفندی مامون بری صاحب کے مکان پر جب آپ تصدیق
کرانیکے لیئے گئے تھے تو کیوں انہوں نے تصدیق نہیں کی اور کیا گفتگو ہوئی جس میں آپ کو نیچا
دیکھنا پڑا، مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے جب بذریعہ سید اسحق
صاحب بردوانی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کیوں مناظرہ سے فرار کیا تھا اور یہ جان کر

کہ ان کے اساتذہ یہاں موجود نہیں اور ملک ہندوستان جہاں وہ حضرات موجود ہیں کئی ہزار میل ہے یہ بہانہ لیا تھا کہ تم ہمارے قرین نہیں ہو اپنے اساتذہ کو لاؤ، آپ کے صاحبزادہ صاحب نے شیخ عبدالقادر شیبی کے مکان پر مسئلہ علم غیب میں کیسا نیچا دیکھا تھا، دیکھئے بڑے بڑے مدرسین و علماء کرام نے انکی موافقت و تصدیق نہ کی حضرت الشیخ الاجل والامام الاوحد الاکمل رئیس الصوفیۃ الکرام امام الفقہاء الفخام مولانا الشیخ یسین المصری الشافعی جو کہ صبح باب الرحمۃ کے پاس تصوف اور فقہ شافعی کا درس دیتے ہیں تقریباً ستر اسی آدمی حلقۂ درس میں ہوتے ہیں حضرت امام العلماء الکاملین و رئیس الفقہاء العاملین سند المحدثین و سید المفسرین مولانا الشیخ عبد اللہ النابلسی الحنبلی جو کہ بعد مغرب و عصر و ظہر حدیث و تفسیر و فقہ حنبلی وغیرہ کا درس دیتے ہیں اور نہایت معمر اور بزرگ شخص ذی علم و تقویٰ ہیں اور اعلیٰ درجہ کے مدرسین میں سے شمار ہوتے ہیں حضرت العالم الجلیل والفاضل النبیل ذوالمجد الثاقب والرائی الصائب ابو حنیفۃ النعمان و ابن مالک الدوران مولانا الشیخ عبد الحکیم صاحب البخاری الحنفی یہ بھی معمر اور صالح معتمد مدرسین حرم شریف میں سے ہیں بعد از ظہر و عصر و قبل از ظہر حرم محترم میں درس فقہ و حدیث وغیرہ دیتے رہتے ہیں مدرسہ وز تکیہ کے مدرس اعلیٰ بھی ہیں حضرت شمس العدالۃ والبہاء و بدر الزکاوۃ والسخاء محی السنۃ البیضاء و مبید البدعۃ الشوہاء علم المحققین و فخر المدرسین حضرت السید ملا مستقیم البخاری الحنفی یہ شخص نہایت صالح اور متقی ہیں، صبح و ظہر و عصر و مغرب کو ہمیشہ علوم مختلفہ میں درس کتب دیتے رہتے ہیں، ہزاروں طلبہ انسے مستفید ہیں حضرت جنید الزمان و مزنی الدوران ترمذی عصرہ و بوصیری دھرہ مولانا الشیخ السید امین رضوان الشافعی نہایت معمر اور صالح شخص ہیں، دلائل الخیرات کی اجازت دینے والے شخصوں میں ان سے بڑا اس وقت کوئی نہیں، صبح اور مغرب کے بعد درس حدیث کا اور فقہ شافعی کا دیتے رہتے ہیں۔ حضرت عمدۃ الخلف الصالحین و فخر السلف العارفین منبع الحقیقیۃ و مخزن الفیوض المصطفویۃ مولانا الشیخ الآفندی مامون بری شیخ الخطباء الحرم الشریف المدنی نہایت صالح اور ذکی شخص ہیں بعد نماز ظہر درس فقہ حنفی کا دیتے رہتے ہیں، قائم مقام شیخ الخطباء اور امام و خطیب ہیں حضرت رئیس العلماء الزاھدین و امام الفضلاء المتورعین سند الفقہاء المحققین سید النحاۃ المدققین مولانا الشیخ فالح الظاہری المالکی یہ بھی معمر اور صالح شخص ہیں علم حدیث اور فقہ مالکی میں نہایت معروف ہیں بوجہ بعض امراض کے گھر پر ہی درس دیتے ہیں۔ حضرت الحاکم الشریعۃ الغراء والقائم باحیاء

الحنیفیۃ البیضاء رئیس القضاۃ والحکام محی العدل والانصاف فی بلدۃ سید الانام مولانا القاضی دام عزہ۔ یہ وہ علامہ ہیں جو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے حاکم شرعی ہو کر مدینہ منورہ میں ہر سال تبدیل ہو کر آتے ہیں عالم الجلیل ہونا شرط ہے۔ حضرات السید النحریر و المقدام العظیم البحر الفہام والبحر القمقام مولانا الشیخ نائب المفتی یہ بھی ایک شخص معمر ذی علم و فتوی ہیں شیخ اسماعیل آفندی ترکی زمانہ دراز سے وہاں مشغلۂ علمی رکھتے ہیں علاوہ ان کے اور بھی علما و مدرسین و معتبرین ہیں جیسے سید عبد اللہ اسعد حنفی و شیخ موسیٰ ازہری مالکی و شیخ محمد مہدی مالکی و مولانا محمد حماد آفندی الحنفی والو بکر آفندی الحنفی و عمر آفندی امین الفتوی آفندی عمر الشافعی الکردی شاعر المدینہ و شیخ لیسین الشافعی جبرتی نقیب الفتوی۔ و شیخ احمد السنادی المالکی و شیخ احمد آفندی الحنفی امام طابور و شیخ فلیبی آفندی یوسنوی حنفی۔ و شیخ احمد النخیلی، و ملا قاں محمد بخاری۔ و ملا عبد الرحمن بخاری۔ و شیخ عبد الوہاب آفندی ارزنجانی وغیرہ وغیرہ۔ جن کے اسماء و احوال کے لکھنے کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے اختصار کے واسطے فقط ان مشہورین پر اکتفا کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اکثر مشغلہ درس و تدریس رکھتے ہیں اور جیسے اشخاص کہ مجدد صاحب نے اہل مکہ کے اپنی تصدیق کے واسطے لکھے ہیں اکثر انہیں کے ایسے مرتبہ کے ہیں کہ مخالفین بریلوی صاحب کے اس درجہ کے مزاروں تک دونوں جگہوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ اگر آپ حضرات کو احقر کے کہنے پر اعتماد نہ ہو تو آپ بذریعہ خطوط یا ان اشخاص کے ذریعہ سے جو ہر سال جاتے رہتے ہیں دریافت کر لیجیے مگر یہ لوگ اہل شہر سے ملیں خصوصاً طلبہ سے تاکہ اہل علم کی معرفت حاصل ہو چونکہ احقر عرصے سے وہاں رہتا ہے مشغلہ بھی سوائے علم کے دوسرا نہیں اس لیے جزئیات و کلیات علمیہ سے وہاں کے بخوبی واقف ہے۔ الحاصل مجدد المضلین اور ان کے اتباع کو ہرگز مایۂ افتخار یہ تصدیقات نہ ہونی چاہئیں، کیونکہ اولاً یہ سب افترا اور دہوکہ دہی پر موقوف ہیں جن کے وجوہ ہم آگے ذکر کرینگے۔ ثانیاً خود علماء مدینہ نے جنھوں نے ان کی موافقت کی تھی بعد اطلاع حال و کشف خیال انکی تضلیل و تجہیل کی اور رد میں رسالہ لکھکر سبھوں نے اس پر مہر کی ہے۔ ثالثاً مخالفین ان کے اکثر معتمدین و علماء و مدرسین ہیں جنھوں نے ہرگز موافقت درست نہ رکھی، اہل مکہ کو بھی بعد کو تنبہ ہوا، چنانچہ جب ۳۲۵ھ کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انھوں نے اسی مجلس میں جسمیں شیخ عبد القادر صاحب طرابلسی الشیبی بھی موجود تھے بیان کیا کہ اس سال ایک فتنہ مکہ معظمہ میں ہوا، ایک ایسا گمراہ شخص آیا تھا اور تمام قصہ بیان کرکے کہا کہ بعض نوعمر ناتجربہ کار اور بعض معمر اور سادہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے تھے

لیکن شریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت سی تہدیدات وغیرہ کیں اور وہ لوگ اپنے فعل پر پشیمان ہوئے۔ الشیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شیبی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چند پائخانے بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ ان پائخانوں میں جلتے ہیں چنانچہ میں بھی جابجا یہ قصہ کر رہا ہوں، اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے انکو تنبیہ ہوا اور بہت تامل مشغول ہر کرتے رہیں لیکن جب مفتی شافعی نے زور دیا تو تقریظ وہ لکھی جسکی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے اور اسکی کچھ حالت ہم آگے ظاہر بھی کریں گے۔

صاحبو! ان دونوں واقعوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ بلا واسطہ خط بھیجکر شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی الشیبی سے مدینہ منورہ میں دریافت کرلیں الحاصل احقر جب ہندوستان میں وارد ہوا تو دیکھا کہ اس رسالہ کو بہت سے کندۂ ناتراش جنکو الف کے نام ب بھی نہیں آتا لئے ہوئے جابجا پھرتے ہیں اور لوگوں کو ترغیب دیکر اسکی اشاعت کی فکر کر رہے ہیں اور بہت سا اسی مجموعہ دشنام کو لئے ہوئے در بدر دوکان دوکان کوڑی کوڑی چندہ وصول کرتے ہوئے پھر رہے ہیں اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ لوگوں کی اطلاع کے واسطے ایک مختصر رسالہ موسومہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب شائع کیا جاوے کہ جس میں حضرت مجدد المضلین کی افترا پردازی و دروغ گوئی اور بے لوث اکابر کرام پر بہتان بندی کی حقیقت اور ان مکائد کی تفصیل معلوم ہوجائے جو انھوں نے اپنی خواہش نفسانی اور ہوائے شیطانی کے پورا کرنے میں کی تھی اور جس کے غم وہم میں شب و روز لگے رہتے ہیں، اس مختصر رسالہ میں دو باب ہیں اور خاتمہ۔

باب اوّل۔ فتوی لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب کیا گیا اسکا بیان اور اسکے بہت سے وجوہ ہیں باب ثانی۔ در اظہار افترا پردازی بر اکابر و تفصیل اجوبہ اور اسمیں نو فصلیں ہیں فصل اوّل در تفصیل اتہام بر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ فصل ثانی در تفصیل ختم نبوت اجمالاً۔ فصل ثالث در تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ فصل رابع در تفصیل مسئلہ امکان و امتناع فصل خامس در تفصیل تہمت بر مولانا سہارنپوری دام مجدہ۔ فصل سادس در تفصیل عبارت براہین قاطعہ۔ فصل سابع در تفصیل تہمت ثانی بر حضرت مولانا سہارنپوری دام مجدہم۔ فصل ثامن در تفصیل تہمت بر مولانا تھانوی دام مجدہم۔ فصل تاسع در توضیح عبارت مولانا تھانوی۔ در حفظ ایمان۔

باب اول — فتویٰ لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب بازی کی گئی اس کا بیان

کید اول (یعنی پہلا فریب) جنہیں عالمان دین کی نسبت کفر کا فتویٰ حرمین سے حاصل کیا ہے انپر وہ جھوٹے الزام و اتہام لگائے گئے جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمان ہندوستان سخت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں، حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دیدیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگادیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسا ہی جواب لکھا جاتا ہے اگر یہی سوال لکھکر اور کسی شخص پر یہی الزام اور بہتان لگاکر ہندوستان کے ان مقدس عالموں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کفر و شرک کا حکم لگادیں گے چنانچہ متعدد فتوے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے کہ جو شخص شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہے خدا کو جھوٹا کہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فتویٰ اس کے کفر کا دیا اور ہم فتاویٰ سے ان کی عبارت بھی نقل کریں گے اس لیے حرمین شریفین کے بعض عقلمند اور پر احتیاط عالموں نے یہ لکھدیا بیکہ اگر سائل کا بیان صحیح ہے اور ان لوگوں کا فی الحقیقت یہی عقیدہ ہے تو وہ کافر و جہنمی ہیں، چنانچہ بطور نمونہ چند عالموں کا قول فتوی میں سے نقل کیا جاتا ہے ایک عالم فرماتے ہیں من قال بھٰذہ الاقاویل معتقدا لمعانیھا کما ھو مبسوط فی ھٰذہ الرسالۃ لاشبھۃ انہ من الضالین یعنی جو شخص ان باتوں کا قائل ہو اور جس تفصیل سے اس رسالہ میں لکھا ہے اسی تفصیل سے اعتقاد رکھتا ہو وہ بلاشبہ گمراہ ہے، ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۲ صفحہ (۳۰) سطر (۱۰) حسام الحرمین یعنی فتویٰ عربی مؤلفہ بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ دوسرے عالم لکھتے ہیں فھو الحال ما ذکرت کفرہ مارقون یعنی اگر فی الحقیقت ان لوگوں کا یہی حال ہے جو تمنے لکھا ہے تو وہ کافر ہیں خارج از دین ہیں، ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۲ صہ ۳۴ سطر (۱۵) تیسرے عالم فرماتے ہیں وان من ادعی ذلک فقد کفر یعنی جو اس کا دعویٰ کرے وہ بے شک کافر ہے (ملاحظہ ہو تقریظ ۳۲ صہ ۱۲۸ سطر (۱۲) -

چوتھے عالم نے تو نہایت ہی احتیاط کی اور بہت تفصیل سے یہ لکھا ہے کہ اگر ان لوگوں سے وہ باتیں ثابت ہوجائیں کہ جنکو بریلوی شیخ چلی نے لکھا ہے یعنی غلام احمد سے دعویٰ نبوت کا اور مولانا رشید احمد صاحب و مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا اشرف علی صاحب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص ثابت ہوجائے تو ان لوگوں کے کفر میں اور واجب القتل ہونے میں کچھ شک نہیں

عربی عبارت یہ ہے ان ثبت عنہم ما ذکرہ ھذا الشیخ من ادعاء النبوۃ للقادیانی وانتقاص النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رشید احمد وخلیل احمد واشرف علی المذکورین فلا شک فی کفرھم ووجوب قتلھم صفحہ ۱۱۸ تقریظ (۳۹)

پانچویں جگہ طویل تحریر میں یہ الفاظ ہیں ھذا حکم ھؤلاء الفرق والاشخاص ان ثبت عنہم ھذہ المقالات الشنیعۃ۔ یعنی یہ اگر برے قول فی الحقیقت ان لوگوں کے ہوں تب ان کا یہ حکم ہے جو ہم نے لگایا ہے (تقریظ نمبر ۲ صفحہ ۱۳۴)

کسی منصف مزاج نے تو احتیاط نصیحت کا حق خوب ادا کیا اور اسی جرم میں انکی مختصر تقریظ سب سے آخر میں ڈالدی گئی ہے وہ کہتے ہیں فاذا ثبت وتحقق ما نسب الی ھؤلاء القوم مما ھو مبین فی السوال فحینئذ ذلک یحکم بکفرھم یعنی اگر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اور متحقق ہوجائے وہ بات جو کہ ان لوگوں کیطرف منسوب کیگئی ہے جو سوال میں بیان کی گئی ہیں تب ان کے کفر کا حکم لگایا جائیگا (صفحہ ۱۵۰ سطر ۱۰)

اپنے اردو رسالہ میں خود ہی بریلوی نے عالموں کے اقوال کا خلاصہ لکھا ہے وہاں نقل کیا ہے کہ جو ان اقوال کا معتقد ہو وہ کافر گمراہ ہے (صفحہ ۳ تمہید سطر ۷) آگے چلکر نقل کیا ہے کہ جو حال تم نے بیان کیا اگر وہ کافر دین سے باہر ہیں (ملاحظہ ہو تمہید صفحہ ۳ سطر ۱۰)

ان بزرگوں کے اقوال کا نمونہ دیکھنے سے چند باتیں معلوم ہوئیں اور جن حضرات کے کلام میں یہ شرط ثبوت مذکور نہیں انکا بھی مطلب یہی ہے کیونکہ حکم تو اس شخص پر ہے جو ان امور کا معتقد ہو اول یہ کہ الزام و اتہام جو ان بزرگوں پر لگائے گئے ہیں وہ اس انتہا کو پہنچ گئے ہیں کہ ان حضرات علماء کو بھی خود بخود شبہ ہو گیا ہیکہ شاید یہ باتیں محض افترا اور تہمت ہوں اسلئے انھوں نے کلمات احتیاط کے لکھے ہیں تاکہ جو کچھ وبال ہو وہ بریلوی کی گردن پر رہے ہم بری ہیں۔ دوئم یہ کہ انہیں عالموں نے فتوی دیا ہے جو ان مقدس عالمان ہند سے بالکل کسی قسم کی واقفیت نہیں رکھتے تھے (جیسا کہ ہم نے کید ششم میں ذکر کیا ہے) ورنہ وہ اگر واقف ہوتے اور ان حضرات کو خدانخواستہ بالیقین فاسد العقیدہ اور قابل تکفیر سمجھتے تو ان احتیاطی الفاظوں اور عبارتوں کی کیا ضرورت تھی اور اگر ان کی بزرگی اور تقدس سے واقف ہوتے تو ان کے متعلق ایسا حکم کیوں لکھتے چنانچہ ذرا سی عقل رکھنے والا بھی ادنی تامل سے اس امر کو سمجھ سکتا ہے۔ سوم حرمین شریفین کے لوگ بھی مقدس بزرگان ہند کے ہم عقیدہ ہیں لیکن چونکہ سوال میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو بالاتفاق کفر ہیں لہذا دھوکہ میں آکر فتوی دیدیا۔

حضرات پھر خیال کیجئے کہ جب علماء نے خود لکھدیا کہ جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہو وہ کافر ہیں

تو ان بزرگوں کو کیا ضرر ہوا اور ان پر کفر کیسے لگ گیا نہ ان کا یہ عقیدہ ہے نہ خیال اگر لگا تو اس پر لگا جس نے بہتان تراشے اور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے عالموں کو دھوکہ دیا اور حلال سمجھا دھوکہ کو اور سفر حرمین شریفین کیا اسی دھوکہ دہی کے لیے۔

کید دوم جو بہتان اور تہمتیں ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے اسکی کسی قدر تفصیل ملاحظہ کیجیے، اور مجدد التضلیل کے ناشائستہ افعال پر لاحول پڑھیے۔

کید ثانی اور بہتان عظیم لکھتے ہیں کہ یہ سب لوگ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہیں، عربی عبارت یہ ہے وانکروا ضروریات الدین وسبوا اللہ رب العلمین وسبوا رسولہ الامین المکین ملاحظہ ہو حسام الحرمین ص ۱۱ اور تمہید شیطانی ص ۴۳ پر لکھا ہے "یہ صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول رب العلمین آنکھ سے دیکھی" مگر اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کوئی مثال بھی دیدیتا کہ مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب وغیرہ نے کونسی ضروریات دین کا انکار کیا ہے البتہ مرزا غلام احمد بعض ضروریات دین کا منکر تھا مگر اسکو انسے کیا واسطہ اور کیا تعلق اسکا عقیدہ سب کے ساتھ کیسے چسپاں ہو سکتا ہے اسکی تضلیل و تکفیر یہ سب اکابر خود بھی کرتے ہیں اور بار بار انکے فتوے اور اشتہارات اسکے بارے میں چھپ چکے ہیں دیکھو الخطاب الملیح۔

کید ثالث بہتان قبیح قادیانی کے تمام عقائد باطلہ اور دعویٰ نبوت اور دعویٰ مہدیت و مجددیت اور اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتلانا اور وحی کا دعویٰ کرنا وغیرہ وغیرہ کو تین چار ورق میں تفصیل سے لکھنے کے بعد چند بزرگان و مقتدایان ہندوستان کا نام لیکر کہتا ہے کہ یہ سب باہم بڑی آفت میں شریک ہیں صرف بعض امور میں اختلاف ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ فھؤلاء مع اشتراکھم فی تلک الداھیۃ الکبریٰ مفترقون فیما بینھم علی آراء۔ ترجمہ پس یہ لوگ باوجود مشترک ہونے ان کے اس بڑی مصیبت میں متفرق ہوئے آپسمیں چند رایوں مختلفہ پر۔ (ملاحظہ ہو ص ۱۲ سطر ۱۵) صرف علماء حرمین کو دھوکہ دینے کے لیے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان بزرگان اہل سنت کیساتھ خلط ملط کرکے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے ہیں کچھ خفیف سا اختلاف ہو گا چونکہ مرزا غلام احمد باتفاق اہل سنت والجماعت گمراہ ہے اور فی الحقیقت ضروریات دین کا منکر ہے، لہٰذا اہل حرمین نے کفر اور ارتداد کا فتویٰ دیدیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا کیونکہ وہ سب کو یکساں سمجھے اور کیسے نہ سمجھتے جبکہ ایک چالباز مفتری کذاب نے

صاف لکھدیا کہ یہ سب لوگ باہم شریک ہیں۔ مگر ہندوستان کے عالموں پر بریلوی مجدد التفضیل
کا یہ جال نہ چل سکا، کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں ع

کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

کجا یہ مؤمنین پاکباز اور کجا مرزا مدعی نبوت بے نماز، البتہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہے
اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں ملاحظہ ہو ص۵۱ تمہید بے ایمانی)
ابتدا میں مرزا نے بھی صرف یہی دعویٰ کیا تھا بتدریج ترقی کی ہے اسی طرح بریلوی کا حال ہے بنا علیہ
انھیں حج وزیارت نصیب نہ ہوئی اور یہ گئے بہ نیت مکر وافترا جانیسے نہ جانا بہتر و دنیا کی رسوائی اور آخرت
کا وبال ساتھ لائے، بریلوی مجدد المفترین نے نہ خدا سے خوف کیا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم
کی، مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں شیطنت کا جال پھیلایا گر وہاں بھی وہی حضرات دھوکہ میں آئے جو بزرگان ہند
سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتے تھے اور جو لوگ مقدس بزرگوں کے حال سے واقف تھے انھوں نے اس کو
دروازہ پر سے دھکے دلوائے۔ فَطُوبٰی لَهُمْ وَسُحْقًا لَهٗ۔

چوتھا بہتان اور فریب

علماء حرمین کو دہوکہ دینے اور غصہ میں لانیکے واسطے اولاً غلام احمد
قادیانی کو ذکر کیا اور اس کے اقوال خبیثہ کو تمام کمال تفصیل کیساتھ
ذکر کیا تاکہ علماء حرمین کو یکبارگی غصہ آجاوے اور مقصد براری مجدد میں پوری طرح ممد ومعاون بن
جاویں ورنہ ہرگز مجدد صاحب کو غیظ وغضب اہل ضلال سے نہیں ایسا ہوتا تو نیچریہ کے اقوال کو اور
دہریت سے پر اور ان کے رئیس کی تفسیر کی نصوص کو جو صراحۃً قطعیات کی مخالفت سے بھرے ہیں ضرور
ذکر کرتے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ غیر مقلدین، روافض، قرآنیہ وغیرہ کے حالات اور تردیدات کی ضرورتیں
کیا لاحق نہ تھیں، نیچریت ودہریت کا زور شور اور انقلاب اسلام کا ان کے وجوہ سے غلبہ جو کچھ ہے وہ
ایک عالم پر نمایاں ہے پھر کیا وجہ کہ مجدد التفضیل صاحب نے ان کی تردید میں یا عیسائیت کیخلاف میں
آریوں کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے ابطال میں رسائل تصنیف نہ کئے، عموماً آپ کی تصانیف سب
وشتم اہل اسلام وتفسیق وتکفیر عمائد دین سے بھری ہوئی ہیں آج تک کہیں نہیں سنا گیا کہ آپ نے کسی
مجمع میں عیسائیوں کے رد کا بیڑا اٹھایا ہو۔ یا آریوں کے ابطال کیلئے کوئی مجلس منعقد کی ہو، کسی وعظ میں کسی
اشتہار میں کسی اخبار میں ان کے مقابلے یا روافض کے مباحثے کی گفتگو کی ہو، مبلغ ہمت آپ کا وہ
علماء اسلام ہیں کہ جن کو اپنے مشاغل علمیہ ودینیہ سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ آپ کی اغویات وہزلیات
پر توجہ کریں اور سب وشتم کا جواب کلمہ بکلمہ دیں اس اتباع سنت سنیہ اور سکوت واعراض

عدم التقویٰ کی وجہ سے آپکو اسکی جرأت ہوئی کہ جہانتک ہوا انکی ایذا و دریزی اور اہانت کی کوشش کرکے
اپنے قرصہ پر بدالہ شہرت تحصیل کیجائے اور کیوں نہ ہو آخر آپ کو علماء و فضلاء ہند گروہ علماء میں سے شمار کرتے
ہی نہ تھے اور نہ ہیں جیسا پہلے تھے ویسے ہی حال رہتا تو آج یہ دولت یہ شہرت یہ شوکت کہاں نصیب ہوتی، یہ
سب علماء حق کی گالیوں انکی تکفیر اور انکی تفسیق کا طفیل ہے خیر یہ بھی انکی کرامت ہے کہ انکی گالیوں
کے ہی طفیل سے آپ کو اور آپکے ہوا خواہوں کو روٹیاں ملتی ہیں نہ وہ حضرات آپ سے بے التفاتی کرتے
نہ آپ کو شوق شہرت و مخالفت دامنگیر ہو کر موجب تکفیر علماء اسلام ہوتا، نہ یہ آپکی گرم بازاری ہوتی
نہ علماء دیوبند آپکی ہفوات اور اباطیل کو گوز خر خیال کرکے اس طرف توجہ کرنا بے سود اور خلاف
شان افاضل شمار کرتے نہ یہ آپ کی لن ترانیاں دروغگوئیاں اور دعاوی باطلہ کو فروغ ہوتا بیشک آپ نے
قول معروف خالف تعرف پر عمل کرکے ثمرہ مقصود حاصل کیا اگرچہ تحریر بشاب کنندہ زمزم کا حال کیوں
نہ ہوا ہو اور پھر ایسا کرنا تو آپکے فرقہ آپکے طائفہ اور آپکے گروہ کا لازم ذاتی ہے آخر اہل اہواء و بدع
کے فرقہ عظیمہ خاصہ روافض کے چھوٹے بھائی آپ حضرات ہی ہیں، صاحبو! ان کے یہاں سب
صحابہ و تکفیر مہاجرین و انصار داخل دین ہے تو ان کے یہاں سب علماء و تکفیر عمائدین رکن عقیدہ ہے
چنانچہ مجدد صاحب نے اپنے رسالہ عقائد میں اور اس کے شارح حیدرآبادی نے خوب تفصیل اسکی کی ہے، اگر
ان کے یہاں خواہش نفسانی کی وجہ سے حرمت متعہ غیر حلال ہے تو ان کے یہاں جمیع احکام کیلئے سود لینا
مناکیر شرعیہ سیوم چہلم، فاتحہ، گور پرستی وغیرہ کے ذرائع شیر مادر ہیں، اگر ان کے یہاں تبرا عن الصحابہ رضوان اللہ
علیہم داخل مذہب ہے تو ان کے یہاں تبرا عن العلماء داخل مواعظ ہے اگر ان کے یہاں ایذا اہل سنت موجب
ثواب ہے تو انکے یہاں تکلیف دہی و ایذا و دریزی اہل حق مستوجب رفع مراتب ہے وہاں اگر افک بر
ازواج مطہرات و افتراء بر صحابہ کرام و ائمہ اعلام ہے تو یہاں بہتان بندیاں بر علماء اسلام و دروغ گوئیاں
بر حملۂ شریعت ہیں وہاں اگر اظہار دعوی محبت اولیاء اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ اگر
تقیہ ہے تو یہاں مداہنت ہے، وہ اگر تقلیل صحابہ و اتباع میں کوشاں ہیں تو یہ تقلیل امت مصطفویہ
و توہین علماء امت محمدیہ میں سرگرم ہیں۔ غرضکہ جملہ احوال ان کے ان سے ملتے جلتے ہیں جسکا جی چاہے
ان کی تصانیف ان کے عقائد ان کے خیالات کی بخوبی تحقیق کرلے سب پر کھل جائیگا اور اہل حق کی
وہی حالت ان کے مقابلہ میں پائے گا جو اہل سنت کی مقابلہ روافض میں ہے اور انکی وہی حالت
ظاہر و باہر دیکھے گا جو روافض کی حالت مقابلہ اہل سنت میں ہے اور اسی وجہ سے ان لوگوں سے
کبھی تائید اسلام اور تقویت دین ظہور میں نہیں آتی، آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ کسی روافض نے

عیسائیوں، آریوں، دہریوں کے مقابلہ میں کوئی کتاب لکھی یا ان کا رد کیا تو، بعینہ اسی طرح اس جماعت کو بھی انہیں کے ساتھ مرزا قادیانی کا ذکر بھی مجدد صاحب نے فقط استرداداً اور وسیلۃ المقصدہ کیا تھا۔ چنانچہ تمہید شیطانی کے ملاحظہ اور مضامین حسام کے فکر کرنے سے بخوبی ظاہر ہے کہ مبلغ علم اہمیت وغایت کوشش دشمنی اکابر دین ہی کی طرف متوجہ ہے اور یہ بیشک بہت بڑا مکر تھا کہ جس کی وجہ سے علماء حرمین کو موقع شک و شبہ کا باقی ہی نہ رہا۔ اور اول ہی سے ان کے دل ان احتمالات علمیہ و وجوہات عقلیہ سے خالی ہو گئے جن کی طرف نظر کرنا ہر عالم کو خصوصاً تکفیر مسلمین میں واجب تھا مگر تاہم اہل احتیاط نے شروط وغیرہ لگائیں ہونے یا دہ تر محتاط لوگوں نے جب بھی مہریں نہ کیں اور صاف جواب دیدیا، اگر یہ چال نہ چلی جاتی تو بیشک مقصد برآری میں سختیاں و دشواریاں پیش آتیں۔

پانچواں بہتان و مکر

حضرت شمس الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شمس العلماء مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت فیوضہما۔ باوجودیکہ اکابر اور دیگر حضرات علماء دیوبند و سہارنپور و امروہہ و مرادآباد وغیرہ وغیرہ ایک ہی چمنستان ہدایت کے گلہائے شگفتہ اور ایک ہی گلستان سعادت کے سرو ہائے زینت دہندہ ہیں، باغہائے امداد الٰہی کے یہ جملہ حضرات اشجار ثمرہ اور نخلہائے ولی اللّٰہی کے یہ سب نونہال درختہائے مزہرہ ہیں طرق اسانید حضرت شاہ شیخ عبد الغنی الدہلوی ثم المدنی اور حضرت مولوی احمد علی صاحب قدس اللہ سرہما العزیز۔ ان اکابر کی ذات پاک سے مسلسل الی غیر النہایہ ہیں اور انہار برکات طرق اربعہ خصوصاً طریقہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ امدادیہ ان کے انفاس طیبہ سے جاری لاالی الغایہ ہیں۔

الحاصل۔ یہ جملہ اکابر ایک روح چند قالب اور ایک معنی اور چند الفاظ ہیں۔ ان کے خیالات و عقائد و اعمال ایک ہی ہیں، ان کے معتقدین، مریدین، تلامیذ سب ایک خیال و یک عقائد ہیں اوقات ان کے اعمال صالحہ و مرضیات نبویہ سے معمور ہیں، نہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور نہ ان کی مخالف رائیں مگر دجال المجددین کو چونکہ عظمت ہول اور امر خطیر ثابت کرنا تھا اس لئے ان سب کو علیحدہ علیحدہ فرقہ گردانا اور ہر ایک کو دوسری اپنی آراء میں متخالف ثابت کیا ہر ایک کا گروہ علیحدہ ظاہر کیا تاکہ ان لوگوں کو زیادہ تر توجہ کرنی پڑے اور دجال المجددین کا مظلوم ہونا جس سے رسالہ کی ابتدا کی گئی ہے ثابت ہو کر ضرورت نصرت و مدد محقق ہو جائے اور عیاں ہو جائے کہ وہ تنہا ہو کر کتنے فرق اور جماعتوں کا مقابلہ کر رہا ہے اللہ اکبر صاحبو! ذرا غور کیساتھ ملاحظہ فرمادیں۔ یہ فریب تھوڑا نہیں ہے بلکہ خاص مکر شیطانی ہے جس کو

اس نے اپنے استاد خاص ابلیس لعین سے سیکھا ہے

چھٹا بہتان اور مکرِ عظیم

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجددین اور اس کے اتباع کا ہے کہ جس کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہل ہند میں عموماً اس طائفہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اسی نام کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور تمام دغابازیوں کی بنیاد ہے، صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجدِ عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے، اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضکہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اسکے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہئے۔ وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اسقدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں، چونکہ مجدد المضلین اور اس کے اتباع کو اہل عرب کی نظروں میں خصوصاً اور اہل ہند کی نگاہوں میں عموماً ان کے بہی خواہ اور دوسروں کو انکا دشمن، دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اس لقب سے بڑھکر انکو کوئی لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا جہاں کسی کو متبع شریعت و تابع سنت پایا چٹ وہابی کہدیا تاکہ لوگ متنفر ہو جاویں اور ان لوگوں کے مصالح اور ترقیوں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں فرق نہ پڑے، صاحبو! شراب پیو، ڈاڑھی منڈاؤ، گور پرستی کرو، نذر لغیر اللہ مانو، زناکاری، اغلام بازی۔ ترک جماعت و صوم و صلوٰۃ جو کچھ کرو یہ سب علامات اہل سنت والجماعت ہونے کی ہو اور اتباع شریعت صورۃً و عملاً جس کو حاصل ہو وہ وہیں ہو جاوے گا۔ مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہمنشیں سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم وہابی ہو، انھوں نے جواب دیا حضور میں تو ڈاڑھی منڈاتا ہوں میں کیسے وہابی ہو سکتا ہوں میں تو خالص سنی ہوں، دیکھیے علامت سنی ہونیکی ڈاڑھی منڈانا ہو گیا" دجال مجددین نے

اس رسالہ میں اس غرض خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ وغضب میں آکر تملا جاویں اور بلا پوچھے سمجھے بغیر تامل تکفیر کا فتویٰ دیدیویں اور پھر لفظ وہابیت کو متعدد جگہوں میں مختلف عنوانوں سے الفاظ خبیثہ سے یاد کیا ہے حالانکہ عقائد وہابیہ اور ان اکابر کے معتقدات واعمال میں زمین وآسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے، یہ حضرات بالکل سلف صالحین کے عقائد پر ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وفقہائے حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علماء وعملاً کاربند ہیں سر مو تفاوت کرنا نہیں چاہتے سلوک اکابر طرق اربعہ خصوصاً چشتیہ وصابریہ ان کا معمول بہا ہے۔

اب میں چند عقائد وہابیہ کے اور اس کے مقابل ان اکابر کے کلام مختصراً عرض کرتا ہوں کہ مشتے نمونہ از خروارے آپ سبھوں پر واضح ہو جائے کہ کس درجہ کا افتراء ان بزرگوں پر کیا جا رہا ہے اور بریلوی دجال اور اس کے اتباع کس قدر اہل حق پر ظلم وبہتان بندی کر رہا ہے، محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے، چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔ حضرت یہ دونوں بیشک نہایت عظیم الشان امر ہیں۔ اب دیکھیے ان اکابر میں اتباع اس امر کا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو کون حقیقتاً متبع محمد بن عبدالوہاب کا ہے۔ اول اس امر کی تحقیق تو ابھی آئی جاتی ہے مگر امر ثانی کے بارہ میں آپ خود خیال فرما دیں کہ دجال المجددین نے جملہ اہل سنت ہند کی تفسیق وتضلیل کی جس میں اس وقت سیکڑوں عالم شریک تھے، جملہ علماء دیوبند کی تضلیل وتکفیر وتفسیق کی حالانکہ ان حضرات کا مجمع روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے عموماً دیار ہندیہ وافغانیہ وغیرہ وغیرہ علماء مدرسین وفضلاء متدینین یہی لوگ اور ان کے تلامیذ ومتبعین ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء ان میں سے ہیں اور ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ العزیز علیٰ رغم الحسود الیٰ یوم القیام ہوا کرینگے یہ مردود دمی مثل اپنے شیخ نجدی کے ان جملہ اکابر سے مناکحت مجالس وغیرہ وغیرہ حرام جانتا ہے ان کو ایذا دہی اور عزت ہتک کرنی اور تکالیف نفسی اور مالی پہنچانی واجب کہتا ہے، چنانچہ اس کے رسالہ کی ابتداء وآخر سے بخوبی نمایاں ہے، پس در حقیقت یہ پورا پورا متبع اپنے شیخ نجدی کا ہوا اور خود وہ اور اسکے اتباع وہابی ہیں۔ اب ہم کچھ کلمات مختصراً اکابرین کے دکھاتے ہیں کہ مسئلہ تکفیر مسلمین وتفسیق مومنین میں کس قدر احتیاط کو کام میں لاتے ہیں۔

لطائف رشیدیہ صفحہ ۳۱ میں حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز شرح حدیث آخر رجل یدخل الجنۃ میں فرماتے ہیں "تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ رفعت شان ایمان ومومنین کی اس حد تک سے

ظاہر فرماتا ہے کیونکہ حدیث بخاری میں ہے کہ جب شفاعت سے وہ لوگ بھی نار سے نکالے گئے جنکے
حق میں یہ حکم تھا من قال لا الہ الا اللہ وفی قلبہ ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ من خردل تو فخر عالم علیہ السلام بعد اسکے
شفاعت ان کی کریں گے جو فقط لا الہ الا اللہ کہنے والے تھے تو حق تعالیٰ ان کے باب میں شفاعت
کو قبول فرما کر خود ان کو نکال کر افواہ جنت پر ڈالیں گے اور جب ماء الحیات سے وہ جل کر نور نور
ہو کر جنت میں داخل ہو جاوے گی تو ظاہر اس حدیث سے واضح ہے کہ یہ قوم لا الہ الا اللہ کہتی تھی مگر
کوئی درجہ خیر کا ان کے قلب میں نہ تھا اور تھا تو ایسا تھا کہ کسی مخلوق کو معلوم نہ ہوتا تھا تو ایسی جماعت بھی
ایک دفعہ درجنت پر پہنچی تو رجل اس جماعت سے بھی ادنیٰ درجہ میں تھا کہ جسکو اس تدریج سے درجنت پر پہنچایا
اور یہ تدریج ہی دلیل اس کے کمی مرتبہ کی اس قوم آخر سے ہے تو ایمان کا وہ درجہ کہ کسی ملک اور رسول کو
بھی مفہوم نہ ہو عند اللہ موجب نجات و معتبر ہے پھر کسی مومن کو قطعی ناری کہنا اور کسی درجہ مخفی ایمان کو حقارت
کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیئے اسی واسطے فقہاء امت علیہم الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ سو وجوہ میں اگر ایک وجہ ایمان کی
بھی ہو سکے تو تکفیر مومن کی نہ کرنا چاہیئے سو یہ سو درجہ فرمانا فقہاء کا تحدید نہیں بلکہ تکثیر ہے ہزار میں ایک وجہ ہو
جب بھی تکفیر نہ کرے کہ ایمان کی بہت بڑی عظمت ہے کہ تصدیق توحید حق تعالیٰ صفت خاصہ حق تعالیٰ کی ہے
قل ہو اللہ احد پھر جسکی جلد میں یہ نور صفت خاصہ داخل ہے اگرچہ کسی درجہ خفیفہ میں ہو وہ کسی طرح مقبول
اور جنتی نہ ہو۔ دخول نار اسکی تہذیب اور اصلاح کے واسطے ہے نہ تحقیر و تعذیب کے واسطے، مگر بظاہر صورت
عذاب ہے جیسا دشمن کو مارنا اور اپنے ولد محبوب کو تربیت کے لئے مارنا مشابہ ہے مگر دونوں میں فرق ہے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اس سے قیاس کرنا چاہئے
کہ جس کے قلب میں قرآن شریف کل یا جزو ہوگا اس کا کیا مرتبہ ہے لو جعل القرآن فی اہاب ثم
القی فی النار ما احترق حدیث صحیح ہے اور جس کا قلب بحضور و مشاہدہ حق تعالیٰ زندہ ہے وہ کس درجہ
کا نور معیت سے مالا مال اور محفوظ اور مقرب حق تعالیٰ کا ہوگا یہ حدیث ترمذی اس مرتبہ کے تحصیل کا شوق
دلاتی ہے۔ انتہیٰ کلامہ الشریف۔

حضرات اب غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز اور ان کے اتباع کس قدر تکفیر
اور شرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے ہیں اور کس طرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں بخلاف
وہابیہ کے کہ تمام کو ادنیٰ شبہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و دماء کو حلال جانتے ہیں

ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

البتہ مجدد و دجالین اور ان کے اتباع بے شک وہابیہ کے قدم بقدم ہیں۔ اور دونوں کے لزومات

ذہنیہ اور وجوہات اختراعیہ خیالیہ لیکر کافر بنانے کی کوشش و سعی کرتے ہیں حالانکہ امت محمدیہ کی تفسیق و تکفیر کرنیکی فکریں دن رات کیجاتی ہیں کیا یہ لوگ محب رسول علیہ السلام یا مؤید امت ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں کیا علماء امت کا یہ کام ہیکہ زور لگا لگا کر معنوں کو بگاڑ بگاڑ کر عبارتوں کو قطع و برید کرکے مسلمانوں کو کافر بنایا جائے یا وراثت نبوت اور علم شریعت کا یہ تقاضا تھا کہ زور شور لگا کر کافروں کو اسلام میں اور مشرکوں کو ایمان میں منافقوں کو ایقان میں داخل کرتے کیا رسول اللہ علیہ السلام نے یہی طریقہ برتا تھا، کیا ائمہ کرام نے ایکی تعلیم کی تھی، کیا سلف صالحین کا یہی شعار تھا؟ افسوس صد افسوس خداوند کریم کا خوف دل سے اٹھ گیا ہے غضب ختم خداوندی ان کے قلوب پر چھا گئی ہیں، بلکہ یہ لوگ تو وہابیہ سے اس وصف تکفیر و تضلیل مؤمنین میں بڑھے بڑھ گئے، کیوں نہ ہوں آخر مجدد ہیں ورنہ یہ وصف خلاف ہو جاوے گا ظہر الفساد فی البر والبحر خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ۔ آمین۔

(۲) نجدی اور اس کے اتباع کا ابتک یہی عقیدہ ہیکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں، اگر بعد وفات انکو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخ ہے جو آحاد امت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں دربارہ حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے اور انھوں نے اپنے رسائل و تصانیف میں لکھا ہے، اب غور فرمائیے کہ ان اکابر کے رسائل اور اعتقادات بالکل اسکے مخالف ہیں، حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اسمیں کس زور و شور سے حیات نبوی کا اثبات کیا ہے اور مذہب اہل سنت والجماعت اور فضائل نبوت میں کس درجہ اور قوت کے دلائل درج فرمائے ہیں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اسکی تصریح و تائید فرما رہے ہیں چونکہ اس مسئلہ میں خصوصاً ان حضرات کی عبارتیں بہت طول طویل واقع ہو رہی ہیں اور متعدد رسالے اس مضمون میں تفصیلاً و اجمالاً چھپے ہوئے مشہور ہیں اس لئے بخوف طول میں نقل نہیں کرتا ہوں، جس کا جی چاہے آب حیات، و ہدایۃ الشیعہ و اجوبہ اربعین و لطائف قاسمیہ و زبدۃ المناسک وغیرہا رسائل میں دیکھ لیوے، یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس میں وہابیہ نے علماء حرمین کی مخالفت کی اور بارہا جدال و نزاع کی نوبت آئی اس مسئلہ میں اور مسئلہ آئندہ کی وجہ سے وہاں وہابی سنی سے متمیز ہو گئے ہیں۔

(۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے، اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے لا تشد الرحال الا

الی ثلثۃ مساجد ان کا مستدل ہے، بعض انھیں کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچا دیتے ہیں اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ وسلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ ماجو! ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح کو مخالف اس طائفہ بانیہ کے ہیں وہ ہمیشہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہتے ہیں من حج ولم یزرنی سے خائف اور من زارنی کے ہمیشہ عامل ہیں ان جملہ اکابر کو بارہا حضوری حرمین کی نوبت آئی ہے اور کبھی آستانۂ نبوی پر حاضر ہونے سے نہ چوکے۔ اور کیونکر چوکیں کہ محبت وعقیدت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہے، اور شراب اخلاص وعقیدت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہیں، کیونکر صبر اس بارگاہ عالی سے کر سکتے ہیں اگرچہ دولت سے مالامال ہیں، مگر بقاء جسمی اور قرب ظاہری کے شب وروز متمنی ہیں اور کیونکر نہ ہوں ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب کے، ہم حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ المناسک ص۔۔ میں تحریر فرماتے ہیں "اب جاننا ہے کہ زیارت روضۂ مطہرہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضل المستحبات سے ہے بلکہ بعض نے قریب واجب لکھا ہے اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اور فرمایا ہے کہ جو کوئی میری زیارت کو آوے اور اس آنے میں اس کو محض زیارت ہی مقصود ہو اور کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ میں اس کا قیامت کو شفیع ہوں اور فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد انتقال میرے کے زیارت قبر کی کرے تو مثل اس کے ہے جس نے حال حیات میں میری زیارت کی ہو پس جس شخص پر حج فرض ہو تو اول اس کو حج کر لینا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے کہ چاہے حج پہلے کرے یا مدینہ منورہ پہلے ہو آوے غرض جب عزم مدینہ کا ہو تو بہتر یوں ہے کہ نیت زیارت قبر مطہرہ کی کر کے جاوے تاکہ مصداق اس حدیث کا ہو جاوے کہ جو کوئی محض میری زیارت کو آوے شفاعت اسکی مجھ پر حق ہوگئی انتہیٰ کلامہ الشریف، اس عبارت شریفہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل یہ کہ سفر برائے زیارت حضور اکرم علیہ السلام کو جائز ہے بخلاف وہابیہ کے کہ وہ اس کو حرام جانتے ہیں۔

دوم یہ کہ امر عبادت میں سے ہوگا اور آخرت میں خاص اجر اس کا ملیگا۔

سوم یہ کہ یہ عبادت یا تو مستحبات میں اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے تو سنن مؤکدہ کے طبقہ علیا میں یعنی یا قریب واجب کے

چہارم یہ کہ جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب قابل احتجاج وعمل ہیں ان سب باتوں میں وہابیہ مخالف صریح ہیں اور وہ جملہ احادیث کو اس بارہ میں موضوع یا اعلیٰ درجہ کی ضعیف جانتے ہیں۔

پنجم۔ یہ کہ جب سفر مدینہ منورہ کا کرے تو بقول وہابیہ مسجد ہی کی نیت کرے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کو سفر کرنا جائز نہیں مگر بہ نیت مسجد شریف اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہٗ العزیز صریح مخالف ہو کر کہتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہیئے اب دیکھئے دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہو گیا۔

ششم۔ یہ کہ شفاعت حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت کرتے ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں

(۴) شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانۂ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لارہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپکی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں، ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذاللہ معاذاللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمکو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں، اور ذات فخر عالم صلّی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔ اب انکے مقابلہ میں ان حضرات اکابر کے اقوال۔ عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ و میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی۔ ان سب میں آپ کی ذات پاک ایسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیاں ہیں یہی معنی لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق اللہ نوری اور انا نبی الانبیاء وغیرہ کے ہیں اس احسان و انعام عام میں جملہ عالم شریک ہے علاوہ اس کے آپ کی ذات مقدس کو ارواح مومنین سے وہ خاص نسبت ہے کہ جس وجہ سے آپ باپ روحانی جملہ مومنین کے ہیں اور یہ احسان بھی ابتداء عالم سے آخر تک کے مومنین کو عام ہے علاوہ اسکے مومنین امت مرحومہ کے ساتھ ماسوا اسکے اور بھی خاص علاقہ ہے جو کہ اور امم کے مومنین کو نہیں، حضرت سرور کائنات علیہ السلام کے احسانات غیر متناہیہ کی تفصیل اگر معلوم کرنی منظور ہو تو رسالہ آبحیات حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

کا۔ و نیز رسالہ قبلہ نما، و اجوبہ اربعین و تحذیر الناس وغیرہ دیکھیئے پھر آپکو معلوم ہو گا کہ کس قدر خلوص عقیدت و محبت ذات پاک مصطفوی سے ان حضرات کو ہے اور کیسے اعلیٰ درجہ کی عظمت و فخامت انکے قلوب میں بھری ہوئی ہے قصیدہ بہاریہ میں جو کہ نعت حضور سرور کائنات علیہ السلام میں حضرت مولنا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور قصائد قاسمی میں شائع ہو چکا ہے کس تعظیم کے اور خلوص کے الفاظ استعمال کیئے ہیں اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو سب کو نقل کرتا اسلیئے بعض اشعار پر قناعت کرتا ہوں

توفخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں — امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی — تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
بنوں میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود — بجا ہے تم کو اگر کہیئے مبدأ الآثار
لگا تا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا — اگر وجود نہ ہوتا تمہارا آخر کار
سما سکے تری خلوت میں کب نبی و ملک — خدا غیور تو اس کا حبیب اور اغیار
کہاں بلندی طور اور کہاں تیری معراج — کہیں ہوئے ہیں زمین اور آسماں ہموار
کرنت ہو تو ترے ایک بندہ ہونے میں — جو ہو سکے تو خدائی کا اک ترے انکار

غرضکہ نہایت تعظیم و تکریم کے کلمات استعمال فرما کر فرماتے ہیں۔

خوشا نصیب یہ نسبت کہاں نصیب میرے — تو جس قدر ہے بھلا میں برا اسی مقدار
نہ پہنچے گی ہیں ہرگز ترے گناہوں کی — میرے بھی عیب شہ دوسرا شہ ابرار
یہ سن کے آپ شفیع گنہگاراں ہیں — کیے ہیں میں نے اکٹھے گناہوں کے انبار
کفیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو — تو قاسمی بھی طریقہ ہو صوفیوں میں شمار
گناہ کیا ہیں اگرچہ گنہ کیے میں نے — تجھے شفیع کہے کون گر نہ ہوں بدکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا ترے سوا غمخوار

بوجہ خوف طوالت تمام قصیدہ کو نہیں لکھتا ہوں مگر اہل فہم سمجھ گئے ہوں گے کہ مولانا کو کس قدر عقیدت و محبت شفیقہ ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور کس قدر تعظیم آنحضرت علیہ السلام کی انکے قلب انور میں بھری ہوئی ہے۔ فی الحقیقت یہ قصیدہ نہایت سچا اور پاکیزہ واقع ہوا ہے کہ جس کو دیکھتے ہی حرز جان کرنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے۔ رسالہ آب حیات و قبلہ نما و اجوبہ اربعین وغیرہا۔

وسائل طیبہ تو حضرت مجدد بریلوی صاحب کیا دیکھ سکتے ہیں، کہاں اتنی لیاقت و فہم رکھتے ہیں کہ اس کے مضامین تک پہونچیں اور اپنے سیاہ قلب کو اس کی شعاعوں سے منور کریں اسکی تو ہمکو ان روافض سے امید ہی نہیں، مگر اس قصیدہ نعتیہ کو تو ایک نظر دیکھ لیں تعجب ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جنکے لفظ لفظ سے عشق و خلوص و غایت ادب ٹپکتا ہے ان کی نسبت تو یہ خبیث الزام دشنام نبوی اور بغض رسالت کا لگا دیا اور خود کہ جس کو بطفیل مولانا یعقوب علی صاحب مرحوم دفتر اہل سنت میں شرافت درج اسمی نصیب ہوئی ورنہ خدا جانے کس تعزیہ کے پیچھے غبار پھانکتے، جوتیاں چٹخاتے پھرتے محب رسول کہلاویں ع

برعکس نہند نام زنگی کافور — العجب العجب یا للعجب

ہر چند تعزیہ کا ہرا چھوڑ دیا ہے مگر تبرا گوئی جو کہ خمیر اور نطفوں میں پڑی تھی کس طرح زائل ہو سکتی تھی، البتہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرنا تو موجب رفض ظاہری بین العوام ہو جائے اور ہر طرف سے مطرود اور ملعون ہونے کا سبب بن جاوے، اس لئے ان کے سچے جانشینوں اور برگزیدہ اولاد پر آپ نے ہاتھ صاف کیا اور ان کی دشنام اور تکفیر سے نامۂ اعمال پر کیا، حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز زبدۃ المناسک صفحہ ۵۶ میں فرماتے ہیں۔ اور جب مدینہ منورہ کو چلے تو کثرت درود شریف کی راہ میں بہت کرتا رہے، پھر جب درخت وہاں کے نظر پڑیں تو اور زیادہ کثرت کرے، جب عمارت وہاں کی نظر آوے تو درود پڑھکر کہے اللھم ھذا حرم نبیک فاجعلہ وقایۃ لی من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اور مستحب ہے کہ غسل کرے یا وضو اور کپڑے پاک صاف اچھا لباس پہنے اور نئے کپڑے ہوں تو بہتر اور خوشبو لگائے اور پہلے سے پیادہ ہولے اور خشوع اور خضوع جس قدر ہو سکے فرد گذاشت نہ کرے اور عظمت مکان کی خیال کئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا چلے جب مدینہ منورہ میں داخل ہو کہے رب ادخلنی الخ اور ادب اور حضور قلب اور دعا اور درود شریف بہت پڑھے، وہاں جا بجا موقع قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ سواری کے کھروں سے اس سرزمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھرے ہوں اور بعد تحیۃ المسجد کے سجدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کے نصیب کی، پھر روضہ کے پاس حاضر ہو اور با ادب تمام اور خشوع کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے کہ محل ادب اور ہیبت ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے تصور کرے

اور کہے السلام علیکم یا رسول اللہ الخ اور بہت پکار کر نہ بولے۔ آہستہ خضوع اور ادب سے بزبان عرض کرے۔ انتہی کلامہ الشریف۔

اب اس عبارت میں نظر کریں کہ کس قدر ادب اور ہیبت و تعظیم حضور سرور کائنات علیہ السلام کی لفظ لفظ سے ٹپکتی ہے اور کس طرح لوگوں کو ہدایت آنحضرت علیہ السلام آپکے مآثر کی تعظیم و تکریم فرماتے ہیں اور زیارت آنجناب باعث نجات از دوزخ و سوء حساب وغیرہ سمجھتے ہیں اس تمام عبارت میں مخالفت وہابیہ بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور نہ انکا عقیدہ ہے، نیز لطائف رشیدیہ صلا میں دربارہ استعمال لفظ بت یا صنم یا آشوب ترک یا فتنہ عرب بنسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالی شانہ اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں، یہی سبب ہیکہ حق تعالی نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا الخ۔

اس بحث کو نہایت بسط کیساتھ ذکر فرمایا ہے اور جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذا جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیئے کہ موذی گستاخ شان جناب کبریا تعالی شانہ اور اسکے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، انتہی کلامہ الشریف۔

اب آپ غور فرمائیں کہ کس طرح حضور علیہ السلام کی تعظیم کرنیکی ہدایت اس زمانہ بعد وفات ظاہری میں فرمائی اور الفاظ موہم کو بھی باعث کفر قرار دیا۔ آیا یہی طریقہ وہابیہ کا ہے، کیا یہی خیال نجدیہ کا ہے، ہرگز نہیں، جس کا جی چاہے ان کے الفاظ ان کے کلمات زبانی یا تحریرات سے سنے کہ کس قدر گستاخی اور بے ادبی انکی گفتگو میں پائی جاتی ہے، جملہ حضرات رضی اللہ عنہم جس قدر ادب و تعظیم واجب بنسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طائفہ روئے زمین پر آج اس درجہ پر نہیں۔ جناب مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ چند نسل برابر اونٹ پر سوار نہ ہوئے حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا۔ اور خالی رہا۔ پیر میں زخم پڑ گئے تھے۔ کانٹے لگے تھے۔ پتھروں نے ٹھکرا ٹھکرا کر حال دگرگوں پاؤں کا کر دیا تھا۔ تمام عمر کیمنت کا جوتا اسوجہ سے نہ پہنا کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے۔ اگر کوئی ہرے سے آیا تو کسی دوسرے کو دیدیا۔ انکے احوال اگر اتباع سنت اور افعال غلبہ محبت نبوی کے ذکر کیے جاویں تو دفتر بھی کافی نہ ہوں، ان اشعار سے عاقل اندازہ کر سکتا ہے

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

جو یہ نصیب نہ ہوں اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار

اڑا کے بعد میری مشتِ خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار

ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاک قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

مگر نسیم مدینہ ہی گرد باد بنا
کشاں کشاں مجھے لیجا جہاں ہے تیرا مزار

غرض نہیں مجھے اس سے بھی اب رہی لیکن
خدا کی اور تری الفت سے میرا سینہ فگار

لگا وہ تیرِ غمِ عشق کا مرے دل میں
ہزار پارہ ہو دل خون دل میں ہو سرشار

لگے وہ آتشِ عشق اپنی جان میں جس کی
جلا دے چرخ ستمگر کو ایک ہی جھونکار

صدائے صورِ قیامت ہو اپنا اک نالہ
بجائے برق ہو اپنی ہی آہِ آتش بار

چبھے کچھ ایسی مرے نوکِ خارِ غم دل میں
کہ چھوٹے آنکھوں کے رستہ سے اک لہو کی فوار

یہ ناتواں ہوں غمِ عشق سے کہ جائے نکل
ذرا بھی جان کو اوپر کا سانس دے جو سہار

تمہارے عشق میں رو رو کے ہوں نحیف اتنا
کہ آنکھیں چشمۂ آبی ہوں میں درونِ غبار

یہ لاغری ہو کہ جانِ ضعیف کو دم نقل
نہ ہووے ساتھ اٹھانا بدن کا کچھ دشوار

حضرت ان اشعار کے مضامین پر غور فرمائیں کہ کس قدر اخلاص و محبت و عقیدت بات بات سے ٹپکتی ہے گویا کہ محبت خاتم المرسلین علیہ السلام میں چور چور ہیں اس قدر منہمک ہیں کہ ماسوا کی خبر نہیں، رگ و پے میں ان کا اخلاص سرایت کیے ہوئے ہے، کیا یہی حالت وہابیہ خبیثہ کی ہے، کیا یہی کلمات ان کی گندی زبانوں سے نکلتے ہیں، کیا اسی قسم کی لطیف اور دل آویز تحریرات ان کے ناپاک قلموں سے شائع ہوتی ہیں؟ ہرگز نہیں، وہ خبثاء اس قسم کی گفتگو کو معاذ اللہ بد دینی و شرک خیال کرتے ہیں، ان مضامین کو واہیات و خرافات میں مندرج کرتے ہیں، بلکہ اگر حقیقت الامر کو دیکھیں تو چونکہ اس بریلوی مجدد کو دلی بغض و عداوت سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور ہمارے ان مقدس اکابر کے حضور علیہ السلام کے عشق و غلبہ محبت میں وہ اقوال اخلاصیہ و افعال عشقیہ تھے جن کی خوشبو بھی مشام مجبین تک کبھی نہ پہونچی تھی، پس اس عدو رسول علیہ السلام اور مبغض خیر الانام کو سخت ناگوار ہوا اور چاہا کہ افترا پرداز بن کے ان حضرات کو مسلمانوں کی طرف سے گراؤں اور لوگوں میں بدنام کروں۔ اس لیے جھوٹے الزام مثل اپنے آباء روافض کے مقدس نیکوکاروں پر لگائے

اے مجدد بریلوی تجھے خدا کی قسم دکھلا تو سہی تیری زبان یا تیرے قلم کو یہ پاکیزہ مضامین اور اخلاص مندانہ کلمات کبھی خواب میں بھی نصیب ہوئے ہیں اور کیوں ہوتے تیرا باطن تو تبرائے صحابہ رضوان اللہ علیہم اور حضور علیہ السلام کی عداوتوں سے تاریک اور مظلم ہو رہا ہے، ان انوار کی گنجائش کہاں؟ زبان سے دعوی محبت سہل ہے مگر بدن کے روئیں روئیں اور جسم کی بوٹی بوٹی اور ریشے ریشے سے اسکا ظاہر ہونا کلیجے دارد۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات جس نے مشاہدہ کیے ہیں وہ بیشک آپ کی محبت مصطفویہ اور تعظیم احمدی کا اندازہ کر سکتا ہے ہم چند باتیں چشم دید کہ جن سے اکثر حضرات واقف ہوں گے بیان کرتے ہیں۔

۱ حضرت مولانا کے یہاں تبرکات میں حجرۂ مطہرہ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا بروز جمعہ کبھی کبھی حاضرین وخدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکالکر اول اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے تھے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے، اس امر کو ہزاروں نے ملاحظہ کیا ہوگا۔ بھلا یہ امر وہابیہ کے نزدیک بدعت وحرام نہیں تو کیا ہے

۲ مدینہ منورہ کی کھجوریں آتیں تو نہایت عظمت وحفاظت سے رکھی جاتیں اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور حضار بارگاہ مخلصین کو بھی نہایت تعظیم وادب سے ایسی طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمت غیر مترقبہ اور اثمار جنت ہاتھ آگئے ہیں، حالانکہ بصرہ بستہ وغیرہ کی کھجوریں ہمیشہ آتی رہتی تھیں مگر انکی وقعت اس سے زیادہ ہرگز نہ تھی کہ جملہ میووں میں سے یہ بھی ایک میوہ ہے۔

۳ مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نہایت حفاظت سے رکھتے لوگوں کو پھینکنے نہ دیتے اور نہ خود پھینکتے تھے، انکو ہاون دستہ میں کٹوا کر نوش فرماتے، مثل چھالیوں کے کتروا کر لوگوں کو انکو استعمال کرنیکی ہدایت فرماتے تھے۔

۴ احقر ماہ ربیع الاول سنہ [illegible]ھ میں ہمراہی بھائی محمد صدیق صاحب جب حاضر خدمت ہوا تھا تو بھائی صاحب سے پہلے ہی حاضری میں حضرت قدس اللہ سرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ حجرۂ شریف علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں چونکہ وہ احقر کے پاس موجود تھی اسلئے اذب ایستادہ پیشکش خدمت اقدس کیا تو نہایت وقعت اور عظمت سے قبول فرما کر سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشا خواب استراحت فرماتے وقت اتباعاً للسنۃ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے اس قصہ سے عام خدام واقف ہیں۔

۵ بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکاً ارسال کئے حضرت نے نہایت

تعظیم اور وقعت کی نظر سے انکو دیکھا اور شرف قبول سے ممتاز فرمایا بعض طلبہ حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی یورپ کا بنا ہوا ہے تاجر مدینہ میں لائے وہاں سے دوسرے لوگ خرید لائے اسمیں تو کوئی وجہ تبرک ہونیکی نہیں معلوم ہوئی، حضرت نے شبہ کو رد فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اسکو ہوا تو لگی ہے اسی وجہ سے اسکو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی، پس خیال کرنیکی بات ہے کہ جس شخص کا محبت نبوی میں یہ حال ہو کہ دیار محبوب کی گٹھلیاں اور خاک جو کہ محبوب کے روضہ کے ارد گرد برائے چندے پڑی ہو کیونکہ قبر مبارک تک بوجہ دو دنگی دیواروں کے جملہ اشیاء کا پہنچنا محال ہے، اس عظمت سے رکھی جاوے اور وہ چیزیں کہ جن کو کھانے والے دار الکفر میں اپنے ہاتھوں میں بنایا ہو فقط در محبوب کے چند روزہ ہوا کھانیکی وجہ سے تبرک عظیم بنجاویں اگر قصہ مجنوں بنی عامر جیسا نہیں تو کیا ہے وہ اگر سگ کوچہ لیلیٰ پر فدا تھا تو یہ خاک کوچہ اطہر مصطفوی پر جان نثار، وہ اگر بوجہ غلبۂ محبت لیلیٰ بے اختیار تھا تو یہ بوجہ عشق مصطفوی بے قرار ہیں، کہاں ہیں بدنصیبانِ جہاں، کہاں ہیں عیاران بے ایمان، آئیں دیکھیں تو سہی کیا یہ حال کسی خبیث وہابی کو نصیب ہوا ہے کیا وہ ایسے عقائد اور خیالات رکھتے ہیں؟ ہرگز نہیں خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین دانے ان کھجوروں کے جو صحن خاص مسجد نبوی میں نصب ہیں اسی سال لاکر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں پیش کئے تھے اسکی حضرت نے اس قدر وقعت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے ان کے ستر سے کچھ زائد حصے فرما کر اپنے اقربا و مخلصین و محبین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا، صاحبو ہزاروں مدعین محبت سے احقر کو ملاقات کی نوبت آئی اور وہ خاص کھجوریں ان کو دی گئیں لیکن کسی کو اس اخلاص و عظمت کیساتھ لیتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا۔

حجرۂ مطہرۂ نبویہ کا جلا ہوا زیتون کا تیل وہاں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مخلصین نے ارسال کیا تھا، حضرت نے باوجود نزاکت طبعی کے جس کی حالت عام لوگوں پر ظاہر ہے اس کو پی ڈالا۔ حالانکہ اولاً زیتون کا تیل خود بے مزہ ہوتا ہے، ثانیاً بعد جلنے کے اسمیں اور بھی تغیر ہو جاتا ہے طبائع کثیفہ بھی ایسے کام پر جرأت نہیں کرتیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہے اور جو اقدام کرتا بھی ہے تو آنکھیں اور بھویں چڑھا کر اور حیل و طرق استعمال کر کے مگر واہ رے عاشق سید الرسل و شیدائے خاتم الانبیاء علیہم السلام باوجود اس نزاکت و نظافت کے پیشانی پر بل بھی نہ پڑنے دیا گویا کہ نہایت خوشگوار لذیذ چیز نوش فرما رہے ہیں۔ خود احقر نے سوال کیا کہ بعد چالیس روز کے جالی شریف میں اندرون حجرۂ مطہرہ اہل مدینہ بچوں کو داخل کرتے ہیں اور خادم روضۂ مطہرہ اسکو لیجا کر سامنے روضۂ اقدس کے قبر کی طرف لٹا دیتا ہے

اور دعا مانگتا ہے یہ فعل کیسا ہے تو آپ نے استحسان فرمایا اور پسند کیا، ذرا غور کرنیکی بات ہے کہ کیا وہابیہ خبیثہ ان افعال کو جائز کہتے ہیں کیا ان کو وہ شرک وکفر و بدعت وغیرہ نہیں کہتے، اسی وجہ سے ہم نے اپنی بچوں کو بھی مدینہ میں بارہا حجرۂ مطہرۂ نبویہ میں داخل کیا ہے، ایک مرتبہ حضرت نے درباره اس قصہ کے جو کہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے دریافت کیا کہ بعض کتب میں دیکھا ہے کہ امام صاحب خانہ کعبہ شریفہ میں ایک شب داخل ہوئے اور تمام رات ایک پیر پر کھڑے ہو کر پورا قرآن شریف ختم فرمایا اور بعد میں یہ الفاظ فرمائے اللھم عرفتك حق معرفتك وما عبدتك حق عبادتك پس اسکے ظاہری معنی پر انکار فرمایا اور فرمایا کہ خداوند کریم جل وعلیٰ شانہ کا مرتبہ تو نہایت اعلیٰ ہے ہم بنی آدم تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی معرفت حق معرفت نہیں کر سکتے، حالانکہ انکی ذات پاک سے ایکسم کی مجانست و مقاربت متحقق ہے پس جناب باری عز و شانہ کی معرفت حق معرفت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ خود سرور کائنات علیہ الصلوٰة والسلام ما عرفناك حق معرفتك فرماتے ہیں (حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے اس کلام کی تاویل علمائے کتب تراجم میں ذکر کی ہے) اس جواب سے بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہرگز مولانا اور ان کے متبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰة والسلام کے وہ نہیں کہ جو وہابیہ خبیثہ رکھتے ہیں، ورنہ اس قول کے کیا معنی ہوں گے اور ان افعال کے جو کہ غایت اخلاص و محبت پر دال ہیں، کیا صورت ہوگی ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰة والسلام کو باوجود افضل الخلائق و خاتم النبیین ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے لئے اہل عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہوں یا عملی، نبوت ہو یا رسالت صدیقیت ہو یا شہادت، سخاوت ہو یا شجاعت، علم ہو یا مروت، فتوت ہو یا وقار وغیرہ وغیرہ۔ سب کیساتھ اولاً بالذات آپکی ذات والاصفات جناب باری عز شانہ کی جانب سے متصف کی گئی اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا جیسے کہ آفتاب سے نور قمر میں آیا اور قمر سے نور ہزار ہا آئینوں میں بلکہ وجود جو کہ اصل جملہ کمالات کی ہے اس کی نسبت بھی ان حضرات کا یہی عقیدہ ہے، اس مضمون کو نہایت تفصیل سے آب حیات، قبلہ نما، جواب اربعین تحذیر الناس وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے، اسی واسطے براہین میں صاف تصریح کر دی گئی ہے کہ کمالات ردیہ میں کوئی شخص حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰة والسلام کے مماثل اور مقارب ہو ہی نہیں سکتا اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور در حقیقت کمالات تو کمالات روحی ہی ہیں جیسا کہ حقیقت انسان روح ہے اور یہ جسم خاکی تو قالب اور غلاف آدمی ہے، مدار فضائل کا عقلاء کے نزدیک انہیں کمالات روحی پر ہے جسمی پر نہیں، پس باعتبار جسم اطہر کے اگرچہ آپ اولاد آدم اور بنی آدم ہیں لیکن باعتبار

لہ یہ مجموعہ رسائل حضرت خاتم المحققین مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز کی تصانیف عالیہ سے ہے۔

ودرح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں باوجود اس کے بہ نسبت حضرت علیہ السلام کے جمہور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کو کمالات جسمیہ میں بھی خلائق میں یکتائی تھی اور ہے چنانچہ قصیدہ نعتیہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بخوبی ظاہر ہے مگر اشتراک جسمی و نوعی بشری سے انکار بھی کسی طرح جائز نہیں یہی عقیدہ محققین اہل سنت والجماعت کا ہے وہابیہ ان مضامین کے پاس بھی نہیں پھٹکتے ہیں اعتقاد کجا۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز امداد السلوک صـ۲۱ میں بحث خلوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

"وحضرت صحابہ رضوان اللہ علیہم را بے خلوت صرف ببرکت صحبت فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات میشدند و بیک جلسہ چندان معارف وغرائب علوم حاصل می شدند کہ دیگراں را بخلوت سالہا سال میسر نباید، وایں مرازیں بود کہ ارادت چنانکہ گفتہ اند ترک عادت باشد وعادت صحابہ رضی اللہ عنہم رسوم جاہلیت بود چوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چناں کہ ذکر ہیچ امر سر مو تجاوز در اطاعت بیگیر ند بدل وجان راضی میبودند۔ حق تعالیٰ در دل ایشاں ایمان نبشت وبنور ہدایت خود تائید فرمود کہ باوصف مخالطت اہل مال واکتساب مناجات وجہاد بدرجۂ کمال بودند بہمہ ہمت ایشان متابعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وملاحظہ جمال باکمال آں سر حلقۂ محبوبان بود وحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع ہمہ فضائل وکمالات بودند، چوں ایشاں را بصدق ارادہ راسخ دید از شمس قلب شریف خود عکسے انداخت وبچشم عنایت سراسر ہدایت نظرے انداخت وبانوار نبوت وبالمعات جواہر معدن رسالت تشریف بخشید چنانکہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرد کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انچہ حق تعالیٰ در سینۂ من انداختہ بود در سینۂ ابوبکر انداختم پس چراغ قلوب ایشاں بآں نور روشن شد ومشکوٰۃ وجود ایشاں منور گردید وصفات بشری ایشاں بالکل مضمحل گشت زہاد وعباد وعلماء وحکماء وعرفاء ومتوحدین وواصلین در ہمہ علوم شدند واز انوار معارف ایشاں بر تابعین عکس افتاد ودل وجان ایشاں نور محض گردید وعلیٰ ہذا القیاس رضی اللہ عنہم اجمعین چنانکہ حضرت فرماید صلی اللہ علیہ وسلم کہ اصحاب من مثل ستارگان اند بہر کہ پیروی کنید راہ یابید۔ پس چوں یک تقران آفتاب کمالات بایں سعادت رساند کدام خلوت ادنیٰ ازیں مجالست بود وکدام عقل ست کہ بریں چنیں صحبت خلوت گزینند، چہ خلوت برائے آں گرفتہ اند تا آنچہ صحابہ رضی اللہ عنہم بمجالست حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردند ایم۔"

حضرت اس عبارت میں ذرا غور فرمائیں کہ کس طرح فضائل نبوت وصحبت کا اظہار وبیان کیا گیا ہے اور عقیدہ کاملہ سنیہ کی کیفیت واضح کی گئی ہے کیا وہ قلب جس میں یہ اعتقاد راسخ ہوا ور ان انوار سے منور ہو چکا ہو وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام کہہ سکتا ہے یا اعتقاد کر سکتا ہے، ماشا وکلا خداوند کریم ان افترا پردازوں کا منھ کالا کرے جو عبارتوں میں قطع وبرید کرکے اور معنی بگاڑ کر ان مقدس حضرات کی طرف منسوب کرتے ہیں لعنھم اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

اس قسم کے مضامین ان اکابر کی تحریرات میں جا بجا مسطور ہیں، لیکن ظالمین ان کو چھپا کر اپنے مقصود بد کے حاصل کرنے کی فکر کرتے ہیں، بوجہ تطویل عبارت کے زیادہ نقلیں نہیں عرض کرتا ہوں، جنے وہابیہ کے خیالات وعقائد پر نظر ڈالی ہوگی واضح طور پر معلوم کرے گا کہ مثل اس عبارت کے ہرگز وہابیہ کا عقیدہ نہیں وہ اس قسم کے عقائد کو ضلال سے کم شمار نہیں کرتے یہ مقدس اکابر ہمیشہ اولیاء کرام وانبیاء عظام سے توسل کرتے رہے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں جسکو وہابیہ مثل شرک ناجائز وحرام جانتے ہیں، حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ طویلہ در بارہ توسل مشائخ سلسلہ علیہ چشتیہ صابریہ تحریر فرمایا ہے جو کہ امداد السلوک کے اخیر میں ونیز دیگر رسائل کیساتھ شائع ہو چکا ہے اگر جملہ اشعار کو نقل کیا جاوے تو تطویل ہو جاویگا اختصاراً چند شعر اخیر کے ذکر کرتا ہوں۔

بہ حقِ مقتدائے مقتدایاں
درِ علمِ لدنی فیضِ رحماں
علی ابنِ ابی طالب کہ خورشید
فدائے روخش ہفت آسمان ست
پسندیدی ز جملہ عالم آں را
نمودی صرفِ او ہر رنگ و بو را
باں کو رحمۃ اللعٰلمین ست
بہ حقِ برترِ عالم محمدؐ
مثالِ او نہ مقدورِ جہان ست

حسن بصری امامِ پیشوایاں
خلیجِ بحرِ رحمت منبعِ فیض
بنورِ خاک پائے او درخشید
بہ حقِ آنکہ محبوبش گرفتی
بما بگذاشتی باقی جہاں را
ہمہ نعمت بنامِ او نمودی
بدرگاہت شفیع المذنبین ست
بذاتِ پاک خود کامل اتی ست
کہ کنہش برتر از کون و مکان ست
براہِ خود مرا چالاک فرما

بہ حقِ شیرِ یزداں شاہِ مرداں
تجلی گاہِ یزداں مطلعِ فیض
بحقِ آنکہ او جانِ جہان ست
برائے خویش مطلوبش گرفتی
گزیدی از ہمہ کلہا تو او را
دو عالم را بکامِ او نمودی
بہ حقِ سرورِ عالم محمدؐ
ازو قائم بلندیہا و پستی ست
دلم از نقشِ باطل پاک فرما

برائے خدا آپ انصاف فرمائیں کہ آیا وہابیہ اس قسم کے الفاظ کہنا جائز رکھتے ہیں یا نہیں جو حضرت پورے قصیدے پر نظر فرمائینگے وہ بخوبی معلوم کرلیں گے کہ یہ اکابر بالکل از سرتا پا مخالف ومباین عقیدہ وہابیہ کے

ہیں۔ انکے نزدیک توسل بانبیائے علیہم السلام جائز نہیں اولیائے تو درکنار۔ پھر الفاظ بحق فلاں کا استعمال امر بھی زیادہ انکے یہاں مکروہ ہے علاوہ ازیں اس قسم کے مدائح وہ جائز ہی نہیں کہتے اور مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز متوسلین کو ہمیشہ توسل اولیاء طریقت کا ارشاد فرماتے رہے اور شجرہ طیبہ خاندان چشتیہ قدوسیہ امدادیہ انکو عطا فرماتے تھے جس میں یہ الفاظ ہوتے تھے الٰہی بحرمتہ سیدنا و مولانا فلاں بن فلاں الخ وہ خود اپنے خاندان صابریہ قدوسیہ کے شجرہ کو بطور اختصار ان الفاظ سے نظم فرماتے ہیں دیکھئے امداد السلوک صہ ۲۴۳۔

بہر امداد در جو ز حضرت عبد الرحیم	عبد باری، عبد ہادی عضد دین مکی ولی
ہم محمدی و محب اللہ شاہ بو سعید	ہم نظام الدین جلال و عبد قدوس احمدی
ہم محمد عارف و ہم عبد حق شیخ جلال	شمس دین ترک علاء الدین فرید جود بنی
قطب دین و ہم معین الدین عثمان شریف	ہم بمودود و ابو یوسف محمد احمدی
بو سحاق و ہم بمشاد و ہبیرہ نامور	ہم حذیفہ و ابن ادہم ہم فضیل مرشدی
عبد واحد ہم حسن بصری علی فخر دیں	سید الکونین فخر العالمیں بشری نبی
پاک کن قلب مرا تو از خیال غیر خویش	بہر ذات خود شفا کم دہ ز امراض دلی

وہابیہ کے متعدد رسائل اس بارہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں کہ وہ صراحۃً توسل از حضرت سرور کائنات علیہ السلام کو و نیز توسل بالاولیاء الکرام کو منع کرتے ہیں جس کا جی چاہے تحقیق کرے۔ مگر ان حضرات کے توسل اور اہل بدعت کے توسل میں بڑا فرق ہے۔ یہ حضرات نہ تو مثل وہابیہ کے منکر ہیں اور نہ مثل اہل ہوا کے غالی۔ ان حضرات اکابر کے رسائل و تصانیف جن جن الفاظ مدحیہ و تعظیمیہ سے پر ہیں ان کو اگر نقل کیا جاوے تو بہت بڑا دفتر تیار ہو جاوے، جس کا جی چاہے انکی تصانیف کو ملاحظہ کرے ہم نے بطور نمونہ کچھ احوال و الفاظ نقل کئے ہیں، اگرچہ مجدد بریلوی صاحب مطابق اپنی عادت افتراء پردازی کے ان حضرات کی نسبت یہی افتراء کر رہے ہیں کہ وہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں کا استعمال کرتے ہیں، معاذ اللہ معاذ اللہ، اگر یہ افتراء صریح نہیں تو کیا ہے، ہم خود پہلے لطائف رشیدیہ صہ ۲۲ سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس بحث کو بوضاحت تامہ حضرت مولانا نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے تو اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات کوئی کلمہ گستاخی کا جناب سرور کائنات علیہ السلام کی شان میں فرمائیں الغرض مجدد بریلوی اگر کہیں اس قسم کی باتیں اپنے خیالات و لوازمات بعیدہ سے

دکالیں تو یہ نقصان کی گندہ خیالی اور قطع و برید کا ثمرہ ہوگا نہ یہ کہ ان اکابر کے کلام پاک کا اثر
جملہ تصانیف حضرات اکابر موجود ہیں، اور چھپی ہوئی جگہ جگہ دستیاب ہوتی ہیں، دیکھو جس جگہ حضور
علیہ السلام کا نام پاک آجاتا ہے کن القاب والفاظ سے مع صلوٰۃ وسلام آپ کا نام نامی ذکر کرتے ہیں
عموماً قبل آپ کے اسم مبارک کے لفظ فخر عالم ذکر کیا جاتا ہے یا اور مثل اس کے۔ مگر افسوس کہ انہیں
اغراض نفسانی کے حصول اور طلب شہرت کی نیت سے مجدد بریلوی صاحب اور ان کے ہوا خواہ
ان جملہ محاسن و بھلائیوں کو پس پشت ڈالے دیتے ہیں جن سے ان بزرگوں کی تصانیف بھری ہوئی
ہیں اور جو جو خدمتیں و بھلائیاں انکی در بارۂ دین قویم مثل آفتاب کے اہل علم پر نمایاں ہیں اور جو جو اقوال و
الفاظ ان کج فہموں کے خیال میں قبیح معلوم ہوتے ہیں ان کو اپنے خیال کے موافق برے معنی پر حمل
کرکے تنفیر عوام مسلمین کی غرض سے پر کا کبوتر بنا کر ظاہر کرتے ہیں خذ لہم اللہ تعالیٰ فی الدارین
انکا حال وہی ہے جو قرآن شریف میں متبعین متشابہات کے حق میں فرمایا گیا ہے، صاحبو! جن لوگوں نے
جملہ عالم پر مثل آفتاب کے ظاہر کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کس طرح کرنا چاہیے، سلف
صالحین اور ائمہ مجتہدین کا اقتدا کس طرح کرنا چاہیے ملادب اکابر ورحم علی الاصاغر کا طریقہ کیا ہے جنہوں نے چالیس
چالیس برس تک جماعت اولی اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہونے دی ہو سفر اور حضر میں قیام شب و تہجد کو کبھی
ضائع نہ ہونے دیا ہو، ذکر زبانی و قلبی و روحی سے کسی وقت سوتے جاگتے میں غافل نہ ہوئے ہوں.
اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے حضور سرور کائنات علیہ السلام کی عادتوں اور مستحق علاوہ اعلیٰ کہا
اور ایک ادنیٰ چیز کو فوت نہ ہونے دیا ہو، جن کی زندگی بھی ہوئی تو موافق زندگی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور وفات بھی ہوئی تو گویا کہ نقشہ وفات سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام کھینچ گیا تھا۔ چنانچہ جو لوگ اس وقت حاضر تھے بخوبی جانتے ہیں اور جو موجود نہ تھے
وہ راز وصل الحبیب ملاحظہ فرمالیں، حضار خدمت و ملاحظین رسالہ سب کی زبان سے یہی لفظ نشر
واقعیت از احوال حضور علیہ السلام نکلتا ہے کہ "وفات سرور عالم کا یہ نمونہ ہے" - ان کے اخلاص
وقوت روحانی وفیوض یزدانی و قبولیت سماوی کی دلیل کیا دنیا میں اس سے قوی کوئی ہو سکتی ہے کہ
آج ان کے تلامذہ و خلفین میں جو درجہ دینداری و اتباع سنت وادب اکابر و اخیین و استقامت
کا موجود ہے ایسی صفحۂ زمین پر شرقاً غرباً جنوباً و شمالاً اپنا مماثل نہیں رکھتے ہیں۔ اگر ذرہ انصاف فرمائیں
تو آپ خود اس کو ملاحظہ کریں گے کہ مخالف و موافق جملہ اہل اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ علوم
دینیہ و کتب درسیہ میں آجکل صفحۂ زمین پر علماء دیوبند اور ان کے تلامذہ سے زیادہ ملنا مشکل ہے،

جنھوں نے فقط علماء ہند کو دیکھا ہے وہ بہ نسبت علماء ہند کہہ سکتے ہیں اور جنھوں نے اور ملکوں کے علماء کا تفحص کیا ہوگا وہ ان ملکوں کی نسبت بھی یہی کہیں گے مع اس کے جمع بین العلم والعمل اگر حصہ ہے تو انھیں حضرات کا و للہ الحمد اگر یہ بات قبولیت عنداللہ کی دلیل قوی نہیں ہے، بے شک یہی غیظ و غضب اہل بدع اور اہل ہوا کو دامنگیر ہو رہا ہے جو طرح طرح کے حیل و مکر و افتراء پرداز یاں انکی ظہور میں تنفیر عوام کے واسطے آرہی ہیں، مگر واہ رے اتباع شریعت حضرات علماء دیوبند و ان کے ہمنیال اکابر اپنے فرائض منصبی علمی و عملی میں اس طرح مشغول ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور کیوں نہ ہو آخر حکم الٰہی وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا- اور آیت قرآنی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا پر کون عمل کرے وہ خود جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہ خاص سنت ہے کہ اہل ضلال و ہوا ان کے دشمن طرح طرح کی ایذائیں سب و شتم ان کو دیتے رہے ہیں، پس یہ خاص علامت ان حضرات کے اہل قبول ہونیکی ہے، انکو بھی اس قسم کی ایذائیں پہنچائی جاویں۔ آپ اکابرین میں سے کسی کو ایسا نہ پاویں گے جن کو ان کے اہل زمانہ نے ایذائیں نہ دی ہوں یا سب و شتم تفسیق و تضلیل نہ کی ہو حضرت امام اعظمؒ و امام مالکؒ و امام شافعیؒ و امام محمدؒ و حضرت جنیدؒ و حضرت غوث الثقلین وغیرہ وغیرہ حضرات و اکابر رحمۃ اللہ علیہم کے حالات ملاحظہ کرلیں اور تواریخ اسلام کو ابتدائے آخر تک دیکھیں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ الآیہ- آپ ذرا تامل سے خود غور فرما سکتے ہیں کہ یہ عداوت خاصہ آیا محمد بن عبدالوہاب نجدی علیہ ما علیہ کو ہے یا ان حضرات کو۔ جملہ مظالم و شدائد کی ابتداء محمد صاحب اور ان کے اتباع سے ہی ہوتی رہی، مگر یہ اکابر ان کے تحمل میں اسی طرح ثابت قدم ہیں جس طرح اتباع انبیاء کرام اور ائمہ عظام تھے اگرچہ اس تحمل پر بھی لعن طعن ہوتا اور انتقام لینے اور جواب دینے پر طرح طرح سے ابھارا جاتا ہے کہ کسی طرح بولیں اور سب و شتم کے بدلے سب و شتم لکھیں، مگر واہ رے استقلال یہ سمجھ کر کہ گالیاں بکنی ان کو مبارک ہوں جنکا یہ پیشہ ہے اور صبر و تحمل انھیں مبارک ہو جنکا یہ شعار ہے مطلق پرواہ نہیں کرتے اور اپنے پاک شغل میں مشغول ہیں تاکہ اجر دوبالا ہو فَهَنِيْئًا لَّهُمْ ثُمَّ هَنِيْئًا لَّهُمْ۔

(۵) وہابیہ اشغال باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں چنانچہ جن لوگوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہوگا یا ان سے اختلاط کیا ہوگا اس کو بخوبی معلوم ہوگا۔ فیوض روحیہ

ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں و مثل ھذا اب ذرا غور فرمائیں اور ان مقدس اکابر کے احوال کی طرف توجہ کریں یہ جملہ حضرات طرق صوفیہ باطنیہ میں منسلک ہیں، ریاضت و دوام فکر و ذکر ان کا شعار ہے، دونوں حضرات مولانا نانوتوی و مولانا گنگوہی قدس اللہ اسرارہما نے طرق اربعہ میں حضرت قطب العالم مولانا الحاج امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے بیعت کی اور اذکار و انکار اور قوی روحیہ میں اس درجہ کو پہنچے کہ خلافت و خرقہ اپنے مرشد کامل سے علی وجہ اتم واکمل حاصل فرمایا حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے جو جو اوصاف کمالیہ ان دونوں حضرات کی نسبت ضیاء القلوب میں تحریر فرمائے ہیں وہ ہر کہ و مہ پر ظاہر ہیں کہ کس علو مرتبت و رفعت و قدر پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ جملہ اکابر مثل سلف صالحین اوراد و اشغال تصوف کے اسی طرح حامل تھے جیسے کہ سلف صالحین و اکابر امت ہمیشہ سے رہے ہیں، دیکھیے حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ایک رسالہ مخصوصہ اس فن میں مسمّٰی بہ امداد السلوک لکھا ہے جو کہ شائع بھی ہو گیا ہے اگرچہ بظاہر رسالہ مکیہ کا ترجمہ ہے مگر باطنًا رسالہ مستقلہ از تصنیف حضرت علیہ الرحمۃ ہے کیونکہ ترجمہ لفظی کی رعایت نہیں کی گئی زوائد اس میں درج کیے گئے ہیں اور اس کی مدائح وغیرہ ہمیشہ حضرت علیہ الرحمۃ کرتے رہے ہیں۔ اس کے ابتداء میں اپنے شیخ کامل کو ان الفاظ سے ذکر فرماتے ہیں

"وبنام نامی واسم سامی دافتخار المشائخ الاعلام مرکز الخواص والعوام منبع البرکات القدسیۃ مظہر الفیوضات المرضیۃ معدن المعارف الالٰہیۃ مخزن الحقائق لجمع الدقائق معراج اقرانہ قدوۃ اھل زمانہ سلطان العارفین ملک التارکین غوث الکاملین غیاث الطالبین الذی کلت السنۃ الاقوام عن مدائحہ البالغۃ واعجزت التوصیف شمائلہ الکرام الساطعۃ یغبط الاولون والآخرون من شعارہ ویحسد الفاجرون والغافلون من دثارہ مرشدی ومعتمدی وسیلۃ یومی وغدی مولائی ومحقق سیدی سندی الشیخ الحاج المشتہر بامداد اللہ الفاروقی التھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالارشاد والھدایۃ وازال بنانہ المطہرۃ الضلالۃ والغوایۃ۔ الخ۔

صاحبو! اس عبارت کے الفاظ و معانی پر غور کرو اور بنظر انصاف فرماؤ کہ فرقہ وہابیہ کیا اس قسم کے الفاظ اور اس نوع کے اعتقادات کسی کی نسبت رکھتے ہیں یا نہیں اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ العزیز کی جتنی تصانیف و عقائد ہیں انکے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بالکل موافق اور متبع ہیں اور وہی عقائد رکھتے کہ جن کے ذریعہ سے دھبہ وہابیت بالکل زائل ہے، رسالہ امداد السلوک کا صفحہ صفحہ اور سطر سطر پوری دلیل اور قوی برہان

حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کے ربانی سنی اور حنفی ولی کامل ہونگے ہیں، اگر انکو نقل کیا جائے تو دفتر طویل ہو جائے لیکن چند جگہوں سے کچھ عبارتیں نقل کرتا ہوں ص۲۹ میں فرماتے ہیں۔

"پس اگر سالک عالم ست او را ایں امر خود حاصل ست وگر نہ شیخ طلبد کہ اولاً اور امسائل صحتہ توحید و فقہ تعلیم فرماید بعدہٗ طریقہ مجاہدہ و زہد و تقوی بنماید و ہمیں معنے دارد آنچہ گفتہ اند کہ ع ہر کہ را پیرے نباشد پیر او شیطان بود۔ یعنی پیغ رہبر ندارد ز ظلم زحمت مرشد حق" الخ

ص۵ میں فرماتے۔ "بدانکہ سالک را شیخ کامل کہ رفیق طریق او بود ضرور باید" اور اس کے بعد شروط شیخ بیان فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ص۶ پس چوں با او بیعت کند فرمانبردار او شود بتوحید مطلب حلقہ اطاعت او در گوش کشد و توحید مطلب اینکہ بداند کہ بجز ایں شیخ معین موصوف صفات مرا در عالم کے بمطلب تواں رسانید اگر چہ دیگر شیوخ اقران او باشند و بایں صفات موصوف بودند و ایں رکن عظیم اگر توحید مطلب نہ دارد پراگندہ ہر جائی ماندہ مشوش شود و خدا ہم پروائے او نکند کہ در کدام صحرائے ہلاک شد بلکہ چنانکہ حق و قبلہ یک است شیخ راہ رسان ہم یک داند و بسیار آں در پراگندگی ہلاک شدند پس اگر خطرہ ہم دارد کہ در عالم کسے بجز ایں شیخ مرا بمطلب تواند رسانید شیطان در و تصرف کند و از جائے لغزاند و بسیار شود کہ شیطان بصورت پیر او آمدہ او را اعراب کند و چنیں اشیاء بنماید کہ باں عقیدہ او را باطل منعقد گردد۔ معاذ اللہ و بتوحید مطلب ہر گز شیطان را بنا بہ و تمثیل بایں شیخ تواند کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیخ را در مرید خود مثل نبی در قوم خویش فرمودہ علمائے امت خویش را مثل انبیاء بنی اسرائیل فرمودہ پس چنانکہ شیطان لعین بشکل حضرت فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تواند شد چنانکہ خود فرمودہ اند کہ "ہر کہ مرا بخواب دید فی الواقع مرا دید کہ شیطان بصورت من ہر گز نمی تواند آمد ہمچنیں بصورت شیخ متابع شریعت نمی تواند گشت پس مرید محفوظ می ماند و از ینجا گفتہ کہ چار چیز رکن اصول اند، عبرت در دین حق و طلوع ہمی وقت مشاہدات و مکاشفات و تجلیات و حفظ عظمت و حرمت شیخ و شفقت بر یاران طریق کہ عبارت از تو قیر کبار و ترحم صغار و ایں ہمہ کامل ایمانان را نصیب ما و شنا قص ایمان را " الخ۔

ص۱ میں فرماتے ہیں:۔

"و ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر چہ از شخص شیخ دور ست، اما روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند و ہر وقت

شیخ را بیاد طرد: ربط قلب پیدا آید و ہردم مستفید بود، چوں مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ او را القاء خواہد کرد مگر ربط تام شرط است و بسط ربط قلب شیخ لسان او ناطق می بود و بسوئے حق تعالیٰ راہ می کشاید حق تعالیٰ او را محدث میکند، چنانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ در امتہائے سابقہ محدث یعنی درست رائے بودند اگرچہ دریں امت ہم است او عمر است رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی قلب عمر رضی اللہ عنہ بسبب کمال ربط خود باں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چناں با حق تعالیٰ ربط یافت کہ از حق تعالیٰ ملہم میشود و بہمیں موافق رائے او رضی اللہ عنہ وحی آمد و موافقات رائے او رضی اللہ عنہ زیادہ از سیزدہ گفتہ اند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور بعد اس کے شروط شیخ و احوال شیخ کامل نہایت تفصیل سے ذکر فرماتے ہیں اور جملہ آداب طریق سلوک و مراتب عارفین وغیرہ اس متانت و ضبط سے اسمیں مذکور ہیں کہ دیگر کتب سلوک میں یہ تحریر و ضبط نہیں اب ناظرین بانصاف ذرا غور فرماویں کہ جو جو احوال و اقوال مولانا کے نقل کیے گئے ہیں کیا یہ وہابیہ کے مذاق کے موافق ہیں؟ کیا یہ طائفہ اس قسم کے الفاظ کے قائل کو متبع سنت خیال کرتے ہیں آیا ان سب باتوں کو حدود ذحیت سے نکالکر اپنے تقشف و شدت بغاوت کے سبب درجات شرک تک نہیں پہنچاتا کیا وہ ان سب خیالات کو پیر پرستی وغیرہ نہیں کہتے ہیں کیا وہ فنا و بقا و فناء الفناء و بقاء البقاء و چلہ کشی و مراقبات و اذکار و اشغال وغیرہ وغیرہ کو بدعت سیئہ و ضلالت خیال نہیں کرتے ہیں افسوس صد افسوس کہ ایسے بزرگان دین اہل اللہ جنھوں نے تمام عمر اپنی تجرید و تفرید میں گذاری ہزاروں کو عقبات سلوک طے کرائے انکی مجالس سوائے ذکر و فکر و شغل و مراقبہ کے جملہ وساخ دنیاویہ و نفسانیہ سے پاک رہے ہیں وہ تو وہابی کہے جاویں اور جنکی حالتیں یہ ہوں کہ سود کھاویں خطوط شہوانیہ و نفسانیہ میں عمریں گنوا دیں مثل اراذل گالی گلوچ میں دن و رات مشغول رہیں، حیل و مکر کے ہزاروں طریقے علمائے امت محمدیہ کی تکفیر کے واسطے عمل میں لاویں اور خیالات علیہ و ارادت صوفیہ صافیہ کا حال بلکہ قال بنانا تو کیا معنی کبھی خواب میں بھی نہ آئے ہوں وہ اہل سنت و مسلم شمار کیے جاویں۔ فالی اللہ المشتکی من زمان قد ملئ جوراً وظلماً وکفراً وقباحۃ۔

(۶) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت

اظہار دعویٰ حنبلی ہونیکا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اسکی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں انکا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے اب آپ خیال فرمائیں کہ یہ اکابر ان امور میں بھی بالکل مخالف اس طائفہ کے ہیں، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ مسائل اصولیہ و فروعیہ میں مقلد ہیں ائمہ اربعہ میں سے ایک شخص کی تقلید کو واجب کہتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف قاسمیہ میں اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل الرشاد میں اسکو مفصل طور سے لکھا ہے بلکہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ فقط وجوب تقلید شخصی میں چھپا ہوا ہے، حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابیہ کے رد میں جبکہ ان لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اتباع پر چند مسائل میں زبان درازی کی تو چند رسائل تصنیف فرمائے، مثل ہدایۃ المعتدی فی الانصاف للمقتدی جس میں قرأت خلف الامام کے مسئلہ پر محققانہ گفتگو فرما کر مخالفین کے دلائل کے ضعف کو ظاہر و باہر فرمایا ہے اور جن جن دلائل و آثار پر وہابیہ کو ناز تھا انکی حقیقت کو عیاں کر دیا ہے "الرای النجیح فی عدد رکعات التراویح" اس رسالہ میں وہابیہ کے ان خیالات و کلمات کا ابطال کیا ہے جو وہ مقابلہ اہل سنت والجماعت مسئلہ تراویح میں استعمال کرتے ہیں اور بیس رکعات کو بدعت عمریؓ وغیرہ الفاظ شنیعہ کیساتھ یاد کرتے ہیں اسمیں حضرت مولاناؒ نے ان کے جملہ اعتراضات کو رد کیا ہے اور مذہب حنفیہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا اور عیاں کر دیا کہ جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ بیس رکعتیں بدعت ہیں وہ فی الحقیقت صراط مستقیم پر نہیں ہیں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ قرأت خلف الامام میں توثیق الکلام فی الانصاف خلف الامام تحریر فرمایا ہے جو چھپکر شائع بھی ہو چکا ہے جس میں دلائل عقلیہ نقلیہ سے بخوبی حضرت امام صاحبؒ کے مذہب کو ثابت کر دکھایا ہے اور مسئلہ تراویح میں بھی دو رسالہ مصابیح التراویح اور الحق الصریح فی عدد رکعات التراویح تصنیف فرمائے ہیں نہایت عجیب اور قابل دید رسالے ہیں، حضرت مولانا گنگوہیؒ نے مختلف مسائل مختلفہ وہابیہ کی رد میں رسالہ سبیل الرشاد بھی تصنیف فرمایا اور ان کے مختلف مسائل کا پورے طور سے رد فرمایا ہے، اوقاف القرآن کے بارہ میں علماء طائفہ وہابیہ نے بدعت ہونیکا فتویٰ دیا تھا اور جملہ عشر قراء سنیہ کو اہل بدعت و جور قرار دیا تھا اس کا رد حضرت مولانا گنگوہیؒ نے رسالہ والطغیان فی اوقاف القرآن واضح طور سے فرمایا۔ اکثر وہابیہ نے مذہب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر در بارہ مسئلہ عدم جواز جمعہ فی القریٰ اعتراضات سخت کئے تھے، حضرت مولانا نے ان سب اعتراضات کا رسالہ اوثق العریٰ

فی اعلام جواز الجمعۃ فی القریٰ رد فرمایا اور مذہب حنفیہ کو پورے طور سے ثابت فرمایا اور جبکہ بوجہ دقت مسائل مخالفین نے نہ سمجھا اور تین چار رسالے لوگوں نے اس کے رد میں لکھے تو حضرت مولانا دیوبندی سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان جملہ رسالوں کے رد میں رسالہ احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ لکھا جسکی کیفیت ملاحظہ سے ظاہر ہو ملاوہ اس کے اور بھی رسائل ان اکابر کے رد وہابیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کو ہر کہ ومہ ملاحظہ کر سکتا ہے مگر مجدد بریلوی اور ان کے اتباع اپنے خواہش نفسانی کی وجہ سے جملہ محاسن کو ان اکابر کے چھپاتے ہیں اور افتراپردازیوں کے ذریعہ سے ان مقدس بزرگواروں کو فرقہ ضالہ کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ فسود اللہ وجھہ فی الدنیا والآخرۃ وخذل جنودہ فی البلاد ین۔ آمین۔

فتاوی رشیدیہ میں متعدد مقامات میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر فرمایا ہے اور ان کے اقتدا کو مکروہ کہا کہ سلف صالحین وائمہ مجددین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنیکی وجہ سے فسق عائد ہوتا ہے، یہ جملہ اکابر اپنے حلقات درس حدیث وغیرہ میں ہمیشہ تائید مذہب حنفیہ وعقائد سنیہ کرتے رہے اور کرتے رہتے ہیں، انھیں حضرات کے فیض عام کا ثمرہ ہے جو آج دیار ہندیہ میں اس پر آشوب زمانہ میں عقائد اسلام واہل سنت کے حامی نظر آتے ہیں ورنہ دہریت و نیچریت، بدعت وضلالت کی وہ ہوا چل رہی ہے کہ جسنے ہزاروں بلکہ لاکھوں کا احاطہ اسلام سے اخراج کردیا انھیں حضرات کا طفیل ہیکہ مذہب حنفیت کو اس زمانہ آزادی میں جبکہ ہر شخص اپنے آپکو ابوحنیفہ وشافعی خیال کرتا ہے قوت وسلامتی رہی۔ انھیں حضرات کی کوششہائے بلیغہ کا ثمرہ ہیکہ جابجا مدرسین علم دین موجود ہیں جو حمایت شرع متین ودین مبین میں راسخ القدم ومستقل مزاج ہیں۔ انھیں حضرات کی توجہات کی برکت سے علم طریقت بلا بدعت وضلالت سرسبز وشاداب ہے، ہزاروں مقصد اصلی پر پہنچکر کامیاب ہوتے ہیں۔ فطوبیٰ لھم وویل لاعدائھم الکذابین۔ آمین۔

علاوہ ان امور مذکورۃ الصدر کے اور بھی مسائل ہیں جنمیں وہابیہ اہل سنت کے مخالف ہوئے ہیں اور یہ اکابر طریقۂ اہل سنت پر ثابت قدم رہکر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۷) مثلاً علی العرش استویٰ وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استوا ظاہری اور جہالت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے مگر یہ مقدس بزرگوار ان سب آیات و احادیث میں مثل سلف نفی لوازم حدوث وجسمیت توقف فرماتے ہیں اور مثل خلف ان کی تاویلات جائز فرماتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس، مسئلہ ندا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں اور یہ حضرات نہایت تفصیل فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لفظ یارسول اللہ علیہ السلام اگر بلا لحاظ معنی ایسی طرح نکلا ہے

جیسے لوگ بوقت مصیبت و تکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں تو بلاشک جائز ہے علیٰ ہٰذا القیاس اگر بلحاظ معنی درود شریف
کے ضمن میں کہا جاویگا تو بھی جائز ہوگا علیٰ ہٰذا القیاس اگر کسی پر غلبہ محبت و شدت وجد و ذوق عشق میں نکلا ہے تب بھی جائز ہے اور
اگر اس عقیدہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے فضل و کرم سے ہماری نداء کو پہنچا دیگا اگرچہ ہر وقت پہنچا دینا ضروری نہ ہو گا
مگر اس امید پر وہ ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں علیٰ ہٰذا القیاس اصحاب ارواح طاہرہ و نفوس ذکیہ جبکہ بعد مکانی
اور کثافت جسمانی اپنے عرائض کی تبلیغ مانع نہ ہوں اس میں بھی کوئی قباحت نہیں مگر ہر دو طریقہ اخیرہ میں
عوام کے سامنے ذکر نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ اپنی کم فہمی کے باعث سے حضور اکرم علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ
ٹھیرا لیتے ہیں کہ جیسے جناب باری عز اسمہ پر جملہ اشیاء ظاہریہ و باطنیہ مخفی نہیں اور ہر جگہ کے جملہ امور
اس کے نزدیک حاضر و معلوم و مسموع ہیں اسی طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام اشیاء معلوم
ہیں اور آنجناب کو عالم الغیب خیال کرنے لگتے ہیں حالانکہ عالم الغیب والشہادۃ ہونا صفات مخصوصہ
جناب باری عز اسمہ سے ہے اور اس طرح نداء کرنا حضور علیہ السلام کو یعنی بایں اعتقاد کہ آپ کو ہر
منادی کی نداء کی خبر ہو جاتی ہے ناجائز ہے وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے اور جملہ انواع کو منع کرتے ہیں
چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع
کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفریں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے
ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں، حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور
جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب و نداء کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین
کو اس کا امر کرتے ہیں اور اس تفصیل کو مختلف تصانیف و فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ براہین
قاطعہ میں بھی مفصلاً مذکور ہے، وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ
میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سبب مخالفت کی ہے حالانکہ
یہ اکابر مقدسان دین متین اس کو ان اقسام استعانت میں سے شمار نہیں کرتے جو کہ مستوجب شرک
یا باعث ممانعت ہو البتہ اگر وہ چیزیں سوال کیجاویں کہ جن کا اعطاء مخصوص بجناب باری عز اسمہ ہے تو
البتہ ممنوع اسی وجہ سے نداء بلفظ یا رسول اللہ در خطاب حاضرین مسجد نبوی و بارگاہ مصطفوی کے
واسطے جائز و مستحب فرماتے ہیں اور وہابیہ وہاں پر بھی منع کرتے ہیں، دو وجہ سے اولاً یہ کہ استعانت
بغیر اللہ تعالیٰ ہے اور دوم یہ کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور
ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیوٰۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں پس جو حال دیگر مومنین
کا ہو وہی انکا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنہوں نے دیار نجد و عرب کا سفر کیا

ہو یا حرمین شریفین میں رہکر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھکر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال خبیثہ و اقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بیشمار ہے -- مجدد بریلوی اور ان کے اتباع نے جب ان بزرگواران دین کو وہابیت کیطرف منسوب کیا تو ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں مگر حقیقت الحال سے انکو اطلاع ہی نہیں ورنہ وہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگواروں کے موافق ہیں۔

(۸) وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدۂ بردہ و قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں۔ اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً ؎

یا اشرف الخلق مالی من الوذ بہ ۔۔۔ سوائک عند حلول الحادث العمم

اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جسکی پناہ پکڑوں ۔۔۔ بجز تیرے بروقت نزول حوادث

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو کثرت درود و سلام و تحزیب و قرأت دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں ہزاروں کو مولانا گنگوہی و مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما نے اجازت عطا فرمائی اور دونوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مثل شعر بردہ فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ۔۔۔ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا ۔۔۔ بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب مرحوم و مغفور دیوبندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدۂ بردہ کی اردو میں شرح فرمائی اور اسکو باعث سعادت خیال فرمایا۔ غرض ہمیشہ یہ جملہ اکابران سب کی قرأت وغیرہ کی اجازت دیتے رہے

(۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اسکے پینے کو حقہ میں ہو یا سگار میں یا چرٹ میں اور اسکے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں سے شمار کرتے ہیں ان جہلاء کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنیوالا اسقدر ملامت نہیں کیا جاتا جسقدر تمباکو کو استعمال کرنیوالا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فجار و فساق سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنیوالے سے کرتے ہیں۔ ان حضرات کا خیال دیکھیے تو یہ جملہ بزرگان دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی و خلاف اولی دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے ہیں اور بعض بعض حضرات بوجہ ضرورت خود استعمال فرماتے ہیں۔ چنانچہ متعدد فتاوی اور تصانیف میں یہ امر شائع ہو چکا ہے۔

(۱۰) وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں، حالانکہ یہ اکابر ظاہراً و باہراً
تحقیق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ وسلم کیلئے قائل ہیں اور اقسام خمسہ
مذکورہ کتب کلامیہ سب آپ کے واسطے خصوصاً اور عموماً ثابت مانتے ہیں اور زائر کو حکم کرتے ہیں کہ بوقت
حضوری بارگاہِ مصطفوی اسکا سوال کرے، زبدۃ المناسک باب الزیارت ملاحظہ ہو۔

(۱۱) وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں اور یہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ علم احکام و شرائع و علم ذات وصفات و افعال
جناب باری عز اسمہٗ واسرار حقانی تکوینیہ وغیرہ وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ رتبہ
ہے کہ نہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا، علم اور ماسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند
کریم عز اسمہٗ مرتبہ حضور علیہ السلام کا ہے علوم اولین و آخرین سے آپ مالامال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی
ملک کوئی مخلوق آپکے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو، ہاں البتہ احاطہ
جملہ جزئیات وکلیات کونیہ کا مخصوص بجناب باری تعالیٰ عز اسمہٗ ہے، وہی علام الغیوب والشہادات
ہے، پس دیکھئے کس قدر فرق ان حضرات کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے اگرچہ مجدد بریلوی
اور انکے اتباع قطع وبرید اور تفرقات خبیثہ کرکے ان حضرات کی طرف امور واہیہ لایعنیہ اور عقائد فاسدہ
نسبت کرتے ہیں سو اسکا مزہ عنقریب چکھیں گے، مثل مشہور ہے خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں الغرض
وہ امور جنکو ہم نے ذکر کیا ہے مختلف رسائل و فتاویٰ میں ان حضرات نے ذکر فرمایا ہے چنانچہ براہین قاطعہ کی
عبارت میں صاف طور سے اسپر دال ہیں اور لطائف قاسمیہ آبحیات وغیرہ وغیرہ رسائل تو بوضاحت ان
ابحاث پر دلالت کر رہے ہیں۔

(۱۲) وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس
اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں اور یہ جملہ حضرات نفس ذکر ولادت شریفہ کو بلکہ بروایات
معتبرہ ہو مندوب اور مستوجب برکت فرماتے ہیں البتہ ان قیود کو منع کرتے ہیں کہ جنکو جہلاء زمانہ نے زیادہ
کرکے لازم ٹھیرالیا ہے اور ان کی وجہ سے شرعاً کوئی قباحت پیدا ہو دو ملاحظہ ہو براہین قاطعہ اور طریقہ
مولد، مگر مجدد الدجالین کی روٹیاں سیدھی ہونی محال تھیں اسلئے انپر طرح طرح کے جھوٹے الزام لگائے، سو کیا ہوتا
ہے کاٹھ کی ہانڈی تو ایک ہی بار چڑھتی ہے، اب وہ وقت آیا جاتا ہے کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائیگا منتظر رہیں۔
صاحبان آپ حضرات کے ملاحظہ کے واسطے یہ چند امور ذکر کر دیئے گئے ہیں جنمیں وہابیہ نے علمائے
حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جبکہ انھوں نے غلبہ کرکے حرمین شریفین

پر حاکم ہو گئے تھے ہزاروں کو تہ تیغ کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں بارہا انسے مباحثے ہوئے ان سب امور میں ہمارے اکابر ان کے سخت مخالف ہیں پس تو ہب اور وہابیت کا الزام لگانا انپر سخت افترا اور بہتان بندی ہے اور چونکہ ان لوگوں کا حال نہایت قوی لوگوں کو بدگمان کریگا یہی ہے، اسلئے ہم نے اسمیں زیادہ تفصیل کی ہے اب عاقلین پر بخوبی ہویدا ہو گیا ہو گا کہ یہ کتنا بڑا کر اور فریب مجدد بریلوی کا ہے اور کس قدر چالبازیاں اسمیں کی گئی ہیں واللہ عمازی والیہ المشتکی اور یہ طریقہ ان لوگوں کا ایسا ہے جیسا کہ روافض نے اہل سنت اور اکابر صحابہ وشیخین رضی اللہ عنہم کو عدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طائفہ خارجیہ سے شمار کیا ہے یہی بعینہ طریقہ ان چھوٹے رافضیوں کا ہے۔

ساتواں بہتان

مجدد بریلوی کہتا ہیکہ براہین قاطعہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے تصریح کی ہیکہ بدعتیوں کے استاد یعنی ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، بریلوی کے عربی الفاظ یہ ہیں فانہ صرح فی کتابہ البراہین القاطعۃ بان شیخہم ابلیس اوسع علما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ سطر ۲۰۔

مسلمانوں تمہیں خدا کی قسم ذرا انصاف سے کہو یہ بے حیائی اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے، نہ کسی کتاب میں یہ تصریح مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے لکھی نہ مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے نہ ان کے کسی مرید اور خادم نے، مجدد صاحب نے بیحیائی کا برقع پہنکر جو الزام دل میں آیا لگا دیا اگر کچھ بھی ہمت اور حیا ہے تو یہ تصریح ان بزرگوں کے کسی رسالہ میں دکھلادیں ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا طوق گلے میں ڈال کر کو دیں۔

آٹھواں بہتان

لکھتا ہے کہ براہین کا مصنف یعنی مولانا خلیل احمد صاحبؒ اور انکے استاد وغیرہ اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ ابلیس خدا کا شریک ہے اصلی الفاظ بریلوی کے دیکھنے ہوں تو صفحہ سطر بیس پر دیکھو لکھتا ہیکہ آمن بان ابلیس شریک للہ تعالیٰ بھلا کسی ادنیٰ عقل والے کو یقین آسکتا ہیکہ مولانا رشید احمد صاحبؒ اور ان کے شاگرد وخدام ایسا عقیدہ رکھتے ہوں جو شرک وبدعت کے جانی دشمن اور سچی توحید پھیلانے والے تھے سبحانک ہذا بہتان عظیم جب ایسے جھوٹ بکر باندھی جاوے اور ایسی بڑی تہمت لگائی جاوے تو حرمین شریفین کے عالم خواہ مخواہ کفر کا فتویٰ نہ دینگے اور کیا ہو گا لیکن یہ ظاہر ہیکہ ان باخدا بزرگوں کو تو کچھ بھی ضرر نہیں سارا کفر پھر پھرا کر حسب قاعدہ شرعیہ اسی مرکز اصل یعنی گمراہ کنندہ عالم مجدد بریلوی پر جائیگا۔

نواں بہتان

مولانا رشید احمدؒ کی نسبت لکھتا ہیکہ وہ اس کا قائل ہیکہ خدا بالفعل جھوٹا ہے اس نے جھوٹ بولا اور جھوٹ بولتا ہے دیکھئے اس بریلوی کی تمہید بے ایمانی

م ۱۵/۱۹ ۔ خدا کی مار جھوٹے بہتان بندوں پر پس ایسے الزامات کو جسے علمائے کفر کا فتویٰ دیدیا اور جس شخص سے پوچھیں وہ یہی فتویٰ دیگا۔ حالانکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خادم و معتقد اس عقیدے سے ہزار بامنزل دور ہیں چنانچہ آئندہ فصل میں ہم اصلی عقیدہ بہت تحقیق اور تفصیل سے لکھیں گے یہاں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ مجدد صاحب اگر سچے ہوں تو تمہیں خدا کی قسم ہے۔ ان بزرگوں کی کتاب میں یہی الفاظ دکھا دو ورنہ کاذبین کا اصلی طوق زیب گردن ہوگا۔

دسواں بہتان ہندوستان کے مشہور و معروف یگانۂ آفاق عالم یعنی حضرت مولانا سیدنا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بریلوی نے یہ ہزیان بکا ہے کہ مولانا موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونیکا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آجائے تو کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ تمہید شیطانی صـ۶۷ پر لکھا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی جدید ہونا کچھ منع نہیں اور حسام الحرمین صـ۲ و ۱۳ و ۴۲ و ۴۳ بھی ملاحظہ ہو۔

جب بے حیا مؤلف نے یہ عقیدہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر کیا اور کمال شقاوت و افترا پردازی اور تہمت کا اعلیٰ نمونہ دکھلایا تو اہل حرمین نے کفر کا فتویٰ دیا اور اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے لیکن جیسا کہ سابق میں عرض کیا گیا ہے بعض اہل فہم نے جواب میں تصریح فرمادی کہ اگر لوگوں کا یہی عقیدہ ہے جو سائل نے بیان کیا ہے تب کافر ہیں اور چونکہ مولانا علیہ الرحمۃ اس عقیدہ اور خیال سے بالکل بری اور پاک ہیں اسلئے اس کفر کا اثر انکی متبرک ذات تک تو ہرگز نہیں پہنچا بلکہ چاروں طرف سے پھر پھرا کر بریلی پہنچا اور نشان پتہ دریافت کر کے گھومتا ہوا پاگل خانہ کے اسی سنڈاس میں جلبیٹھا جہاں سے نکلا تھا کیونکہ ہر چیز اپنی اصل پر جا ملتی ہے ہم اس مسئلہ کو بھی اگلی فصل میں مشرح لکھکر دکھلا دینگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ماننے والا اور آپکی خاتمیت کا ثبوت دینے والا مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے برابر اس آخیر زمانہ میں تو کوئی ہوا ہی نہیں علمائے سابقین میں بھی کوئی مشکل سے نکلیگا اس جگہ صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی ناقدرداں مفتری کذاب میں ہمت اور حیا ہے تو یہ عقیدہ اور الزام مولانا قدس سرہ کی کسی کتاب کسی رسالہ میں دکھلادے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہ تھے

گیارہواں بہتان مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ نبی کو چوپایوں کی مانند سمجھتے ہیں چنانچہ ایک عربی فتاویٰ میں صـ۸ سطر ۱۶ میں لکھتا ہے کہ یسوی بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین کذا وکذا اور تمہید شیطانی کے صـ۳۳ سطر ۱۵ پر لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو جانوروں پاگلوں سے ملادے

له دیکھو باب اول صفحہ اول رسالہ ہذا۔ ۱۲

بارہواں بہتان

مولانا اشرف علی صاحب کے اوپر یہ بھی الزام لگایا ہے کہ ان کو نبی میں اور حیوانات میں کچھ فرق معلوم نہیں، چنانچہ فتاوی عربیہ کے صفحہ ۲۲ سطر ۳ میں لکھتا ہے کہ اخذ یسال عن الفرق بین النبی والحیوان۔ اور تمہید بے ایمانی صـ۱۲ سطر ۱۴ پر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں اور پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا۔

بھلا اس بہتان بندی اور دریدہ دلیری کا کچھ ٹھکانا ہے، کیا کوئی حواری اور حمایتی اس مؤلف کذاب کی یہ عبارت مولانا کے کلام میں دکھا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

مسلمانو! یہ دونوں الزام بھی دیگر الزامات کی طرح بالکل بے اصل ہیں اور وہی یہودیوں والی تحریف بریلوی نے کی ہے، مولانا مدظلہم نے مخالفین کو الزام دیا تھا کہ تم لوگوں کے کہنے کے موافق حیوانات کو بھی عالم الغیب ماننا پڑتا ہے، اس کا جواب تو بن نہ پڑا (نہ بریلوی سے نہ اس کے استاد معلم سے) تو یہ تہمت تراشی کہ یہ لوگ نبی اور حیوانات کو برابر سمجھتے ہیں، عقل کا دشمن یہ نہ سمجھا کہ مولانا تو اس خیال فاسد کی بیخ کنی کرتے ہیں کہ اگر اپنے عقیدہ پر جمے رہو گے تو تم کو ایسا کہنا پڑیگا، لہذا اس خیال کو چھوڑو خود ایک خیال فاسد جمانا اور دوسروں کے ذمہ اس کو پھینک کر کفر کے فتوے لیکر اپنے گلے کا طوق بنانا بریلوی کو مبارک رہے، ان بزرگوں کو تو نہ اس سے کچھ دنیا کا ضرر ہے نہ دین کا

تیرہواں بہتان

مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہنا بہت سے علماء سلف کا مذہب تھا اس جگہ صرف یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بالکل افترا اور سفید جھوٹ ہے، اگر بریلوی کے تمام چھوٹے بڑے شیاطین الانس و جن مل کر بھی زور لگائیں تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بلکہ ان کے کسی شاگرد اور خادم کی کتاب میں بھی یہ بات ہرگز نہیں دکھلا سکتے اور اصل مسئلہ کی تحقیق علیحدہ فصل میں ہوگی، جیسا کہ ہم نے پانچویں اور چھٹے بہتان کو نقل کرنیکے بعد وعدہ کیا ہے۔

چودہواں بہتان

یہ گھڑا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ اور قول ہے کہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہنے سے گویا خدا کا بیٹا بن جاتا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ چاہے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کذاب کہے۔ چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا (دیکھو تمہید بے ایمانی

سے تمہید شیطانی صـ۲۶ سطر ۲-۱۲۔

ص ۱۷ سطر ۵ و ۱۳)-

اے مسلمانو! ذرا غور تو کرو بھلا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے یا کوئی ذرا سی عقل والا بھی اعتبار کر سکتا ہے کہ کسی مسلمان کا بھی ایسا عقیدہ ہوگا چہ جائیکہ وہ بزرگوار جن کی خدمت کو آج سیکڑوں علمائے اپنا مایۂ فخر سمجھ رکھا ہے، بریلوی مجدد کو اتنی بھی تو شرم نہ آئی کہ کیسا خبیث عقیدہ جس کو زبان سے نکالتے ہیں کافر بھی تامل کرے کیسے بزرگوں کی طرف منسوب کر رہا ہے جنھوں نے دنیا کی ساری راحت و عزت کو آخرت پر چھاوڑ کر دیا اور افسوس ہے ان سمجھوں پر جنھوں نے بریلوی کے اس بہتان کا یقین کر لیا اور ایمان لے آئے یہ انتہا درجہ کا دجل اور فریب ہے جس کو مولف کذاب نے بے حیائی کے ساتھ دلیر بن کر گانٹھا اور مہتاب ہائے ہندوستان پر بے اصل اور خارج از عقل الزام اور اتہام لگائے۔ اگر صحیح النسب ہے تو بہت جلد ان علمار حقانی کی کتابوں۔ رسالوں فتاواؤں میں یہ بات دکھلادے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی الآیۃ۔

پندرہواں بہتان یہ لگایا کہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بتلانے سے ایک بات بھی نبی کو نہیں معلوم ہو سکتی اور خدا تعالیٰ سے ساری چیزیں غائب ہیں اور وہ کسی کو ذرا سا بھی علم نہیں دے سکتا، عبارت تمہید شیطانی کی یہ ہے۔

(جو ایک بات بھی خدا کے بتانے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے ص ۲۴/۲)

یہ وہ الزام ہے جو ان بزرگان ہندوستان کے کبھی خیال میں بھی نہیں گذرا اور صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور اپنے شیطانی جال میں پھنسانے کے لئے بریلوی نے محض افترا کیا ہے تنہا تو اس کی کیا حقیقت ہے اگر اس کی تمام فوج شیطانی بھی آجائے تو یہ کلمات و عبارات ان بزرگوں کے رسائل و تصانیف میں یا ان کے معتقدین کے کلام میں ہرگز نہیں دکھلا سکتے البتہ اگر خود بریلوی کا یہ عقیدہ ہو تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کے نزدیک ہزارہا امور قدرت الٰہی سے خارج ہیں۔ فضحہ اللہ تعالیٰ علی رؤس الخلائق یوم الحشر و خذلہ فی الدارین

آمین

باب ثانی

فصل اوّل

تفصیل اتہام بر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العالمین مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق قطب افلاک العلم واسرار الشریع والتطبیق مولانا محمد قاسم النانوتوی الحنفی الصدیقی الچشتی الصابری النقشبندی القادری السہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی نسبت یہ بہتان باندھا ہے کہ معاذ اللہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہونیکے منکر ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دوسرے نبی کا آنا ممکن ہے اور جو شخص اس کا قائل ہو اور صراحۃً کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین اور خاتم الرسل نہیں ہیں وہ کافر نہیں ہے، چنانچہ فلاں اور فلاں کتاب میں مسطور ہے اور اس افتراء کے ثبوت دینے کیواسطے اس نے قطع برید کرکے عبارت تحذیر الناس کی اسطرح نقل کی کہ ایک سطر ص۳ کی لیلی اور پھر اسکے ساتھ ایک سطر ص۱۴ کی ملادی پھر اسکے سا تھ دو سطر ص۲۸ کی ملادیں، اور تینوں عبارتوں کو جمع کرنے سے ایک خراب اور فاسد معنی پیدا کردئیے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وازامر یاد ماندہ کلوا واشربوا مرا　　　لا تقربوا الصلوٰۃ زنہیم بجا طرست

جیسے اسنے نماز کے تمام ہونے پر لا تقربوا الصلوٰۃ سے استدلال کیا تھا اور انتم سکاریٰ کو حذف کردیا تھا ایسے ہی اس مفتری کذاب نے قطع برید کرکے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھا ہے خاخزاہ اللہ فی الدارین

حضرت ذرا غور کیجئے، انصاف فرمائیے عقل و دانش کو کام میں لائیے، یہ کیسا افتراء خالص اور کذب سفید ہے۔ حضرت مولانا کا رسالہ تحذیر الناس موجود ہے بارہا چھپ چکا ہے، ہزاروں نسخے مل سکتے ہیں جس میں از سرتا پا اس کے خلاف مصرح ہے، حضرت مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے اور پھر اس کے دلائل ذکر فرماتے ہیں اوّلاً میں ان کی عبارت نقل کرکے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور پھر آپ کی خدمت اقدس میں تفصیل اس امر کی بھی عرض کردوں گا کہ اقرار خاتم النبیین ہونے میں جس قدر حضرت مولانا بڑھے ہوئے ہیں اور جس فضیلت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ ثابت فرما رہے ہیں، مجدد الدجالین اور ان کے پشتہا پشت کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی ص۱۰ سطر ۲ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر معنوی ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اھ"۔

حضرت! دیکھیے اس عبارت میں کس طرح تصریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونیکے منکر کو خود کافر کہہ رہے ہیں پس اس شخص گمراہ کنندۂ عالم مجدد الدجالین کی جرأت اور دروغگوئی کو دیکھیے کہ کس طرح ان کی نسبت لکھتا ہے اور تشہیر کرتا ہیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آنیکو جائز فرما رہے ہیں، بھلا اس خباثت اور نجاست کا کیا ٹھکانا ہی، اس عبارت میں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم زمانی ہونیکی پانچ دلیلیں ذکر فرما رہے ہیں، تین دلیلیں آیت قرآنی سے اور ایک حدیث سے اور ایک اجماع امت سے آیت قرآنی اس بارہ میں ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ پس لفظ خاتم النبیین یا تو عام مانا جاوے کہ جس کے دو افراد ہوں ایک خاتم مرتبی اور دوسرا خاتم زمانی اور لفظ خاتم کا دونوں پر اس طرح اطلاق کیا جائے جیسے کہ مشترک معنوی اپنے متعدد افراد پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اس دلیل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر دو وصف اس آیت سے ثابت ہوں گے یہ دلیل اول کی تقریر اجمالاً ہوئی اور دلیل ثانی کی تقریر یہ ہیکہ لفظ خاتم کے معنی حقیقی خاتمیت مرتبی کے لیے جاویں اور خاتمیت زمانی معنی حقیقی نہ ہوں بلکہ مجازی ہوں لیکن آیت میں مراد ایسے معنی ہوں کہ جو معنی حقیقی اور مجازی دونوں کو شامل ہوں بطریق عموم مجاز کے اس صورت میں ہر دو وصف کا ثبوت آپ کی ذات پاک کے لیے ظاہر ہے اور دلیل ثالث یہ ہے کہ معنی حقیقی خاتم کے خاتمیت مرتبی کے ہیں، لیکن خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے اس لیے بدلالت التزامی آیت خاتمیت زمانی پر دلالت کرے گی اور اس آیت سے خاتمیت مرتبی اور زمانی کا ثبوت لازم آئے گا دلیل چہارم یہ کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اس لیے ثبوت خاتمیت زمانی کا

ضرور ہوگا اور منکر اس کا اسی طرح کافر ہوگا جیسے کہ منکر احادیث متواترہ کا۔ لیکن ان احادیث کا تواتر لفظی نہیں تو تواتر معنوی ہے دلیل پنجم یہ کہ اجماع امت کا منعقد ہو گیا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین زمانا ہیں اور اقرار اجماع کا کرنا ضروری ہے، اور منکر اس کا کافر ہے۔

اب خیال فرمائیے کہ انکار ختم زمانی کیا ہے یا اس کا اثبات ہو رہا ہے اور دلیلیں قایم کیجا رہی ہیں اور اسکے منکر کو کافر ثابت کیا جا رہا ہے اسی لیئے اسی صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ میں فرما رہے ہیں۔

"اب دیکھیے کہ اس صورت عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی" الخ۔

اور صفحہ سطر ۲ میں فرماتے ہیں" بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں۔ سوا آپ کے اور انبیاء علیہم السلام موصوف بالعرض اس صورت میں اگر رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول یا اوسط میں رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرما رہے ہیں مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا اور کیوں نہ ہو یوں نہ ہو تو عطاء دین منجملہ رحمت نہ رہے آثار غضب میں سے ہو جاوے ہاں اگر یہ بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجہ کے علماء کے علوم ادنیٰ درجہ کے علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہیں تو مضائقہ بھی نہ تھا، پر سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علوم مراتب علوم پر موقوف ہے یہ نہیں تو وہ بھی نہیں اور انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہیکہ انبیاء متاخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا ورنہ نبوت کے کیا معنی سو اس صورت میں اگر وہی علوم دین محمدی ہوتے تو بعد وعدہ محکم إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہیے بہ شہادت آیہ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ جامع العلوم ہے کیا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء متاخرین علیہم السلام علوم محمدی علیہ السلام کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا تبیانا لکل شیٔ ہونا غلط ہو جاتا ہے۔ بالجملہ آپ جیسے نبی جامع العلوم کے لیئے ایسی ہی کتاب چاہیئے تھی تا علو مراتب نبوت جو لاجرم علو مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا میسر آئے، ورنہ یہ علو مراتب نبوت بیشک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ہے، ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض۔ معروض کو تاخر زمانی لازم ہے، چنانچہ اضافت الی النبیین بایں اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہیکہ اس کا مفہوم مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں اور ظاہر ہیکہ درصورت ارادت تاخر زمانی مضاف الیہ

حقیقی زمانہ ہوگا اور امر زمانی اعنی نبوت بالعرض، ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ الخ۔

حضرت ذرا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمایئے اور دیکھیے مولانا مرحوم کس تصریح کے ساتھ خاتمیت زمانی کو اپنے معنی راجح یعنی خاتمیت مرتبی کے لازم مانتے ہیں اور ثبوت خاتمیت زمانی کیواسطے دلائل قائم فرماتے ہیں، یہ عبارتیں صاف طور سے بتا رہی ہیں کہ مجدد التضلیل نے عمدہ عبارتوں کی قطع برید کر کے افتراء پردازی کی ہے اور لاتا تو ابہتان تفترونہ بین ایدیکم پر عمل خلاف اور آیت کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن کا مصداق بنکر اپنے آپ کو شیاطین انس میں ثابت کیا ہے اور موافق من یرم بہ بریئا فقد احتمل الایۃ اثم مبین میں داخل ہو کر طوق کفر ولعنت اپنی گردن میں حسب حدیث مشہور ڈالا ہے خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین وسود وجہہ ووجوہ اتباعہ فی الکونین آمین ویرحم اللہ عبدا

قال امینا حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز ص۲۱ سطر اول اسی رسالہ تحذیر الناس میں فرماتے ہیں۔ مگر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جاوے تو اس کے لیے کوئی مقصود بھی ہوگا جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جاوے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لیے نقطۂ ذات محمدی منتہی ہے اور یہ نقطہ اس ساق زمانی اور اس ساق مکانی کے لیئے ایسا ہے جیسے نقطہ اور اس کا زاویہ۔ تاکہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کون ومکاں وزمین وزماں کو شامل ہے۔" اور پھر اسی صفحہ سطر دس میں فرماتے ہیں۔ منجملہ حرکات سلسلہ نبوت بھی تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے الخ۔

ان دونوں عبارتوں کو ملاحظہ کیجیئے کہ کس تصریح کے ساتھ مولانا ممدوح فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نبی آخر الزماں ہیں اور سلسلۂ نبوت بوجہ انقطاع حرکت ارادی دربارۂ نبوت اب بعد ظہور سرور کائنات علیہ السلام بالکل منقطع ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجال خبیث دعویٰ نبوت کر کے مقصد میں کامیابی حاصل کرے پھر تعجب ہیکہ مجدد بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے اور کذب خالص کو مشہور کر رہا ہے لعنہ اللہ تعالیٰ فی الدارین آمین۔

جس صفحہ ۳ کی عبارت اس مفتری کذاب نے نقل کی ہے اور اسکے معنیٰ کو خراب کیا ہے اسی صفحہ کی بارہویں سطر میں حضرت مولانا تصریح فرماتے ہیں باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوی کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ

ہے پر جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا
جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس
قسم کی بے ربطی خدا کے کلام معجز نظام میں تصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اسکے لیے اور بیسیوں موقع
تھے بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہوجاتی ہے۔

اب اس عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے، آیا انکار نبی آخر الزماں ہونیکا یا اقرار۔ خود فرما
رہے ہیں کہ "بنا خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے" اس کو
صاف طور سے ظاہر ہوگیا کہ مولانا مرحوم حضور علیہ السلام کے نبی آخر الزماں ہونے اور اسکے لازم از معنی آیۃ ہونے
کے مقر ہیں کہ جو شخص بعد حضور علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کا کرے بیشک جھوٹا اور کذاب ہے اور یہی آیت اس دعویٰ
اور خیال کو اور دور کرینگی ہرگز جائز نہ ہوگا۔ بلکہ کوئی بھی بوجہ اس آیت کے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں مگر مجدد
دجالین نے اپنے ثبوت مدعا کیواسطے اس عبارت و نیز دیگر عبارات مسطورہ کو بالکل ہضم کر دیا ہے اور جسقدر
کہ انکو خواہش شیطانی پورا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا اور سچے کیطرف یا تو قصداً توجہ نہیں کی اور یا نہ سمجھا چونکہ
لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لیے اس کے معنی کو خراب کیا۔

اب ان جملہ عبارتوں سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز نبی
آخر الزماں اور خاتمیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں
اس لیے ان کے دامن مقدس تک کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا۔ اور اہل حرمین کو بوجہ ناواقفیت دھوکہ
ہوا۔ کذاب نے ان کے ساتھ مکر کیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس وجہ سے کوئی فائدہ مجدد بریلوی کو نہیں
ہوا۔ بلکہ بوجہ اس افتراء کے خود طوق لعنت میں گرفتار ہوا اور موافق حدیث نبوی ملازم کفر ہوا اور
اس میں جملہ حرمین کو اپنا گواہ بنایا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے مدینہ منورہ جاکر بحضور سرور کائنات
علیہ السلام یہ عیاری اور افترا بندی کی ہے۔ اور حضرت علیہ السلام قبر مبارک میں زندہ ہیں
ان کے روضۂ اقدس پر اس رسالہ کو پیش کرکے اپنی خواہش شیطانی کو پورا کیا ہے۔ پس
اس کی تکفیر میں اور حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی براءت میں خود حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہوئے اور موافق آیت ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم
یہ کردار چونکہ مکہ معظمہ میں واقع ہوا ہے اس لیے مجدد بریلوی عذاب الیم کا مستحق ہوا۔ لعنۃ اللہ
تعالیٰ علی الکاذبین فی الدارین۔

اب اجمالاً حقیقۃ کلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنیے

فصل ثانی

تفصیل ختم نبوت اجمالاً

ختم نبوت کے دو معنی ہیں۔ اوّل ختم زمانی کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ خاتم کا زمانہ سب نبیوں کے آخر میں ہو اسکے زمانہ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو اس کو ختم زمانی کہتے ہیں پس جو شخص سب کے بعد ہو زمانہ میں اسکو خاتم اس معنی کے اعتبار سے کہہ سکیں گے چاہے وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

دوئم رتبی اور ذاتی اور وہ اس سے عبارت ہے کہ مراتب نبوت کا اسپر خاتمہ ہوتا ہو اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھکر نہ ہو جتنے مرتبے اس سلسلہ کے ہوں سب اسکے نیچے اور اس کے محکوم ہوں مثلاً سلسلۂ انوار میں عالم اسباب میں، آفتاب خاتم مراتب نور ہے۔ جتنی روشنیاں دنیا میں موجود ہیں ماہتاب میں ہو یا کواکب سیارہ میں ہو یا دوسرے ستاروں میں یا زمین و زمان آئینہ وغیرہ میں سب کی سب آفتاب پر جاکر ختم ہو جاتی ہیں، یا مرتبہ حکام مملکت سلطانی میں خاتم مراتب حکومت وزیر اعظم ہوتا ہے وہاں پہنچکر جملہ مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں اس کو حاکم الحکام و خاتم الحکام کہا جاتا ہے، جتنے ملازمین حکومت نیوں پیادہ سے لیکر وزیر ادنیٰ تک سب اس کے ماتحت شمار ہوتے ہیں، جو جو احکام حکام زیریں چلاتے ہیں بذریعہ وزیر اعظم آتے ہیں جیسے کہ جو کچھ روشنی چاند و کواکب زمین میں آتی ہے بذریعہ آفتاب ہی آتی ہے علیٰ ہذا القیاس۔ زمین و کہسار آتشی وہ در و دیوار نہیں سے مستفید ہوتے ہیں، کشتی کو حرکت اولاً عارض ہوتی ہے اور اس کے ذریعے بیٹھنے والے کو حصہ پہنچتا ہے۔ پس سلسلہ حرکت کشتی پر ختم ہو جاتا ہے اس صورت میں کشتی کو موصوف بالحرکت اولاً بالذات کہیں گے اور جانشین کشتی کو ثانیاً و بالعرض۔ جبکہ آپ یہ معنی خیال کر چکے تو یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ چونکہ یہ مرتبہ نہایت بڑا ہے اس لیے خاتم سلسلہ کو تمام سلسلہ سے افضل اور اس وصف میں اعلیٰ ہونا ضروری اسی وجہ سے وزیر اعظم کا جملہ حکام زیر دست سے اعلیٰ تر ہوتا اور آفتاب کا سب روشنیوں سے قوی تر ہونا ضروری ہے جیسے کہ کشتی میں بھی یہ امر ہے۔ پس جو شخص خاتم نبوت ہوگا اس کو نبی الانبیاء اور سید الرسل ہونا

ضروری ہے اور جتنے کمالات نبوت ہوں گے وہ سب اس میں اولاً و بالذات کامل درجہ کے موجود ہوں گے اور دوسروں میں اس کا فیض ہوگا، جہاں کہیں نبی ہوں اور جس زمانہ کے رسول ہوں سب کا وہ سردار اور رئیس اعظم ہوگا سب اسکے خوشہ چیں ہوں گے اور وہ کسی کا انمیں سے محتاج نہ ہوگا مگر ایسا شخص اس تمام مرتبہ کا خاتم ہو سکتا ہے چاہے کسی زمانہ میں پایا جاوے بنظر اسکے علو مرتبے کے اور اسکی ذات والاصفات کے لیئے زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر اگرچہ اور دوسرے وجوہ سے اس کا آخر زمانہ میں ہونا ضروری ہو پس بنظر اس کے وصف اصلی اور کمال ذاتی کے ممکن ہوگا کہ کوئی نبی اس کے بعد آوے اگرچہ یہ ممکن کسی وجہ خارجی سے ممتنع ہو گیا ہو۔ یہ وہی مطلب اس عبارت کا ہے جو ص۱۴ میں مجدد بریلوی نے نقل کی ہے کہ اگر فرض کیا جاوے وجود کسی نبی کا بعد کسی آپ کے تو آپ کی خاتمیت میں خلل نہ ہوگا یعنی خاتمیت ذاتی کے مفہوم میں اگرچہ بنظر امور خارجہ مذکورہ خاتمیت زمانی لازم ہوا اور دوسروں کا آنا ممتنع ہو گیا ہو۔ جب یہ بات ظاہر ہو گئی تو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مرتبی جو کہ دوسرے معنیٰ ہیں وہ نہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں کہ اگر خاتمیت زمانی ہی مراد لی جاوے تو اس میں کوئی خاص مدح اور شرافت حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات میں بہ نسبت دیگر انبیاء کرام لازم آنا ضرور نہیں، اور چونکہ یہ صفت مدح کی ہے اس لیئے ایسے معنیٰ لینے چاہئیں کہ جس سے فضیلت اعلیٰ درجہ کی ثابت ہو اور خاتمیت زمانی بھی قائم رہے اسکے تین طریقے ذکر کیئے ہیں۔

اوّلاً یہ کہ لفظ خاتم مشترک بالاشتراک المعنوی اور یہاں آیت میں اس کے دونوں معنیٰ مراد ہوں جیسے کہ مشترک معنوی کے دونوں افراد مراد ہوتے ہیں۔

دوم یہ کہ لفظ خاتمیت حقیقۃً خاتم رتبی میں استعمال کیا جائے اور خاتم زمانی معنی مجازی ہوں اور بطریق عموم مجاز کے ہر دو معنی مراد لیئے جاویں ان ہر دو طریق پر لفظ خاتم النبیین کے دونوں معنے مراد ہوں گے اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فقط ایک ہی معنیٰ خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتمیت مرتبی ہے اور اس کو خاتمیت زمانی لازم ہے جس کی دلیل پہلے نقل کر چکا ہوں، پس آیت میں اگرچہ ایک ہی معنی مراد تھے لیکن اس سے آخر زماں ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لازم آگیا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا نزاع عام مفسرین کے ساتھ فقط اس بارہ میں ہے کہ اس آیت میں کون سے

معنی لینے چاہئیں۔ اور کون سے معنی اعلیٰ واحسن ہیں اس میں ہرگز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نبی آخر الزماں ہیں یا نہیں۔ وہ بے شک بالاتفاق و نیز نزد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ
آخر الانبیاء ہیں اور اس کا منکر ان کے نزدیک کافر ہے مگر مجدد الدجالین خذلہ اللہ تعالیٰ کی عقل
و حیات پر پردہ جہالت پڑا ہوا ہے کہ تصریحات کو نہیں دیکھتا ہے۔ حضرت مولانا کی مراد پر
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فقط اس طبقہ کے انبیاء کا خاتم نہیں کہا جاوے گا بلکہ آپ کی نبوت
زماناً اور ذاتاً ختم کرنے والی ساتوں طبقات کے انبیاء کے واسطے ہوگی۔ ہر طبقہ کے لوگ
جناب علیہ السلام کی ذات والا صفات سے متفیض ہوں گے اور جتنے انبیاء کہیں گذرے
ہیں سب کے سب حقیقت محمدیہ سے اسی طرح متفیض ہوں گے جس طرح جانشین کشتی، کشتی
سے اور نجوم ہائے آسمان آفتاب سے کہیں بھی ہوں اس تفصیل کو نہایت بسطاً اور شرح
کے ساتھ مولانا دام شآبیب الرضوان علیہ نے تحذیر الناس میں بیان کیا ہے جس کا جی چاہے
ملاحظہ کرے۔ اب غور کیجئے اس معنی میں اور اس معنی میں جس کو عامۂ مفسرین مراد لے رہے ہیں
زمین و آسمان کا فرق ہے یا نہیں اور فضیلت نبوی دوبالا بلکہ زائد اس سے ہو گئی کہ
نہیں۔

متبعین شیطانی۔ بتدعین دجلہ جلہ نے بجائے اس کے کہ ادا شکریہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ
کا کرتے اور کفران نعمت میں کوشش کی فسود اللہ تعالیٰ وجوھھم گویا کہ ان کو مثل
روافض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی اس فضیلت کو دیکھ کر دم نکلا جاتا ہے اور محبین نبوت کی تکفیر کی جاتی ہے
آخر بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ کیوں نہ کریں۔ نعل آبائی محبوب خاطر ہے
بعض بنی اسرائیل نے اس طریق سے ظہور کیا ہے کہ انبیاء قتل کرنے کو نہ ملے تو وارثین
انبیاء علیہم السلام پر ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ مگر کیا کریں گورنمنٹ کے خوف سے قتل تو ممکن ہی
نہ تھا۔ تکفیر میں کوشش کی۔

فاللہ حسیبہ فی الدارین سلب اللہ تعالیٰ ایمانہ

وادخلہ فی الدرک الاسفل من النار

مع المنافقین والمشرکین

آمین یارب العالمین

فصل ثالث

تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز

حضرت مولانا شمس العلماء العاملین وبدر الفضلاء الکاملین ابو حنیفۃ الزمان جنید الدوران امام ربانی محبوب سبحانی جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی چشتی صابری نقشبندی سہروردی قادری ایوبی قدس اللہ سرہ العزیز کی نسبت اہل عرب کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ میرے پاس ایک فوٹوگراف فتویٰ کا موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ "اگر کوئی خداوند تعالیٰ جل شانہ کو بالفعل جھوٹا کہے (نعوذ باللہ) تو اس کی تکفیر نہ کرو بلکہ تفسیق اور تضلیل بھی نہ کرو اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ ماضیین بھی اس کے قائل ہوئے ہیں"۔ اور مع اس کے اپنی جھوٹی برائیاں کہ اولاً مولانا موصوف الصدر مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے ایک رسالہ ایسا لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا۔ غرض کہ اپنی ہر طرح سے لیاقت وکمال علمی کا اظہار کیا خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

اب آپ حضرات ذرا انصاف فرمائیے اور اس بریلوی دجال سے دریافت کریں کہ جو امر نہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی تصنیف میں موجود نہ ان کے کسی معتقد و مرید و تلمیذ کو معلوم نہ کہیں کسی نے سنا نہ دیکھا وہ آپ کی نسبت کر دینے اور جعلی فتویٰ بنا لینے سے کیسے ثابت ہو سکے گا ہم ہزاروں طریقے سے ان کی تصانیف میں انکے معتقدین و تلامیذ کے کلام سے اس کے خلاف دکھلانے کو تیار ہیں یہ ایک ایسی جھوٹی نسبت اور بہتان بندی حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی گئی ہے کہ جس کا کبھی کسی کو خواب و خیال بھی نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا۔ آخر مجدد الدجالین اور رئیس الکذابین ہیں تجدید دجالیت ہی کیا ہوئی اگر ایک عظیم الشان افترا نہ باندھا۔ اگر نئے نیا طریقہ اضلال خلق کا نہ اختراع کیا تو مجددیت قرن رابع وعشر ہی کیونکر ہوگی اگر جعلسازی بدایوانی ومکاری بریلوی اس امر میں کام نہ آئی تو کب آئیگی یوں سمجھا کہ اگر اسرائیلیت سے آفتاب انصار و ماہتاب ہند و امام ہند و امام حدیث وتفسیر کے قتل کرنیکی فکر نہ کی تو اتباع احبار میں فائق کیونکر ہوں گا اگر ایسا کذب سفید نہ بولوں گا لقمہ چرب کیونکر ہاتھ آویگا اگر ایسا صریح خالص جھوٹ نہ نسبت کروں گا تو اہل عرب کیونکر موافقت کریں گے۔ تقویٰ۔ طہارت۔ خوف خداوندی اسلام اور ایمان سے پہلے ہی ہاتھ دھو چکا ہوں۔ اب اگر ایسے ایسے افعال نہ کروں تو دنیا بھی ہاتھ سے جاتی ہے۔ معاذ اللہ اگر بے حیائی ہو تو ایسی ہو اور اگر بے ایمانی ہو تو آپ جیسی ہو۔ اے فولادہ لعنت

اور اے حشمہ تکفیر و تضلیل اگر خدا تعالیٰ کا خوف اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرم نہ تھی خلق خدا کی شرم بھی چشم سے اٹھ گئی تھی خدا تعالیٰ تیرا منہ دنیا اور آخرت میں کالا کرے اور رسوا کرے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ناظرین حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ اور ان کی تحریرات معتمدہ ملاحظہ کریں خود حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو کافر و زندیق تحریر فرما رہے ہیں جو کہ اس بات کا قائل ہو کہ معاذ اللہ خداوند اکرم جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹا ہے اور نہایت شدومد سے ایسے خیال کو رد فرما رہے ہیں کذب بالفعل تو در کنار بلکہ وہ اور انکے متبعین تو یہانتک فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن الوقوع ہے کہ خداوند کریم کا کوئی کلام جھوٹ ہو جاوے زمانہ ماضی کا کلام ہو یا زمانہ استقبال کا یا یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بولدیوے تو وہ بھی کافر و زندیق ملعون ہے اس مضمون کو بھی متعدد رسالوں اور تحریرات میں لکھا گیا ہے جس کی نقل میں بعض تحریرات کو پیش کرتا ہوں جس سے آپ صاف طور سے معلوم کرلیں گے کہ دجال بریلوی اور اس کے اذناب نے محض افترا پردازی کر رکھی ہے سوائے خبث باطنی اور دروغگوئی کے کوئی چیز ان کے پاس مایۂ افتخار نہیں ہے فتبصروا۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۱۹ سطر نمبر ۳ میں ملاحظہ کیجئے۔ ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان سب کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مثلاً فرعون و ہامان و ابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونیکا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اسکے خلاف ہرگز ہرگز نہ کریگا۔ مگر وہ حق تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدے۔ عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کریگا۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن کر دیتا۔ مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کریگا اور سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے چنانچہ بیضاوی نے تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفر لھم الآیۃ لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضیٰ وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اسکی وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی۔

اور یہ فتویٰ عربی ہو کر کہ معظمہ میں بھی گیا جو کہ ص ۱۱۹ میں بعینہٖ منقول ہے اور اسکی تصدیق علماء مکہ معظمہ نے بھی کی ہے۔ الحاصل مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس شد و مد سے اپنے فتاویٰ میں اس کو تحریر فرمایا کہ جو شخص نسبت کذب باری عزوشانہ کی طرف کرے گا وہ کافر ملعون ہے ہرگز مومن نہیں پھر نہ معلوم کہاں سے اس مجدد التضلیل نے یہ خبیث فتویٰ اختراع کیا مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور ان کے متبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور ہیں مگر امکان ذاتی کے مع الامتناع بالغیر امکان وقوعی کے جملہ حضرات منکر ہیں، چنانچہ اس فتویٰ میں بھی اس کو فرمایا اس مسئلہ میں البتہ مولانا کا خلاف معروف ہوا اور لوگوں نے رسالے تصنیف کیے جیسے مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کا رسالہ تنزیہ الرحمٰن اور مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی کا رسالہ عجالۃ الراکب وغیرہ اور ان رسالوں کے جوابات بھی دیئے گئے اور چھپکر شائع ہوئے چونکہ یہ رسالہ مضامین علمیہ سے پُر اور طریقۂ علماء سے مملو تھے۔ ان کے جوابات کی طرف توجہ ہوئی۔

مجدد التضلیل صاحب نے خیال کیا کہ ہم بھی خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جائیں چٹ ایک رسالہ مسمّٰی سبحان السبوح لکھکر کھینچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا کہ تو سوائے گالی گلوج اور خرافات و بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا کہ جس کی طرف توجہ کی جاوے علاوہ ازیں کبھی کسی عالم نے ان کو اہل علم سے شمار ہی نہ کیا اور نہ کچھ علمی باتیں تھیں۔ بازاریوں کی سی گفتگو تھی اس لیے انکے رسالے کے رد کی طرف توجہ کرنا محض بے سود بلکہ خلاف شان و ہتک عزت شمار کیا گیا اور جو بعض باتیں قابل جواب تھیں بھی ان کا جواب دوسرے رسائل میں آچکا تھا۔ مگر مجدد بریلوی نے اس سے یہ سمجھا کہ اوہ ہمچو ما دیگرے نیست۔ جیسے یاجوج ماجوج نے خیال کیا کہ ہم نے آسمان فتح کر لیا ایسے ہی انھوں نے سمجھا کہ ہم نے سواد اعظم کو ساکت کر دیا۔ مجدد صاحب ان رسائل کو ملاحظہ کریں کہ جو اس مسئلہ کی تحقیق اور اعتراضات مخالف کی رد میں شائع ہو چکے ہیں انشاء اللہ مثل الشمس فی نصف النہار روشن ہو جاویگا کہ ان کی اور ان کے ہم خیال لوگوں کی جملہ لچر دلیلیں ھباءً منثوراً ہو گئی ہیں یہاں البتہ ان کی گالیوں اور دشنام کا جواب نہیں دیا گیا کہ یہ فعل اہل علم نہیں ہے اس لیے بعد میں یاددہانی حضرات کے لیے مسئلہ امکان کی تقریر تفصیلی اکابر کے کلام سے نقل کرتا ہوں کہ جسکی وجہ سے آپ جملہ حضرات پر ظاہر ہو جاوے کہ مجدد و متبعین مجدد التضلیل جو جو افتراء اکابر اہل سنت پر کہتے ہیں اور ان حضرات کی طرف لغویات منسوب کرتے ہیں وہ محض کذب اور دروغ خالص ہے ان اکابر کا دامن تقدس اس سے بالکل صاف اور پاکیزہ ہے۔

فصل رابع

تفصیل مسئلہ امکان و امتناع

مجدد الضالین صاحب فرماتے ہیں "کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ محض اتباع مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ امکان کے قائل ہوئے ہیں" یہ قول انکا محض افترا، اور جہالت ہے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے تمام اشاعرہ بلکہ تمام ماتریدیہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کتب معتبرہ علم کلام کی شاہد ہیں اور ان کی نصوص صراحۃً موجود ہیں شرح مواقف میں اس مسئلہ کو اسطرح تین جگہ ذکر کیا ہے مسامرہ میں بھی تفصیلاً مذکور ہے تقریر الاصول شرح تحریر الاصول میں محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو اور یہ کہ یہی رائے اکابر اہل علم اور معشر اہل سنت اشاعرہ ماتریدیہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھلایا ہے کہ بعض لوگوں نے جو درمیان اشاعرہ ماتریدیہ کے اس مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ محض نزاع لفظی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے۔

علامہ کلنبوی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے اور جمہور اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلا دیا ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالف مذہب نہیں ہے۔

قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مختصر الاصول ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ میں اس مسئلہ کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علم کلام کی اس مسئلہ میں توضیح کر رہی ہیں مگر احمقاں کیواسطے یہ کتب مذکورہ بھی کافی ہیں اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو تو جہد المقل فی تنزیہہ المعز و المذل کو ملاحظہ کریں۔ اگر رسالے کے طول کا خوف نہ ہوتا تو ان کتب مذکورہ بالا کے نصوص کو ذکر کرتا، مگر ان نصوص کا پتہ بخوبی جہد المقل سے چل جائے گا۔ مجدد المضلین صاحب کی قلت واقفیت اور عدم تبحر اس کے باعث ہوئی ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تصریح علماء امت اور سلف صالحین میں سے کسی نے نہیں کی سوائے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ گمان بھی انکا کہ قائلین اس مسئلہ کے مخالف اہل سنت والجماعۃ ہیں محض بے بضاعتی اور کم فہمی اور عدم واقفیت پر مبنی ہے۔ مہربانی فرما کر انکی کتب کو ملاحظہ کریں اور اپنے خیالات فاسدہ اور عقائد کاسدہ سے رجوع کریں۔ اگر ان کو اتنی قابلیت نہ ہو کہ خود ان نصوص کو کتب ہائے مذکورہ بالا سے نکال سکیں تو ہم کو لکھیں ہم جلد و صفحہ و سطر لکھدیں گے اور اگر ضرورت ہوگی

تو عبارتیں بھی ان کتابوں کی نقل کر دینگے اور استدعا کریں گے تو ترجمہ بھی بزبان اردو بامحاورہ کر دینگے
چونکہ اکثر لوگ ہمارے اکابر کے مقاصد اور ان کی مراد سے غافل ہیں اس لیے مسئلہ امکان کذب میں
کچھ کا کچھ سمجھ جاتے ہیں اور مخالفین اس کو خلاف واقعہ بیان کر لیں گے۔ لوگوں کو برانگیختہ کرتے
ہیں حالانکہ ادنی سے ادنی درجہ کا مسلمان جناب باری عز اسمہٗ کی بارگاہ عالی کے واسطے کسی درجہ کی
منقصت اور عیب کا وہم و خیال بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی عقیدہ فاسدہ اپنے قلب میں جمائے ہوئے
پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسے ایسے علمائے محققین و فضلائے مدققین جن کے علم و فضل و زہد و تقویٰ کا ایک عالم
کو ہلانے ہوئے ہے کوئی منقصت اور عیب جناب باری میں روا جائز رکھیں گے۔ نعوذ باللہ بلکہ ان کا مطلب
وہ ہے جو کہ جہد المقل حصہ اول صفحہ ۴۲ میں مسطور ہے ملاحظہ کریں۔
تحریر مقدمات کے بعد تعیین مبحث بھی ضروری ہے تاکہ یہ امر معلوم ہو جاوے کہ مسئلہ کذب میں جو باہم
تنازع و خلاف ہو رہا ہے اس کا منشا کیا ہے تا وقتیکہ اس کی تعیین معلوم نہ ہو گی دلائل فریقین کا سقم
و صحت بخوبی سمجھ میں نہ آئے گا۔ اور صاحب تنزیہ الرحمٰن نے بوجہ فرط شوق اثبات مدعی اس سے پہلے
کہ منشاء تنازع فریقین کو معین فرماویں اپنے دلائل تحریر فرمانے شروع کر دیئے ہیں۔ واضح رہے کہ جملہ
فرق اسلامیہ حق تعالیٰ شانہٗ کے متکلم ہونیکے قائل ہیں کیفیت تکلم و حقیقۃ کلام میں مختلف ہونا جدا امر
ہے مگر کلام لفظی کے عقد و اصدار کو سب مقدور باری کہتے ہیں۔ بالخصوص اہل سنت والجماعت تو انعقاد
کلام لفظی کو پوری صراحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں کسی کا نزاع ہی نہیں۔ البتہ سیزدہم صدی کے
بعض علماء نے یہ اختلاف کیا کہ جملہ غیر مطابق للواقع کا عقد و تنزیل قدرت قدیمہ سے خارج ہے یعنی حالت
قیام زید میں تو حق تعالیٰ شانہٗ جملہ زید قائم کو منعقد اور نازل فرما سکتا ہے لیکن حالت قعود زید میں جملہ مذکورہ کا
ارشاد و انعقاد اس کی قدرت سے خارج اور اس کے اخبار سے ذات واجب معذور و عاجز ہے اور
اور ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ جملہ مذکورہ کے تکلم پر دونوں حالتوں میں
سر مو تفاوت نہیں مگر چونکہ وہ ذات بابرکات اپنے صفات و افعال میں جملہ قبائح سے منزہ اور تمام
نقائص سے مقدس ہے اس لیے کسی کلام غیر مطابق واقع کے تکلم کا ارادہ متحقق نہیں ہو سکتا اگر بالفرض آدم
علیہ السلام سے اکل شجرہ یا فرعون لعین سے دعویٰ ربوبیت محقق نہ ہوتا تو بھی جملہ عصیٰ آدم ربہٗ اور مقال
انا ربکم الاعلیٰ کے عقد و تکلم پر حق تعالیٰ کو ایسی ہی قدرت حاصل ہوتی جیسے اب ہے لیکن بوجہ
کمال صدق و حکمت اور بسبب مقتضائے تقدس ان جملوں کے تکلم کی نوبت آنی محال تھی اور جس قدر کلام
حق تعالیٰ شانہٗ کی ظاہر ہو چکی ہیں اور جن کے تکلم و ظہور کی نوبت آگے آئے گی سب ضروری الصدق

ہیں کسی کلام میں بھی اگر کوئی بوجہ احتمال کذب اسکی تصدیق و تسلیم میں متأمل ہو تو زندیق و ملحد و اسلام کے خارج ہے۔ خلاصہ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع پر سب متفق ہیں مگر حضرت مولانا اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ اور ان کے اتباع بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالیٰ شانہٗ صدق کو جب ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہیں اور فریق ثانی بوجہ عدم قدرت و مجبوری صدق باری کو واور کذب ممتنع بتلاتا ہے یعنی ان کے نزدیک تو ایزد تعالیٰ نے اپنے اختیار سے صدق کا التزام اور کذب سے احتراز فرما رکھا ہے اور ان کے نزدیک بوجہ مجبوری و عجز حق تعالیٰ سے صدق صادر اور کذب متروک ہو رہا ہے۔ ا ھ۔

اس تمام عبارت کے ملاحظہ کرنے سے آپ پر پوری طرح سے مسئلہ ہذا کی تفصیل منکشف ہو گئی ہو گی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہو گا کہ مجدد صاحب اور ان کے متبعین جن اکابر کی آبرو دیں دہبہ لگانیکے واسطے عوام و خواص میں مسئلہ امکان لیکر بیٹھ جاتے ہیں اور اس کے معانی اور تفصیل بعنوانات مختلفہ و عبارت ہائے مختلفہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک معاذ اللہ خداوند کریم جل و علا شانہٗ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو یہ سب بالکل غلط اور افترا محض ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر زندیق کہتے ہیں وہ صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند اکرم جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے اور کوئی کلام باری عز و جل کا کذب اور جھوٹ نہیں ہو گا اور نہ ممکن الوقوع ہے کذب کا شائبہ بھی اس کے کلام میں پایا جانا محال ہے اور اس کا سچا ہونا ضروری ہے لیکن یہ امر اس کے ارادہ اور اختیار سے ہے یہ نہیں کہ وہ اسمیں مجبور و جابر ہو گیا ہو۔ اب اس امر میں غور فرمائیں کہ اس مسلک میں جناب باری عز اسمہٗ کی تنزیہہ و تقدیس میں سر مو خلل نہیں آتا اور نہ اس کی قدرت کاملہ کی تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ مجدد الدجالین اور اس کے معتقدین نے اس امر کو گوارا کیا کہ قدرت کاملہ میں جو نقصان آوے کچھ باک نہیں۔ گر تنزہ میں فرق نہ آوے وہ مثل فلاسفہ و معتزلہ گمان کیے ہوئے ہیں کہ افعال قبیحہ کے مقدور نہ ہونے سے اگر چہ ان کا صدور محال ہی کیوں نہ ہو۔ تنزہ و تقدس میں فرق آتا ہے جیسا کہ معتزلہ قدرۃ علی الظلم والقبائح میں صاف طور سے کہتے ہیں اور فلاسفہ قدرۃ علی البخل وغیرہ میں تصریح کرتے ہیں اور اسی وجہ سے ہر دو فریق ان اشیاء کے انسداد کو واجب علیہ سبحانہ قرار دیتے ہیں اور بالاضطرار ان کے صدور کے قائل اور مجبوریت کے مقر ہو کر اہل سنت والجماعت پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ باوجود ان قبائح و شرور کے مجدد صاحب

اعلان کے ہو خواہ اہل سنت کے امام اور مجدد ہونیکو تیار ہوں اور منہ بھر کے اپنی مدائح کریں اگرچہ صراحۃً
خلاف عقائد اہل سنت والجماعت کے کر رہے ہوں۔ نصوص کلام وعقائد کو ترک کر رہے ہوں متبعین
سنت کو طرح طرح کے دشنام وسب وشتم دیتے رہے ہوں اور جو لوگ ہر عمل اور اعتقاد میں سلف
صالحین واکابر ماضیین کے قدم بقدم ہوں شب وروز مرضیات الٰہی میں صرف کر رہے ہوں
وہ خارج از دائرۂ اسلام شمار کیے جاویں اگر یہ خاصۂ دجالیت نہیں ہے تو کیا ہے پھر اس پر طرفہ ماجرا
یہ کہ اپنی بڑائی اور تفاخر ظاہر کرنیکے واسطے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہم نے اس قدر رسالے تصنیف کر ڈالے
اور ہزاروں مناظرے کئے مخالفین کو پسپا کر دیا۔ ہمارے مقابلہ کو کوئی نہ نکلا ہمارے خطوط کے جواب نہ دیئے
گئے چونکہ شرم وحیا کا جامہ اتار رکھا ہے اذا لم تستحیی فافعل ماشئت پر عمل ہے۔ جو چاہا زبان سے بک دیا
اگر میں ان مواقع کی تفصیل لکھوں کہ جہاں پر آپ مناظرہ کے واسطے طلب کیے گئے اور ٹال مٹول کیے
بھاگ گئے تو شاید ایک دفتر طویل تیار ہو جاوے جس قدر رجسٹریاں آپنے ہضم کی ہیں ان کے واسطے پورا
رجسٹر چاہیئے بھلا کس روز وہ میدان مناظرہ میں حریف کے سامنے نکلے ہیں۔ لوگوں نے تو گھر تک پیچھا
کیا اور ان کی خاص مسجد تک گئے مگر خود ان کو اور ان کے پشت پناہوں تک کو سوائے گھر کے کونا دبا
لینے کے اور کوئی صورت نہ بن پڑی گھر بیٹھکر گالیاں دیے کو موجود ہوتے ہیں۔ اب یہی دیکھیے کہ سید
مرتضیٰ حسن صاحب نے کتنی مدتوں سے آپ کو مناظرہ کے واسطے طلب کر رکھا ہے کیوں نہیں نکلتے کتنی
رجسٹریاں ان کی ہضم کرکے بیٹھے ہو مگر جب حیا وشرم ہی نہ ہو تو زبان کے آگے خندق کیا چیز ہے گھر بیٹھکر تو جلاہے
کی لونڈیا بھی شہنشاہ کو گالی دے لیتی ہے ذرا میدان میں نکلیے شیروں کے سامنے تو آئیے۔ انشاء اللہ اس محمدی
کچھار کے شیروں میں ایک دو نہیں ہزاروں آپ سے مناظرہ کرنے کو تیار ہیں۔ چھوٹے سے طالب علم سے بھی
آپ بغلیں نہ جھانکیں تو ذمہ سہی۔ سود اللہ وجھک فی الدارین۔

فصل خامس

تفصیل تہمت بر حضرت مولانا سہارنپوری دامت برکاتہم

اس صاحب شرم وحیا نے موافق اپنے آبا روحانی وجسمانی کے وارث انبیاء مرسلین زبدۃ العلماء
الکاملین امام الفقہاء والمحدثین رئیس الاصفیاء المفسرین محی السنت البیضاء قامع البدع الظلماء حضرت
مولانا الحاج الحافظ المولوی خلیل احمد صاحب الحنفی الانصاری الایوبی الچشتی القادری النقشبندی

السہروردی السہارنپوری دامت سحب فیوضہٗ ہاطلۃ آمین۔ مؤلف براہین قاطعہ پر تہمت لگائی کہ معاذ اللہ شیطان لعین کو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم وواسع علماً کہے ہیں اور یہ بھی کذب محض اور دروغ خالص ہے۔ براہین قاطعہ حضرت مولانا دام فضلہٗ کی بارہا چھپ چکی ہے اور ہزاروں نسخے اس کے عالم میں موجود ہیں کہیں سے یہ ایماندار اس کی تصریح کیوں نہیں دکھاتا حسام الحرمین میں لکھتا ہے کہ فانہ صرح فی کتابہ البراہین بان شیخہم ابلیس اوسع علماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ترجمہ یہ لکھتا ہے کہ اسنے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے دیکھو (ص ۱۴-۱۵) اور اسی قسم کے الفاظ تمہید شیطانی میں بھی نقل کیے ہیں اور پھر نسیم الریاض کی وہ عبارت نقل کرکے جس میں یہ لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم کہے تو وہ کافر ہے دیکھیے حضرات ذرا غور کیجیے کہ اس کاذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کررہے ہیں کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے علماً اوسع ہے اور اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں اور پھر اپنے مدعا کے اثبات کے واسطے وہاں کی عبارت جو نقل کی ہے وہ ہرگز صریح اس معنی پر نہیں دیکھیے عبارت جو نقل کی ہے وہ یہ ہے "شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علمی کی کونسی نص قطعی ہے" الخ اب کہیں کہاں وہ الفاظ مذکور ہیں جس پر دجال بریلوی فتویٰ کفر کا لگا رہا ہے، کہیں لفظ اعلم کا آیا ہے یا کہیں ابلیس کو اوسع علماً کے ساتھ تعبیر کیا ہے یا کہیں یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زائد ہے یہ بحث ص ۴۶ سے لیکر ص ۴۸ تک لکھی ہوئی ہے۔ مگر کوئی متنفس ان الفاظ کو کہیں سے نکال سکتا ہے، اور اگر یہ کہے کہ اس عبارت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ معاذ اللہ ابلیس حضور علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً اور زائد ہے تو بندۂ خدا یہ تصریح کہاں ہوئی، اس دریدہ دہن نے تو علمائے حرمین کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ براہین میں اس امر کی تصریح کی ہے۔

صاحبو! تصریح تو جب ہی ہوگی جب دعویٰ کو صراحۃً اسی طرز پر تحریر کیا ہو اور اگر آپ کی سمجھ میں کسی عبارت سے کوئی بات آرہی ہو تو تصریح کہاں ہوئی یہ کہو کہ براہین کی عبارت سے یہ سمجھ میں آتا ہے یا وہ عبارت اس مقصد کو لازم ہے۔ یہ تصریح کہنا اگر افتراء محض اور دروغ نہیں تو کیا ہے جس سے علمائے حرمین کو دھوکہ دیا گیا۔ اور سمجھ میں آپ کے آنا یہ بھی آپ کی سمجھ ناقص اور رائے نارسا کی خوبی ہے اور تمام عبارتیں اگلی اور پچھلی کے حذف کردینے سے یہ مرض مہلک پیدا ہوا ہے کہ جسکو ہم آگے چل کر صاف

طور سے ظاہر کر دیں گے کہ دجال بریلوی نے یہاں پر محض بے سمجھی اور بے عقلی سے
کام لیا ہے اور تحریف و قطع برید پر جملہ اعتراضات کا مبنیٰ ہے۔ آپ نسیم الریاض کی عبارت
سے بخوبی معلوم کر لیں گے کہ تکفیر اس شخص پر ہو سکے گی۔ وہ معاذ اللہ کسی کو رسول مقبول
علیہ السلام سے اعلم اور اس کے علم کو حضور علیہ السلام سے علی الاطلاق زائد بتا دے اور جبکہ
یہ بات براہین میں موجود نہیں تو تکفیر ہرگز عائد نہ ہوگی بلکہ لوٹ پھیر کر مجدد بریلوی کی گردن پر حسب ارشاد
نبوی سوار ہو جاوے گی۔ اب ہم آپ کو خود براہین کی عبارت دکھلاتے ہیں جس سے بخوبی اس کے
خلاف ظاہر ہو جاوے گا۔

ص۴۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقرب و
شرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کے نہیں جانتا ہے اھ۔

اس قسم کے مضامین متعدد جگہ ذکر فرمائے ہیں آپ خود خیال فرمائیں کہ جملہ کمالات میں اعلیٰ درجہ
کا کمال علم ہے۔ بلکہ مدار کمالات کا علم ہی ہے۔ پس جبکہ کسی کو آپ کے مماثل بھی شرف کمالات میں
نہیں کہہ سکتے تو آپ سے بڑھکر کیونکر کوئی خیال کر سکتا ہے کوئی ہو یہ محض سفسطۂ دجال ہے کوئی ادنیٰ
مسلمان بھی ایسا خیال بہ نسبت حضور علیہ السلام نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی آپ سے اعلم ہو چہ جائیکہ
ایک عالم متبحر کہ جس کی تمام عمر دینیات کی کتابیں پڑھاتے ہوئے ہو گئی ہزاروں علماء اس سے کتب درسیہ
و دینیہ پڑھکر مدرس و ہادی خلق بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز نہ اس کا ہو سکتا ہے اور نہ وہ لکھے گا
اس وجہ سے حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی
کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے
اسی وجہ سے شریف مکہ کی مجلس میں جب یہ افتراء دجال بریلوی نے بھیجا۔ سب نے سنتے ہی
کہا کہ سبحانک ان ہذا الا بہتان عظیم سوائے افترا اور کذب کے کوئی امر دیگر نہیں ہے
پس اگر یہ عبارت صراحۃً بھی موجود ہوتی تب بھی یہ قرینہ حالی ایک ایسا قرینہ قوی تھا کہ
جس کی وجہ سے ضرور بالضرور اس کے ظاہری معنے سے پھرنا ضروری تھا۔ حالانکہ یہ عبارت
بھی موجود نہیں بلکہ اس عبارت کے الفاظ اور لاحق و سابق بالکل اس کے خلاف پر صریح
دلالت کرتے ہیں۔ مجدد الدجالین نے فقط تحصیل مقصد کے واسطے ان جملہ عبارتوں سے اپنی
آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔

اب تفصیل اس عبارت کی ملاحظہ کیجئے۔

فصل سادس

تفصیل عبارت براہین قاطعہ

آپ جملہ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ انواع علوم کے دنیا میں بہت سے ہیں۔ علم حدیث وتفسیر واصول حدیث واصول فقہ ومنطق وفلسفہ وصرف ونحو ومعانی وبیان وبدیع وعروض وادب وتاریخ وجغرافیہ وحساب وپیمائش وعلم زراعت وعلم سحر وکہانت وزٹل وعلم تجارت وغیرہ وغیرہ اور یہ بھی ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہر علم میں باعتبار اس کے کثرت مسائل کے نہایت وسعت ہے مثلاً علم جغرافیہ ونحو ہے کہ اس میں بھی ہزاروں عالم موجود ہیں اور ہوئے اور ایک دوسرے سے اعلم اور اوسع علماء ہے باین معنی کہ جس کو اس علم کے مسائل بہت سے یاد ہیں وہ دوسرے سے جسکو اسقدر مسائل یاد نہ ہوں اعلم کہیں گے مگر اس فن میں مثلاً یہ کہیں گے کہ زید عمر سے نحو زیادہ جانتا ہے یا جغرافیہ وتواریخ میں اس سے زیادہ وسعت علمی رکھتا ہے۔

الحاصل ہر علم میں خواہ وہ علم کلی ہو یا علم جزئی علوم شرعیہ میں سے ہو یا علوم رذیلہ میں سے متعلق ذات وصفات ہو یا متعلق اجساد عالم اس میں اعمال سے بحث ہو یا عقائد سے ایک خاص وسعت رکھتا ہے جس کا مدار باعتبار اس علم کے مسائل وجزئیات کے تکثر وتعدد اور اسکی معلومات کی زیادتی وکمی پر ہے۔

اس کے بعد آپ یہ بھی خیال فرمالیں کہ جملہ عقلاء کے نزدیک علوم میں تفاوت عظیم ہے، اہل اسلام وحکماء یونان کے نزدیک اشرف علوم علوم الٰہیہ ہیں جو کہ متعلق ذات وصفات وافعال باری عزوجل ہیں جس قدر اسمیں کسی کو کمال ہوگا وہ ان کے نزدیک افضل خلق ہوگا اہل اسلام کا مدار ان علوم میں نقل ومجاہدات وغیرہ ہیں اور حکماء فقط عقل سے کام لیتے ہیں۔ اس کے بعد علوم متعلقہ بانبیاء ہیں کہ جن میں احکام الٰہیہ کا نزول ہوا ہے اور اس کے بعد جملہ علوم غیر الٰہیہ ہیں جیسے صرف ونحو منطق وغیرہ اسی وجہ سے اہل اسلام کے یہاں بعض علوم فرض بعینہ ہیں اور بعض فرض کفایہ بعض واجب بعض مستحب بعض مباح بعض حرام بعض مکروہ وغیرہ وغیرہ، اہل دنیا وعقلاء یورپ کے نزدیک بھی جملہ علوم ایک درجہ میں نہیں ہیں، اعلیٰ درجہ تاریخ داں وجغرافیہ وغیرہ کے عالم کی برابری وہ گڈریا نہیں کرسکتا ہے جو کہ اپنے حرفہ کے جملہ جزئیات سے واقفیت تامہ رکھتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جملہ عقلاء کے نزدیک علوم میں تفاوت مراتب ہے اسیوجہ تفاوت مراتب علمیہ ہوتا رہتا ہے اور ہر عاقل بداہۃ اس کو بھی

جانتا ہیکہ ادنیٰ درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ہونا کسی شخص کا اس کے اس کمال میں جو اس نے باعتبار علوم کمالیہ و معارف علیا حاصل کیے ہیں سر مو تفاوت نہیں ڈالتا۔ آپ ہی خیال فرمالیں کہ نجاست کا کیڑا جو دن رات نجاست میں رہتا ہے بے شک نجاست کے احوال و خواص سے اسقدر واقف ہے کہ جالینوس و افلاطون و مجدد بریلوی کو ہرگز اسکی خبر نہیں، علیٰ ہٰذا القیاس، گڈریا بکریوں اور اس کے چرانے وغیرہ سے اس قدر واقف ہیکہ بڑے سے بڑے مؤرخ و ڈاکٹر کو اسکی اطلاع نہیں اس کو اپنے ادنیٰ علم میں اسقدر بڑی وسعت حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس مؤرخ و ڈاکٹر کو حاصل نہیں اسی طرح علم شعر میں متنبی اور ابو تمام اور فردوسی و غالب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل نہیں مگر اس کی وجہ سے کوئی عاقل نجاست کے کیڑے کو جالینوس و افلاطون و مجدد بریلوی سے عالم اور اوسع علماً نہیں کہہ سکتا اور نہ گڈریئے کو ابن خلدون و ابن خلکان و سقراط سے اور نہ متنبی وغیرہ کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اعلم و افضل کہہ سکتا ہے ہاں کوئی مجدد بریلوی جیسا کور مغز ہو تو در کنار۔ جب یہ عرض سابق آپ کے خیال مبارک میں آگئی تو آپ اس کو بھی خیال فرمائیں کہ انبیاء علیہم السلام جیسے افضل ترین خلائق اور اشرف مخلوقات ہیں۔ ایسے ہی ان کے علوم بھی نہایت اعلیٰ درجہ کے مطابق واقع کے صحیح صحیح ہیں اور کیونکر نہ ہوں آخر نبوت بھی تو کمالات علمی میں سے ہے جس کی تحقیق تفصیلی کتب کلامیہ اور تصانیف حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز میں علیٰ وجہ اتم موجود ہے پھر حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس کمال میں مرکز ہیں جملہ کمالات انبیاء علیہم السلام کے واسطے ذات والاصفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبع اور واسطہ ہو رہی ہے۔ پس جو کچھ فیوضات کمالات علمیہ کے انبیاء عظام و اولیاء کرام پر ہوتے ہیں وہ سب آپ میں اولاً بالذات عطیہ ہوئے اور دوسروں میں ثانیاً و بالعرض پس آپ مصداق اعطی علم الاولین والاخرین اہ اعلم الخلائق کافۃ ہوئے کوئی ادنیٰ شخص بھی حضور علیہ السلام کے اعلم الخلائق کافۃ بالذات والصفات والافعالہ تعالیٰ اور حکم واسرار و کلیات کونیہ وغیرہ ہونے میں شک نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہو۔ البتہ جو چیزیں کہ خلاف شان نبوت ہوں یا کمالات نبوت میں اس کی وجہ سے کوئی زیادتی و مدح نہ ہو اس کا ثابت کرنا بے شک خلاف عقل ہوگا خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ماعلمناہ الشعر وماینبغی لہ ہم نے حضور علیہ السلام کو شعر نہیں سکھلایا اور نہ ان کے لائق تھا پس معلوم ہو گیا کہ بعض علوم ردیہ کا نہ جاننا انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالتا اگر کوئی رذیل شخص اس کو چاہتا ہو تو اس کا

انبیاء سے اعلم ہونا لازم نہیں آتا، دیکھیے حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں ہدہد کا یہ قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا
بے احطت بما لم تحط بہ کہ میں نے ایسی چیز کا احاطہ کیا ہے کہ جس کا تم کو احاطہ نہیں ہوا۔ پس ہدہد کا
ایک ایسی جزئی کو جان لینا اس کا باعث ہرگز کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا ہے کہ اسکو حضرت سلیمان
علیہم السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہیں، وجہ یہ ہے کہ ان جزئیات دنیاویہ حادثہ کا علم کوئی کمال نہیں ہے
خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ یعنی
تم اپنی دنیا کی باتوں کے زیادہ جاننے والے ہو، اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ
عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان امور جزئیہ دنیاویہ کا بعض جگہ حضور علیہ السلام
سے غائب ہو جانا اور نہ جاننا آپکی اعلمیت میں نقص ڈالتا ہے، اسی طرح جزئیات کونیہ کے بعض افراد کا علم
اگر خبیث ابلیس کو بوجہ اسکے کہ وہ عالم اضلال و امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے دیدیا گیا ہو اور وہ خبیث
ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف متوجہ رکھتا ہو جیسا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی
ہیں اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کی جزئیات غائب ہوں باوجودیکہ علم ذات و صفات و اسرار
وغیرہ کمالات مشاہدہ میں آپ اس درجہ کے ہوں کہ اس کے اردگرد کوسوں تک کسی کا خیال بھی نہیں
پہنچ سکتا، اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورود نصوص صریحہ انکار کیا جائے۔ علاوہ بریں
ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصب علیا کے مناسب نہیں جیسے کہ شعر و کہانت و سحر وغیرہ
کی طرف توجہ کرنا خلاف شان کمالی حضور علیہ السلام ہے تو کسی طرح ابلیس لعین کا آپ سے اعلم اور اوسع
علماً ہونا لازم نہیں آتا البتہ محمد دالد جالین اور ان کے ہم خیال ان چیزوں کے نظر اقدس سے غائب ہونیکی
وجہ سے آپ کی شان عالی میں منقصت شمار کرتے ہوں گے، ہزارہا احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ
آپ کو بہت سی جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہوا۔ اور ہزارہا احادیث اس قسم کی بھی موجود ہیں جسمیں
بہت سی جزئیات کا علم ہو گیا۔ پس مدار کمال و فضل یہ جزئیات ہرگز نہیں اور نہ ان کی وجہ سے اعلمیت
واوسعیت علم تھی۔

بریلوی مجدد نے بوجہ اس کے کہ ان کی عقل اور حیا پر پردے پڑے ہوئے ہیں اسطرف ہرگز توجہ نہ کی
کہ صاحب انوار ساطعہ کس چیز کو ثابت کر رہا ہے اور کس علم کی وسعت میں گفتگو کر رہا ہے جس کا جواب
حضرت مؤلف براہین قاطعہ دے رہے ہیں وہ بھی فقط اسی وسعت کا اثبات ابلیس لعین اور اسکے
جواز نفی از حضرت فخر عالم علیہ السلام پر بحث فرما رہے ہیں وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی
وجہ سے لفظ دیہ، کا فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جسکو صاحب انوار
ساطعہ

نے ذکر کیا ہے اور پہلے جسمیں گفتگو ہوتی چلی آرہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہیکہ ایک خاص علم کی وسعت آپکو نہیں دیگئی اور ابلیس لعین کو دیگئی ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اضلال عالم کرے اور بداہتہ معلوم ہیکہ اس سے اس خبیث کا عالم اور اوسع علماً ہونا ہرگز لازم نہیں آتا دیکھیے کوئی بھی سیبویہ اور ابن حاجب کو امام ابوحنیفہؒ سے اعلم نہیں کہہ سکتا ہم نے اس کی متعدد نظیریں سابق میں پیش کردی ہیں، اسی عبارت میں مذکور ہے "اور ملک الموت سے افضل ہونیکی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جارہا ہے۔ اس لیئے بار بار تقیید لفظ (یہ) اور ان کے ساتھ کررہے ہیں مگر مجدد الدجالین اور اس کے اتباع عناداً سمجھتے ہی نہیں یا عوام کو جانکر دھوکہ دے رہے ہیں۔ قبحھم اللہ تعالیٰ۔

الحاصل جملہ عقلاء اور ہمارے مقدس بزرگان دین کے نزدیک کسی کے اعلم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص ایسے ایسے علوم شریفہ ومعارف کمالیہ کو حاوی اور جاننے والا ہو جن کو دوسرا شخص نہ جانتا ہو پس ان علوم نہ جاننے والے سے اس شخص کو اعلم اور اوسع علماً اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں وہ علوم موجود ہوں جو کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے بہ نسبت شخص سابق کے علوم کے ہیں پس حضور علیہ السلام کو جملہ خلائق اولین وآخرین سے اعلم کہنے کے یہی معنی ہیں کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کے برابر کسی مخلوق کا رتبہ نہیں ہو سکتا بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

اب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اعلم ہونے کے کیا معنی ہیں؟۔ آیا یہ معنی ہیں کہ کلی جزئی شریف ہو یا ردی علوم کمالیہ اور علوم دینیہ سے نہ چھوٹے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت میں بہت سے اکابر وافاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہوگا بلکہ موافق قاعدہ بریلوی کے یعنی یہ کہ بعض جزئیات کے علم کی وجہ سے کسی شخص کو اعلم کہہ سکتے ہیں، لازم آویگا کہ نجاست کا کیڑا مجدد صاحب سے اعلم اور اوسع علماً ہو جاوے اور اگر اعلم کے یہی معنی ہیں کہ جو ہم نے بیان کیے کہ علوم عظیمہ ومعارف کمالیہ میں وہ دوسرے یعنی مفضل علیہ سے بڑھا ہوا ہو تو حضور علیہ السلام کا اعلم ہونا پوری طرح سے مسلم اور باقی رہا اور شیطان کا بعض جزئیات کونیہ کا جاننا موجب اس کے اعلمیت کا ہرگز نہ ہوا۔ اب یہ اعتراض کیونکر ہم پر وارد ہوا اور نسیم الریاض کی نص ہم کو کیونکر مضر ہوئی الحاصل حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علماً ہونا ہمارے اور مجدد بریلوی کے نزدیک ہر طرح مسلم ہے لیکن نزاع فقط اس امر میں ہیکہ اعلم کے معنی کیا ہیں اب مجدد صاحب ہر دو شقوں مذکورہ میں سے تعیین فرمادیں

یعنی اہم مجدد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اقرار اعلمیت رسول علیہ السلام کا داخل ایمان ہونا اور انکار اعلمیت کا کفر ہونا آیا بعد از وفات ہے یا اس وقت سے جب سے کہ آپ رسول بنائے گئے اگر اول مراد ہے تو چاہیے کہ قبل وفات آنحضرت علیہ السلام اعلم الخلق نہ ہوں کیونکہ ہزاروں قصص جزئیہ آپ کے عدم علم پر دلالت کرتے ہیں اور ہم نے جو معنی بیان کیے اس کے موافق حضور علیہ السلام ابتداء رسالت سے اعلم الخلق ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصف اعلمیت کی نفی کرے وہ مستوجب تکفیر و تفسیق ہے ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

اب مجدد صاحب گریبان میں منہ ڈالکر فکر کریں کہ کون شخص عقل کی بات کہہ رہا ہے اور کسکو محبت نبوی زیادہ تر ہے اور نص نسیم الریاض پر کون شخص زیادہ عامل ہے ان ہر دو سوالوں کے جواب تحریر کریں اور دلیل صحیح ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ حضرات غور کیجیے تو درحقیقت موافق نص نسیم الریاض بریلوی خود کافر ہے کیونکہ وہ اعلمیت حضور علیہ السلام کا فقط اسوقت قائل ہے جبکہ نزول قرآن پورا ہو چکا تھا یعنی قریب وفات سے آپ اعلم الخلق ہوئے پہلے نہ تھے اور ہم حسب تحریر سابق اس وصف کو ہمیشہ سے آپ کے لیے ثابت کر رہے ہیں۔

فصل سابع

تہمت ثانی بر مولانا سہارنپوری دام مجدہٗ

حضرت مولانا دام مجدہٗ پر یہ تہمت بھی لگائی کہ وہ براہین میں شیطان لعین کو باری تعالیٰ کا شریک ہونا مسلم رکھتے ہیں اور اس کے مومن ہیں اور رسول مقبول علیہ السلام کی نسبت اس کا انکار ہے اور فرماتے ہیں کہ گو علم محیط زمین کا شیطان کے واسطے ثابت کیا جاویگا تو شرک نہ ہوگا اور اگر رسول اللہ علیہ السلام کے واسطے ثابت کیا جاوے گا تو شرک ہو جاوے گا۔ اھ۔

نعوذ باللہ عزوجل یہ بھی محض افتراء خالص اور دروغ سفید ہے نہ اتنی سمجھ ہے کہ عبارت کو سمجھے اور نہ ناظرین کہ عبارتوں کی قطع برید کرنے سے ڈرے اور نہ انصاف و تحقیق مطلوب ہو کہ عبارت کے جملہ وجوہ پر نظر ڈالے۔

صاحبو! خود مؤلف براہین صہ۴۶ و صہ۴۷ میں تصریح فرما رہے ہیں کہ علم باری تعالیٰ کا ذاتی اور علیٰ ہذا القیاس جملہ صفات کمالیہ اس کی ذاتی ہیں بندہ میں جو کوئی بھی صفت پائی جاتی ہے وہ عطیہ

باری تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ جس کو اپنی صفت کمالیہ کے ظل میں سے کچھ حصہ عنایت ہوتا ہے پس جو کچھ
صفت باری عزوجل میں ہے وہ حقیقی ہے اور جو بندہ میں ہے وہ مجازی ہے اگر کسی نے وہ صفت
اسی طرح جیسی کہ باری تعالیٰ میں ہے دوسری مخلوق میں ثابت کی تو شرک ہوگا ورنہ نہیں
شیطان کو برائے اضلال عالمیان علم بعض جزئیات حادثہ کا باری تعالیٰ سے دیدینا نصوص قرآنیہ
واحادیث نبویہ سے ثابت ہوچکا ہے پس اس کے قائل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا
چنانچہ عبارت براہین میں صاف طور سے فرمارہے ہیں "پھر جس کو جسقدر وسعت علم قدرت وغیرہ عطا
فرمادی ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو جس قدر وسعت دی"۔ الخ۔

سطر (۹) میں فرماتے ہیں "اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص
قطعیہ سے معلوم ہوا"۔ اھ۔ پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ علم ان دونوں کا ذاتی نہیں بلکہ باعطاء اللہ تعالیٰ
ہے جیسا کہ لفظ دیدینے کا متعدد جگہ موجود ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ جس قدر علم جزئیات دنیا دیہ ارضیہ
کا ان دونوں کو دیا گیا ہے وہ سب جزئیات کو مشتمل نہیں ہے بلکہ فقط بعض جزئیات کہ جن سے ان کا
مقصد حاصل ہودیا گیا ہے۔ مجدد صاحب لفظ علم محیط ارض دیکھکر یہ سمجھ گئے کہ صاحب براہین دونوں
کے لیے جملہ جزئیات کے علم کے قائل ہیں یہ مخصوص باری تعالیٰ کے ساتھ نہیں حضرت رسول مقبول علیہ السلام
کے علم کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دیگا بے شک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ مشرک ہوگا اور اگر غیر
ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا، پس صاحب براہین نے جو حکم
شرک کا لگایا ہے وہ صورت اولیٰ میں ہے صورت ثانیہ میں نہیں دیکھو صفحہ ۴۸ سطر ۲ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں
"یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی کو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جہلاء کا یہ عقیدہ ہے اور اگر
یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دیکر حاضر کردیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ
درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے اھ"۔ اور صفحہ ۴۸ سطر ۱
میں فرماتے ہیں کہ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کردیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہوگیا اگر آپ
فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے
کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مؤلف براہین فقط علم ذاتی کو شرک فرمارہے ہیں
اور باعطاء اللہ تعالیٰ سبحانہ کو جائز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدم ثبوت نصوص شرعیہ اس کے اعتقاد سے
منع فرماتے ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ جملہ بحث ان مخصوصات شخصیہ وجزئیات حادثہ میں ہے جو

روزانہ زمین پر حادث ہوتے رہتے ہیں اور ہر کس وناکس سے متعلق ہیں علوم کلیہ ومعارف شریفہ میں نہیں ہے
پس ان جزئیات کے احوال میں سے بعض احوال کے علم پر نصوص دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
کسی مصلحت سے شیطان وملک الموت کو دیدیا۔ پس اس کی وجہ سے نہ شرک لازم آیا نہ معصیت نہ
انکی استفادہ کیوجہ سے علم نبوی میں جو کہ کروڑوں اور لاکھوں ایسی ایسی معلومات کو مشتمل ہے کہ کوئی خلق
جن وبشر اس تک نہ پہنچا نہ پہنچ سکیگا (چہ جائیکہ ابلیس لعین) اور جملہ علوم شریفہ وکمالیہ میں کوئی بھی
نقص لازم نہ آیا اور نہ اسکی وجہ سے خبیث ابلیس کا معاذ اللہ حضور علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً یا
زائد در علوم ہونا ثابت ہوا۔ اب بخوبی ظاہر و باہر ہو گیا کہ کج فہم دجّال محض افترا پردازی وتحریف عبارت
کر رہا ہے۔ اور لوگوں پر خلاف واقع امور ظاہر کر رہا ہے اس کے بعد جو اس نے آیات وغیرہ علوم
نبویہ علیہ السلام کے بارہ میں ذکر کیے ہیں ان کا کب کسی کو انکار ہے علوم نبویہ میں اور اسکی وسعت و
کمال کے بارہ میں سیکڑوں رسالے ہمارے اکابر نے تالیف کر دیئے ہیں یہ جملہ آیات واحادیث
علی الراس والعین ہیں۔ حضور علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق واشرف الخلائق بالاتفاق ہیں کسی
کو اسمیں کلام ہی نہیں البتہ اطلاق عالم الغیب خصوصیت باری تعالیٰ عز وجل کی ہے اور اس کے دلائل
کتابیہ وحدیثیہ معروف ومشہور ہیں۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ نے اگر اس عبارت کو باعتبار اسناد کے
بے اصل قرار دیا تو بوجہ دلائل آخر صحیحہ مقبول المعنیٰ ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ہے پس بحسب المعنیٰ
قابل احتجاج ہے۔ حتیٰ کہ خود دجّال بریلوی نفی علم ذاتی کا اس طرز پر موافق حدیث منقول قائل ہے
اس کے بعد مجدد الدجالین علیہ ما علیہ نے اپنے تفاخر وتعاظم میں کسی شخص سے گفتگو اپنی اور مناظرہ
نقل کیا ہے وہ محض لغو ہے کیونکہ معلوم ہو گیا کہ مؤلف براہین نے اپنی تمام کتب میں کہیں بھی تصریح
اس کی نہیں کی۔ البتہ اس کے کلام سے کج فہم بریلوی نے یہ معنی بطور تلازم نکالے ہیں لیکن اگر
انصاف ہوتا یا عقل پر عمل کرتے تو دیکھتے کہ یہ کلام مولانا سہارنپوری مدظلہ العالی کا کس بات کے
جواب میں ہے تاکہ مطابقت فوت نہ ہو کیونکہ جواب عقلاء کے نزدیک اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے
جو سوال میں مذکور ہو ورنہ جواب نہ ہو گا۔ پس بحث فقط اسی علم کی وسعت وعلام وسعت میں ہے
جو صاحب انوار ساطعہ نے ذکر کیا تھا۔ مجدد بریلوی نے اپنے مرض قلبی سے اس وسعت سے مراد
تمام انواع علوم کی وسعت لے بیٹھے۔ اور پھر مؤلف دام مجدہم نے فقط قرینہ جواب پر بھی کفایت نہ کی
بلکہ ہر جگہ اس وسعت کو تخصیص کرتے گئے اور لفظ یہ اور اُن کا استعمال کرتے رہے مگر اس مجدد
بریلوی نے چونکہ حق سے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں اس لیے نہ حق باتیں اس کو دکھائی دیتی ہیں اور

نہ سمجھ میں آتی ہیں۔ ہم نے ہزاروں منصفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارت انوار ساطعہ پیش کی جن کو پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام لغوی کے سوء ظنی حضرت مؤلف براہین مدظلہ العالی سے ہو چکی تھی۔ انھوں نے جب بہ تامل دونوں عبارتوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی اور فکر کرتے ہی خود بخود کہنے لگے کہ بیشک حضرت مؤلف براہین پر افترا محض ہے ہرگز یہ عبارت اس عبارت پر جو جہال زمانہ ان کی طرف نسبت کرتے ہیں نہیں دلالت کرتی۔

صاحبو! مضمون دقیق نہیں، عبارت عربی و ترکی نہیں سلیس اردو ہے، ذرا غور فرمائیں صفحہ ۴۷ تا صفحہ ۴۸ عبارت کو مع عبارت انوار ساطعہ ملاحظہ کریں اور پھر انصاف سے فرمائیں کہ کسی طرح بھی اس دجال کا دعویٰ عبارت سے نکلتا ہے یا نہیں یہ محض اس کا دجل ہے اور فریب ہے، جب لوگوں سے گفتگو کرتا ہے فقط ایک دو جملے کتاب کے کھول کر دکھاتا ہے اور تحریف معنی کر کے لوگوں کو بہکاتا ہے فخذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ صاحب عقل و فہم تھے، طبیعت نہایت سلیم رکھتے، مسلمانوں کے ساتھ جیسا کہ حسن ظن کا حکم نبوی علیہ السلام ہے عملدرآمد رکھتے تھے، انھوں نے بیشک براہین کے لفظ لفظ کو دیکھا اور اس کو صحیح و صواب پایا۔ اور مطلب مؤلف کو بخوبی سمجھے اور تصدیق کی اور دعوات صالحہ سے مؤلف موصوف کو سرفراز فرمایا۔ فہمتیانگ۔

پس یہ قضیہ گنگوہ کا اگر مجدد التضلیل کا سچا بھی ہو تو اس تلمیذ کے نہ سمجھنے سے کوئی امر لازم نہیں آتا۔ ہزاروں دنیا میں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے تلامیذ ہیں ان میں ذکی۔ غبی ذی علم و غیر ذی علم ہر طرح کے ہیں اس سے کوئی طعن مجدد بدعات کا ثابت نہیں ہوتا، اگر حقیقۃً اعلان حق منظور تھا تو ہم نے جب مجدد صاحب سے مدینہ میں ان امور اربعہ میں گفتگو طلب کی تھی تو کیوں فرار کیا تھا۔ اور کیوں کہا تھا کہ اپنے استادوں کو بلاؤ تم ہمارے قرن نہیں ہو۔

صاحبو! اظہار حق اور تفہیم حق میں قرن و عدم قرن کی کیا ضرورت ہے؟۔ اب پھر عرض ہے کہ ہم کو وہ دعاوی باطلہ جو آپ گھر میں بیٹھے ان بزرگوں پر کر رہے ہیں میدان میں نکل کر دکھا دیں اور ہم کو سمجھا دیں۔ ورنہ عذاب قبر سے اور تکالیف عذاب سے ڈریئے۔ موت نہایت قریب ہے۔

سلب اللہ ایمانک وسود وجہک فی الدارین وعاقبک بما عاقب بہ اباجہل وعبداللہ بن ابی یا رئیس المبتدعین آمین۔

فقہائے حنفیہ نے جو دعا سلب ایمان کو جائز کہا ہے شاید ان کو بھی کسی ایسے ہی سے سابقہ پڑا ہوگا

فصل ثامن

تفصیل تہمت بر مولانا تھانوی دامت برکاتہم

دجال زمانہ نے حضرت شمس العلماء العاملین وبدر الفضلاء الکاملین محی السنت الغراء قامع البدعۃ الظلماء امام اہل السنت والجماعت لبید اہل الکفرۃ والضلالۃ مولانا الحافظ الحاج المولوی اشرف علی صاحب الحنفی الفاروقی التھانوی الچشتی الصابری النقشبندی القادری السہروردی دامت برکاتہم پر یہ تہمت لگائی کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو زید و عمرو بکر بلکہ چوپایوں اور مجنونوں کے علم کی برابر کہتے ہیں۔ عبارت اس مبتدع کی صـ۲۱ میں یہ ہے۔ اس نے ایک چھوٹی سی رسلیہ تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا کہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔ اھ۔ اور سطر نیدہ میں کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کررہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چنیں اور چناں میں۔ اھ۔

آپ حضرات ذرا غور فرمائیے اور انصاف کیجئے عبارت حفظ الایمان کی موجود ہے آیا یہ امر اس میں مسطور ہے یا نہیں۔ حاجو محض دروغ اور افترا بندی پر اس گمراہ کنندۂ عالم نے کمر باندھ رکھی ہے اس جواب و بہتان بندی پر تعجب و حیرت کیساتھ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی مجدد بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔

اولاً میں عبارت حفظ الایمان بتمامہا نقل کرتا ہوں تاکہ آپ کو جملہ عبارت اگلی اور پچھلی مدنظر ہو جاوے اور ظاہر ہو جائے کہ مجدد التضلیل نے معنی اور عبارت دونوں میں تحریف کرکے اپنے آباؤ اجداد یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا ہے، مولانا تھانوی دامت برکاتہم صـ۶ میں فرماتے ہیں مطلق غیب کے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قایم نہ ہو اور اسکے ادراک کے لیے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ اور لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہوم شرک ہونیکی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی و امتی و ربی کہنے سے نہی اسی وجہ سے وارد ہے اس لیے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر

عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور ابقاء عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنے مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم الغیب بالمعنی الثانی بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی شخص یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ منہ) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام تر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا اور جب چاہا مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ - اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اسکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے۔

اس عبارت پر جناب مجدد مقلین صاحب کو بہت بڑا غیظ و غضب ہے اور بڑے شد و مد سے دعوی ہے کہ جناب مولانا تھانوی نے حضور سرور کائنات علیہ السلام کے علم مبارک کو چوپایوں اور مجانین کے علم سے مساوی کر دیا اور یہ کفر و ضلال ہے اور فرماتے ہیں کہ اس میں سراسر سید الانام علیہ السلام کی توہین ہوئی بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ لوگ منہ بھر بھر کر حضرت سرور انام علیہ السلام کو گالیاں دے رہے ہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اپنے گھر کی خبر نہیں یہ الزام فقط مولانا صاحب ہی تک پہنچتا ہوتا تو امر کچھ سہل تھا یہ تو مجدد صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادوں کو بھی نہیں چھوڑتا ہاجو! اگر یہ کلام حضور علیہ السلام کے دشنام ہونے پر دال ہے اور توہین نبوی اس میں صراحتہً ہو رہی ہے

تو مجدد صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مغفور و مرحوم مارہروی اور مجدد صاحب کے دادا صاحب یعنی مولوی رضا علی خانصاحب بریلوی کا کلام تو اس سے بھی زیادہ تر صریح گالی اور توہین میں ہے معاذ اللہ وہ بھی کافر ہوئے اور حسب بیان و تحریر مجدد صاحب ان دونوں کا کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہوا۔ دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیا مطبوعہ کانپور صفحہ پندرہ میں ارقام فرماتے ہیں وہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اسواسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا جسے غیب کہنا گمراہی ہے اور جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہی از سیف النقی۔

حضرات اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہوگیا کہ مجدد صاحب کے دادا پیر صاحب کے قول پر نہایت وضاحت سے علم غیب میں جملہ مخلوقات دیو پری جن بھوت کیڑے مکوڑے مجنوں و پاگل گدھے پلکتے وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ رسول مقبول علیہ السلام کے مساوی ہوگئے اب ان کو بھی حسام الحرمین سے بڑ عبد الدنیا والدراہم شہید کرے اور اقرار کرے کہ میرے پیران عظام کافر ہیں اور اگر اس کلام صریح میں کوئی تاویل نکلتا ہے تو مولانا تھانوی کا کلام جو اس کلام سے بدرجہا اس افترا سے دور ہے کیوں نہ اس تاویل کا محل ہوگا۔ اس کلام میں جناب شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب ظاہر کردیا کہ جناب مجدد عبد الدنیا گمراہ بیدین ہیں بلکہ جملہ جماعت مجددی بقول ان کے پیشوا کے گمراہ بیدین ہو چکی وللہ الحمد اور اس عبارت سے صاف طور سے تائید اہل حق و تقویت مذہب جناب مولانا تھانوی ہوگئی اب تو شاید مجدد بریلوی جناب شاہ صاحب مارہروی مرحوم کی قبر کھودنے اور ان کی مبارک ہڈیوں کی تعذیب کی فکر کریں گے ؎

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

علاوہ ازیں جناب بندہ درہم و دینار کے دادا یعنی مولوی رضا علی خانصاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نص قطعی کے خلاف اسمیں تاویل اور ایر پھیر کرنا بیدین کا کام ہے الخ (از سیف النقی)

اب مجدد صاحب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وہ بھی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور دو

(صاعقۃ الرضا صفحہ ۲۱۱)

نوٹ، دونوں مذکورہ کتابیں جعلی ہیں۔

اس تصریح سے تو گدھے کتے مچھر بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کے شریک عالم الغیب ہونے میں کررہے ہیں بقول اس مجدد بریلوی کے پھر ہم تعجب کرتے ہیں کہ بالفرض محال اگر مولانا تھانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور ان کی تحریر کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے جب اپنے ہر دو دادو کی بہ عبدالدینار تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تھانوی پر کیوں ہاتھ صاف کرتا ہے ؎

شادم کہ از قیباں دامن کشاں گذشتی گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

تبالہ مسائر الایام واللیالی اب اس کے بعد آپ غور فرمائیں کہ جو کچھ بریلوی نے تہمتیں مولانا تھانوی پر رکھی ہیں آیا وہ موجود ہیں یا نہیں؟ دیکھیئے صٓ۲۰ کی سطر سولہ میں لکھتا ہے فانظر الی آثار الخ جس کا ترجمہ صٓ۲۱ میں اس طرح کر رہا ہے میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنیں اور چناں میں اھ یہ مضمون دروغ خالص نہیں تو کیا ہے، ہم نے حفظ الایمان کی تمام عبارت نقل کردی ہے آپ خود دیکھ لیں کہیں بھی یہ موجود ہے، معاذاللہ حضور علیہ السلام برابر ہیں زید عمر و بکر وغیرہ کے اس شخص کو ہرگز ہرگز شرم وحیا نہیں جو چاہتا ہے زبان سے بک دیتا ہی اور خدا تعالیٰ سے خوف اور رسول علیہ السلام سے شرم بالکل نہیں کرتا کیوں نہیں عبارت مولانا کی دکھاتا پھر بعد اس کے دوسرا اتہام خبیث دیکھیئے کہ صٓ۲۰ سطر آٹھ میں کہتا ہے وصرح فیھا الخ جس کا ترجمہ یہ کہتا ہے اور اسمیں تصریح کی غیب کی باتوں کا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے اب اس خبیث عبارت میں ڈھونڈھیئے کہیں بھی پتہ نہیں چلتا ہے اس مضمون کے ثابت کرنیکے واسطے ایک دو سطر حفظ الایمان کی نقل کردی ہے اور اگلی پچھلی عبارت حذف کردی تاکہ لوگوں پر اصلی معنی اور مقصد مؤلف کا کھل نہ جاوے اور اس کے مکر اور بہتان کا ظہور نہ ہو جاوے فسود اللہ وجہہ فی الدارین خود مولانا تھانوی اس رسالہ میں اور اسی بحث میں فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایجاد اور ابقائے عالم کے سبب ہیں اب خیال فرمایئے کہ حضور علیہ السلام کو سبب ایجاد کونین اور سبب بقائے عالم فرمارہے ہیں اور معلوم ہے کہ جس کے سبب کوئی چیز ہوا کرتی ہے وہ ہمیشہ تابع اور غیر مقصود بلکہ بمنزلہ عبد و خدام کے ہوا کرتی ہے وہ کسی طرح اصلی مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے پس کیونکر یہ ہو سکیگا کہ وہ حضور علیہ السلام کو برابر چنیں و چناں کے اعتقاد کریں باوجود اس تصریح کے آپ جملہ عالم کے سبب ہیں ان کے کلام سے کوئی شخص اسکو سمجھے کہ وہ سبکو برابر کر رہے ہیں ہم نے جو عبارت بعینہ حفظ الایمان کی نقل کی ہے اسمیں آپ صاف طور سے ملاحظہ کرلیں کہ یہ موجود ہے کہ نہیں، اس عبدالدینار نے اپنے مقاصد کے بنانیکے لیے اس عبارت سے اپنی آنکھوں کو

بند کر دیا ہے، پھر دیکھیے ص۵ کی سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں پس اسکا مقتضی صرف اسقدر ہے کہ نبوت
کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ الخ۔

اس عبارت سے کیا نکلتا ہے؟ آیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام اور زید عمرو بکر وغیرہ کے
علوم میں مساوات ہے یا بہت بڑا فرق ہے؟ حضرت مولانا کی عبارت صراحۃً دلالت کر رہی ہے اگر ہم تسلیم
بھی کر لیں کہ حضرت مولانا کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے جو مجدد بریلوی نے مولانا تھانوی
کی نسبت لکھا ہے تو جب یہ عبارت اس صفحہ میں اسکے بعد مذکور ہے پس یہ معنی نکالنے اس عبارت سے کسی
طرح صحیح نہ ہوں گے اور نہ ان کے دامن تقدس کو کوئی دھبہ لگ سکیگا، صاحبو! مولانا ان تمام علوم کو جو کہ
ضرورت نبوت کیواسطے مسلم ہے حضور علیہ السلام میں بتمامہا حاصل مانتے ہیں اب آپ اسکی تفصیل کو
اگر ملاحظہ کریں تو خود ہی جان لیں گے کہ جتنے علوم ضروریہ نبوت کے واسطے ہیں وہ اس قدر ہیں کہ کوئی
شخص ان کے بعض میں بھی بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل نہ ہوا مثلاً نہایت ضروری ہے کہ خداوند
عزوجل وعلا کی ذات و صفات اور افعال و تنزیہہ وغیرہ وغیرہ کا نہایت کامل اور سچا علم نبی کو، جو نہایت
اعلیٰ درجہ کی معرفت اسکو حاصل ہو (یعنی جہاں تک امکان میں داخل ہے) اب انھیں دونوں کو آپ
دیکھیں کہ کتب علم توحید و کتب تصوف اسکے کیسی طرح پر ہیں آیا ان دونوں انواع علوم میں کوئی بھی ہم پلہ
کسی نبی کے ہو سکتا ہے پھر نبوت کے واسطے ملائکہ کا علم تقدیر کا علم قیامت کے احوال کا علم حشر و نشر کا علم
دوزخ و جنت کا علم حلال و حرام کا علم رسل سابقین کا علم قرآن شریف کا تفصیلی علم لوگوں کی ہدایت کا
علم و اصلاح کا علم زہد و تقویٰ کا علم ایمان و کفر وغیرہ کا علم اور علاوہ اسکے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنکا
جاننا بہت ضروری ہے جنکے کوسوں کوس تک کوئی فرد و بشر بلکہ مخلوق کا کوئی فرد نہیں پہنچ سکتا حضرت
مولانا گنگوہی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز امداد السلوک میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے
عین وقت معصیت میں مشاہدہ حق جل علیٰ کا گم نہ کیا اور ابلیس لعین کو عین اوقات طاعت میں حاصل
نہ ہوا اب دیکھیے کہ مشاہدہ باری عزوجل نبی سے کسی وقت میں منفک نہیں ہوتا اور علم مشاہدہ وہ مبارک
علم ہے کہ جسپر مدار کمالات و تقرب ہے اگر میں علم نبوت کی تفسیر کروں تو ایک رسالہ تیار ہو جاوے اگر
آپ کو اسکی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب امامت مصنفہ جناب مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب ملاحظہ
فرماویں اور پھر معلوم کریں کہ کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام اور انکے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہید
رحمۃ اللہ علیہ کسطرح اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں و نیز رسالہ آب حیات قبلہ نما ہدایۃ
الشیعہ وغیرہ وغیرہ رسالہ جناب مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھیں کہ جنسے وہ علوم و مضامین معلوم

ہوں گے کہ جن کو مجدد صاحب کی سات پشت نے خواب میں حضور علیہ السلام کے فضائل کی بابت نہ دیکھا ہوگا خود قرآن شریف کا علم جو کہ لازم نبوت ہے وہ اس قدر ہے کہ ہزاروں کتابیں تفسیر میں لکھی گئیں مگر ابتک اس کا احاطہ نہ ہوسکا حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے قریب اسی جلد کے تفسیر قرآن میں لکھی تھیں اور نصف قرآن تک نہ پہنچ سکے اور پھر وفات ہوگئی حالانکہ ان جملہ معانی کا جو قرآن میں ذکر کیے گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جاننے والا بالاتفاق کوئی دنیا میں نہیں اور جو کوئی کچھ جانتا ہے وہ ایک قطرہ آپ کے بحر ناپیدا کنار سے لاتا ہے۔

الحاصل جبکہ جملہ علوم لازمہ نبوت بتمامہا آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اسکی تصریح خود مولانا تھانوی ذکر فرمارہے ہیں تو اب کونسی مخلوق آپ کے درجہ علمی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے خود انبیاء علیہم السلام تو پہونچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کہ تمامہا علوم کا جاننا مخصوص آپ کے ہی ساتھ ہے ولنعم ما قیل۔

فکلهم من رسول اللہ ملتمس   قطرا من البحر او رشفا من الدیم

پس سب کے سب رسول اللہ ہی سے چاہ رہے ہیں ۱۲ قطرہ دریا سے یا ذرا سا پانی ابر باران سے۔ افسوس صد افسوس کہ باوجود اس تصریح کے خائنین خذلہم اللہ تعالیٰ مولانا کی نسبت یہ تہمت لگاتے ہیں کہ وہ زید و عمرو بکر بلکہ مجنون و بہائم و چوپاؤں کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو برابر کہہ رہے ہیں اور خدا و رسول سے شرم تو تھی ہی نہیں خلق سے بھی شرم نہیں کرتے صاف عبارت کو حذف کیے ڈالتے ہیں اور تہمتیں لگاتے ہیں پھر اگر ہم اس سے بھی قطع نظر کرلیں تو انکی دعوے ہی پر نظر ڈالیے کہ گفتگو کس بات میں ہورہی تھی اور بات کونسی لانکالی صاحبو! گفتگو اس بات میں تھی کہ حضور علیہ السلام پر اطلاق لفظ عالم الغیب جائز ہے یا نہیں حضور علیہ السلام کے علم اور مقدار علم میں تو بحث ہی نہیں ہورہی ہے آپ ابتداء سے لیکر آخیر تک عبارت دیکھیں کہ مولانا تھانوی دامت برکاتہم اسمیں بحث کررہے ہیں کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذات مقدسہ پر جائز نہیں ہے اسمیں تو یہاں گفتگو ہی نہیں کررہے ہیں کہ آپ کو مغیبات میں سے کسی چیز کا علم ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے مغیبات کا ہے اور ہر عاقل کسی چیز کے ثابت ہونے اور لفظ کے اطلاق کرنے میں فرق جانتا ہے جس کی تفصیل میں آگے لکھوں گا پھر اس سے بھی قطع نظر کریں تو جناب یہ تو ملاحظہ کیجیے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرمارہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرمارہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کردیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے

اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی کو کسی سے تشبیہ دیا کرتے ہیں تو سب چیزوں میں مراد نہیں ہوا کرتی مثلاً لوگ کہتے ہیں کہ زید شیر جیسا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ زید کے ہاتھ پاؤں دم سر وغیرہ مثل شیر کے ہیں فقط شجاعت میں تشبیہ دینی مقصود ہے دیکھیے خود حضرت سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم قیامت میں اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسا سورج کو دیکھتے ہو اور بعض روایتوں میں لفظ بدر کا ہے اب یہاں پر بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ معاذ اللہ باری تعالیٰ کے واسطے تدویر اور رنگ اور کثافت اور شعاع اور مقابلہ اور تقیید بالمکان وغیرہ ایسی ثابت ہوں جیسے کہ یہ چیز شمس وقمر میں پائی جاتی ہیں بلکہ فقط اتنی بات میں تشبیہ دینی منظور ہے کہ جیسے آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی اور سب کے سب انکو دیکھ لیتے ہیں ایک دوسرے کا حاجب نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن جملہ مومنین کو رویت باری تعالیٰ عز اسمہ نصیب ہوگی بلا حجاب مانع کے بلکہ نفس وجہ شبہ یعنی انجلاء وظہور کی مقدار میں بھی بہت بڑا فرق ہے دیکھیے باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَیَّ یعنی کفار کو خطاب کر کے کہدو کہ جز ایں نیست کہ میں تم جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی کیجاتی ہے، اب دیکھیے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار قرآن میں آگیا ہے ان کی بے عقلی و نقائص کا آیتوں میں بار بار ذکر کیا گیا ہے ان کی حماقت ظاہر کیجاتی ہے مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی غرض وتعلق نہیں ہے اس لیئے کوئی امر خلاف نہ ہوگا حضرت امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایمانی کایمان جبرئیل اور بعض نصوص میں کایمان الانبیاء فرمایا گیا حالانکہ ایمان انبیاء اور ملائکہ کا اس درجہ میں قوت رکھتا ہے جسمیں شائبہ شک و وہم کا نہیں درجہ عین الیقین سے بھی متجاوز ہو کر حق الیقین تک پہنچا ہوا ہے اور ہم افراد امت کا ایمان اور یقین جو کچھ بھی ہے معلوم ہے سے

پائے استدلالیاں چوبیں بود پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

اسکی صریح نص ہے مگر چونکہ امام رحمۃ اللہ علیہ نے نفس الایمان میں تشبیہ دی ہے اسلیئے جملہ علمائے نے اس کلام کی تصدیق کی، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ حضرت امام اعظمؒ نے احاد امت کو جبرئیل علیہ السلام اور انبیاء کے برابر کر دیا نفس ایمان سب مومنین میں موجود ہے اگرچہ ایمان انبیاء اور رسل ملائکہ کا نہایت قوی ہو اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف چنانچہ ظاہر ہے جس طرح سات سمندر پر پانی کا اطلاق ہوتا ہے ویسے ہی ایک قطرہ پر بھی علیٰ ہذا القیاس بشریت انبیاء علیہم کی اگرچہ کاملہ تھی اور دیگر بنی آدم بشریت میں بھی وہ کمال نہیں رکھتے لیکن بوجہ تحقیق نفس بشریت مثل کہا گیا الغرض انکی بہت سی

نظیریں شرعیات میں آپ پائیں گے جہاں پر تشبیہ دیگئی ہے وہاں تشبیہہ سے فقط ایک صفت میں مشبہ اور مشبہ بہ کا اشتراک مقصود ہے دوسری چیزوں میں شراکت مقصود نہیں پس اسجگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدار علم مغیبات میں تشبیہہ مقصود ہو کیونکہ خود ہی فرماتے ہیں کہ جملہ علوم لازمہ نبوت بتمامہا آپکو حاصل تھے اور یہ چیزیں زید عمر و بکر وغیرہ میں کہاں ادھر لفظ اتنا نہیں کہا بلکہ تشبیہہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں اسلیئے کل مغیبات سے اگر یہ فرد بھی کم ہوگا تو وہ بھی بعض ہی ہوگا حضرت اگر سب سمندر بھی ہوں تب بھی وہ تمام پانی کا بعض ہوگا۔

الحاصل نفس بعضیت سب کے علم میں اس تقدیر پر متحقق ہوگی ہاں اگر تمام غیوب مراد ہوں تو البتہ بعض غیب آپ کے علم میں متحقق نہ ہوگا پس وجہ تشبیہہ فقط یہی صفت ہے دوسری صفتیں نہیں دیکھیئے اگلی عبارت حفظ الایمان کی ہماری گفتگو پر صاف طور سے دلالت کرتی ہے جسکو اس بریلوی نے اپنے مدعا کے مضر سمجھ کر حذف کر دیا ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے الخ۔

اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہوگیا کہ فقط اتنی بات میں اشتراک ثابت کرنا منظور ہے کہ ایک بات بھی غائب از دیگراں کا علم ضرور بالضرور ہر شخص کو حاصل ہے نفس بعض مغیبات کا علم سب میں ہوگیا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ مغیبات اس کی حضور علیہ السلام میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا اور اسی وجہ سے لفظ ایسا کو بعد بعض کے فرمایا گیا ہے، دیکھیئے عبارت یہ ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب الخ۔ پس ایسا سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہوا ہے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اس کا تو ذکر بھی نہیں اور اس کی تصریح ہم آگے چل کر اور بھی کریں گے جس شخص کو ادنیٰ درجہ کا بھی سلیقہ عبارت دانی کا ہوگا وہ صاف طور سے یہی کہے گا کہ ایسا سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے اور اسی میں گفتگو ہے۔ غرض سیاق عبارت اور سیاق کلام ہر دونوں کو بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہہ دی جارہی ہے مقدار بعضیت میں نہیں ہے کہ اعتراض لازم آوے البتہ کج فہم بریلوی بوجہ بے عقلی و بے علمی کے اتنا شعور نہیں رکھتا کہ ایسی باتیں سمجھے اولئک کالانعام بل ھم اضل۔ اب ہم آپ کو اصل معنے اس عبارت کے بتاتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں اور انصاف سے کام لیں۔

فصل تاسع

در توضیح عبارت مولانا تھانوی مد ظلہ العالی

قبل اس کے ہم اصل عبارت کی طرف متوجہ ہوں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ یہ واضح کردیں کہ کسی چیز کا نفس الامر میں تحقیق ہونا دوسری بات ہے اور اس پر کسی لفظ کا اطلاق کیا جانا دوسری چیز ہے بسا اوقات کوئی چیز متحقق ہوتی ہے مگر اس کے اسم کا بولنا ممنوع ہوتا ہے دیکھیے جملہ اشیاء کا پیدا کرنیوالا خداوند کریم ہے لیکن اسکو خالق القردۃ والخنازیر یعنی پیدا کرنیوالا سوروں اور بندروں کا کہنا ممنوع ہوا ہے بوجہ شبہ اہانت کے علیٰ ہذا القیاس خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون مگر لفظ زارع کہنا ممنوع ہوا کہ موہم اہانت ہے اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ باعتبار معنی کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا بولنا ذات خداوندی عزوجل یا ذات رسالت مآب علیہ السلام کے واسطے ممنوع ہوتا ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے الفاظ کے بولنے میں کوئی شرط درکار ہوتی ہے مثلاً عالم کا لفظ ہر اس شخص پر بولنا عرفا جائز نہیں ہے جو کہ ایک مسئلہ کا جاننے والا ہو بلکہ اگر کسی نے دس پندرہ بھی مسئلہ یاد کرلئے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا اگرچہ باعتبار لغت کے وہ عالم ہوگیا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر مالدار کو سیٹھ نہیں کہہ سکتے ہیں دیکھئے لغت میں تنخواہ دینے اور کھانا کھلانے کو رزق کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں مشہور کتب لغت میں ہے رزق الامیر الجند یعنی امیر نے لشکر کو رزق دیا مگر لفظ رازق اور رزاق کا بولنا اس پر درست نہیں اس کی بہت سی مثالیں شرع ولغت وعرف میں موجود ہیں پس جناب مولانا تھانوی مد ظلہ العالی اس بحث میں فقط اس امر سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا اور یہ کلمہ بولنا آیا جائز ہے یا نہیں اسمیں کلام نہیں کررہے ہے کہ مغیبات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو آیا حاصل ہے یا نہیں کیونکہ ہمارا یہ معلوم ہے اور خود مولانا بھی بعد کو تصریح کررہے ہیں کہ جتنے مغیبات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپکو بتمامہا معلوم کردیئے گئے علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلائی گئیں جن کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں پس خلاصہ مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپکی ذات مقدسہ کیواسطے جائز نہیں اور اس کے لیئے دو دلیلیں ذکر فرمائیں **اوّل** یہ کہ حسب قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم

ذاتی اور بغیر تعلیم کے ہو اور اسی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لیے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہوگا جیسے کہ لفظ رازق و خالق خدا و معبود وغیرہ کہنا ممنوع ہوا اگرچہ الفاظ دوسرے معانی کے اعتبار سے صحیح ہوں مگر ابہام کے سبب ناجائز ہوئے دوسری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب جس کا اطلاق ذات مقدسہ نبویہ پر ہوا ہے کس معنی کے اعتبار سے کرتے ہو یعنی اگر عالم کے یہ معنی ہیں کہ تمام غیبات کا جاننے والا ہو تو یہ معنی آپ میں موجود نہیں جملہ مغیبات کا علم سوائے خداوند کریم کسی کو نہیں اور اگر اس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ بعض مغیبات کا جاننے والا ہو تو بعض کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کروڑ در کروڑ بھی بعض ہے اور ایک بھی بعض ہے غرضکہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہا ہے کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں دیکھیے اگر کوئی کہے کہ زید مالدار کو سیٹھ نہ کہنا چاہیے کیونکہ سیٹھ کے یہ معنی ہیں کہ تمام قسم کے اموال اس کے پاس ہوں تو زید کے پاس یہ موجود نہیں کہ اگر یہ معنی ہیں کہ بعض مال اس کے پاس ہوں تو ایسا مال تو ہر شخص فقیر مفلس محتاج کے پاس بھی ہے کیونکہ ہر شخص کے پاس کوئی نہ کوئی مال موجود ہوتا ہے تو آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ کوئی اس سے یہ سمجھے گا کہ زید کو ہر فقیر و مفلس کے برابر کر دیا علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی کہے کہ زید کو مولوی عالم نہ کہو کہ اگر عالم سے یہ مراد ہے کہ تمام مسائل کا جاننے والا ہو تو یہ بداہۃً ہمکو معلوم ہے کہ زید ایسا نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بعض مسائل حتیٰ کہ الف تا و با کا جاننے والا بھی عالم ہے تو یہ ہر بچے اور ہر شخص میں ہے پس ہر ایک کو عالم کہنا چاہیے تو آپ ہی فرمائیں کہ کوئی شخص بھی اس عبارت سے یہ کہے گا کہ زید کو ہر بچے کے برابر کر دیا افسوس کہ مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتے کہ صاف عبارت اردو کی سمجھ سکیں اور اس پر دعویٰ امامت اور افتاء بلکہ تجدید دین کا کر رہے ہیں ؎

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد　　بخود گمان نبرد ہیچ کس کہ نادانم

یہ عقل و شعور رکھکر دعویٰ یہ ہے کہ ہم علماء محققین و فضلاء مدققین کے قرین ہیں خذلہ اللہ تعالیٰ واخزاہ فی الدارین پس مولانا تھانوی نے لفظ ایسا علم غیب جو کہا ہے اس کے وہ معنی مراد ہیں کہ جس کو مخاطب نے غیب سے مراد لیا ہے چنانچہ ہر ذی شعور پر ظاہر ہے اور اسی وجہ سے عموماً لوگوں نے اس رسالہ کو دیکھا مگر کسی کو خیال میں بھی نہ آیا کہ معاذ اللہ صاحب حفظ الایمان نے حضور علیہ السلام کو سب کے برابر کر دیا مگر آفریں ہے فہم مجدد پر کہ وہ بات اور ایک کرتے ہیں جس کو جاہل عالم نہ سمجھ سکیں

اسی تقریر سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہ اعتراض مولانا تھانوی پر محض دجل و فریب کا نتیجہ ہے یا غباوت و سوء فہم کا ثمرہ ہے حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کا دامن تقدس بالکل پاک و صاف ہے اب اس کے بعد جو عبدالدینار کج فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر و بکر وغیرہ کا غیب کے ساتھ نہیں ہوگا مگر ظن یہ محض جہالت ہے کیونکہ صاحب جبکہ علم بالواسطہ والتعلیم آپ کے نزدیک غیب ہے تو جتنے مغیبات کی معرفتیں بنی آدم کو خصوصاً مومنین کو حاصل ہوں گی وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں اگر یہ بات ہے تو پہلے اور اپنے لواحقین کے ایمان کو سنبھالیئے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس دار دنیا میں ہو رہا ہے عموماً مومن بہ مغیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین ہی نہیں اس لئے بقول خود آپ کافر ٹھہرے دیکھئے آپکی صریح عبارت آپ کے کفر پر دلالت کرنے والی یہ ہے جو صفحہ ۲۰ کی سطر ۱۰ میں درج ہے ان علم زید وعمرو واعلم عظماء ھذہ المشائخ الذین سماھم بالغیب لایکون الاظنا یہاں پر آپ بصیغہ حصر فرماتے ہیں یعنی ان سبھوں کا علم نہیں ہوگا مگر ظن۔ یہ کلہاڑا آپ نے اپنے ہی پیر میں مارا ہے اور چونکہ ہم علم بالواسطہ کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہتے اور ہر جو کچھ جس کو بطریق قطیعتہ انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یا بواسطہ عقل صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً افادہ علم کا دیتا ہے اسلئے ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا۔ آگے چل کر جو آپ ہذیان بکتے ہیں کہ علم یقینی تو اصالۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن چیزوں کا یقین حاصل ہوتا ہے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں مجھ کو آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ماسوا انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے اور پھر بھی آپ اس کے خلاف فرما رہے ہیں اور مع اسکے اس عبارت کے تحریر کرنے سے آپ کو کونسا فائدہ ہوا انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے لیکن ان کو بھی تو بذریعہ وحی یا ملائک حاصل ہوا ہے ذاتی نہیں ہے کیونکہ وحی بجمیع اقسام جب ان کو بتانیوالی ہوئی تو ان کا بھی علم بالواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہو چاہے ایک واسطہ ہو یا زیادہ تو جیسے علم غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق کر رہے ہیں ایسے ہی غیر پر کیوں نہیں کرتے ہاں اگر کوئی مقدار واسطہ کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے اور ثبوت دیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بالواسطہ بھی غیب ہے تو علوم یقینیہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وہ بھی غیب ہوں گے پھر آپ کی اس لچر عبارت کے کیا معنی ہوں گے مجدد صاحب ال فل مارنا نفع نہیں دیتا ہوش میں آیئے اور سوچ سمجھ کر باتیں کیجئے اور اگر ہم اس عبارت کو بتمامہا مان بھی لیں تو آپنے

جو آپ نے عقائد میں اولیاء اللہ کے واسطے بھی علم غیب ثابت کیا ہے اس کی کیا سبیل ہو گی جن اولیاء کو حضور علیہم السلام سے لقاء ظاہری کی نوبت ہی نہ آئی ہو ان کو بذریعہ انبیاء علیہم السلام کیسے غیب ہو گیا اس کے بعد آپ نے استدلال مطلب کے واسطے آیت وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الآیۃ کو ذکر کیا ہے ذرا مہربانی فرما کر تفسیر کی کتابوں کو ملاحظہ کیجئے اور تفسیر استدراک ولٰکن اللہ الآیۃ کا دیکھ کر کے پھر استدلال کریں حالانکہ مع ان معانی کے جو کہ آپ نے لئے ہیں ہم پر کوئی خلاف لازم نہیں آتا البتہ آپ ہی کا گھر ڈھایا جاتا ہے وللہ الحمد والمنۃ اس کے بعد جو مجدد صاحب نے مطلق العلم اور العلم المطلق کی بحث لکھکر اپنی معقولیت بگھاری ہے اس کو دیکھکر بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہے ؎ ظہور حشر نہ ہو کیونکہ کلچپڑی گنجی حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

معقول کا تو آپ نام ہی نہ لیتے خوانخواہ دخل در معقولات دیکر اس بیچارے فن معقول کو کیوں نا معقول کیا مگر آپ نے بھی سمجھا کہ عام لوگ تو ان بھاری بھاری لفظوں سے معقول سمجھ ہی لینگے اور بات کے سمجھنے والے اور کھوٹے کھرے کو پرکھنے والے کچھ ہوتے ہی نہیں اس لئے جہالت پر پردہ پڑا رہے گا آپ فرماتے ہیں کہ علم بالحرف والحرفین اور علوم خارجہ عدواعداد میں فرق نہ کیا ایسے کم فہم سے تو میں کیا مخاطبت کروں اگر کوئی ہو تو مجدد صاحب سے یہ پوچھے کہ آیا علم خلق کے از حد حد ہو سکتے ہیں یا نہیں کیا متناہی احاطہ غیر متناہی کا کر سکتا ہے یا نہیں احصی کل شئی اور عدہ عدا کے کیا معنی ہیں ذرا تفاسیر کا ملاحظہ کریں پھر اس سے بھی قطع نظر کر کے ہم آپ کی خدمت کفر برکت میں عرض کرتے ہیں کہ یہ علوم خارجہ عن الحد والعد تامہ اور استغراق حقیقی سے خارج ہیں یا نہیں اگر خارج نہیں ہیں بلکہ عین احاطہ تامہ اور استغراق حقیقی ہے تب تو بطلان کے دلائل عقلیہ ونقلیہ قائم ہی ہیں اور خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں ورنہ معاذ اللہ مساوات علم خالق ومخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل نہیں تو استغراق اضافی اور احاطہ ناقصہ ہو گا اسکے کب مولانا تھانوی منکر ہیں آپ مہربانی فرما کر اسی صفحہ حفظ الایمان کی اٹھارویں سطر کو ملاحظہ کر لیجئے جس سے آپ نے اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے وہ فرما رہے ہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے فعلمت مافی السمٰوات ومافی الارض یا مثل اس کے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہاں عموم استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالہ دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہو چکا ہے بلکہ عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے وہ علوم ضروریہ متعلقہ بر نبوت ہیں عموم فرمایا گیا پس اس کا مقتضیٰ صرف اس قدر ہے کہ نبوت کے

لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ مغیبات کے علم میں ان کو ہرگز کلام نہیں آپ نے محض دھوکہ دینے کی غرض سے عبارت مولانا کی نقل نہیں کی ہے اب اسکے بعد آپ ہی فرمائیں کہ یہ درجہ علم غیب کا مطلق العلم میں داخل ہے یا العلم المطلق میں اگر ثانی میں ہے بدیہی البطلان ہے اور اگر اول ہی میں ہے تو مولانا نے کیا قصور کیا باقی آپ کا یہ رونا کہ ان کے نزدیک فضل منحصر نہیں دو قسموں میں ہے یہ محض آپکی بے عقلی دبے سمجھی ہے وہ یہاں پر فضیلت نبوی اور کمالات علمی سے بحث نہیں کر رہے ہیں اور نہ اس کو بیان کرنا ان کا مقصد ہے جہاں یہ بیان کرنے کا موقع ہوا ہے اس جگہ بیان ہی کر دیا ہے اور خود اگلی عبارت جس کو میں بھی عرض کر آیا ہوں حضور علیہ السلام کے کمال علمی پر صریح دال ہے ان کا مقصد اس بیان سے فقط لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی بحث حضور علیہ السلام پر ہے آیا اس قدر علوم کے احاطہ پر جو کہ فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر ہیں مگر جملہ جزئیات کو نہ محیط ہیں نہ بالذات حاصل ہوئے ہیں آیا حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں مگر آپ کا قصور جب آپ کو سمجھ ہی نہ ہو تو آپ کیا کریں اب ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ عالم الغیب اور عالم الغیب میں الف ولام اور اضافت چار احتمال سے خالی نہیں یا برائے عہد خارجی ہوگی یا برائے جنسیت یا استغراق یا عہد ذہنی اگر عہد خارجی ہے تو اس کا بطلان بدیہی ہے کیونکہ خارجا کوئی تعیین ان مغیبات کی واقع نہیں ہوئی آپ کا یہ فرمانا کہ خارجہ عن العد والحد یہ بالکل لغو ہے نہ فی نفسہ صحیح ہے نہ یقین پر دال ہے ہاں آپ کوئی حد مقرر کر دیں تو اس وقت میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو وہ مرتبہ العلم المطلق کا ہے جس کا بطلان صریح ظاہر ہے اور اگر استغراق اضافی مراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں وہ مسلم ہے لیکن بوجہ ایہام اس لفظ کا اطلاق ناجائز ہوا اور اگر جنسیت یا عہد ذہنی ہے تو دونوں ارادہ بعض افراد کو متلزم ہیں جسکو علماء فرد ما سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی شق اول یعنی مرتبہ مطلق العلم ہے غرض کہ مولانا کی تقریر جملہ وجوہ محتملہ کو حاوی ہے احتمال عہد خارجی کو بوجہ بدیہی البطلان ہونیکے چھوڑ دیا ہے مگر مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں اور اس تقریر کو مجرد علم میں جاری کرنا محض لچر ہے کیونکہ ہاں اطلاق کسی لفظ کا جیسیں استغراق وغیرہ موہوم نہیں ہے علاوہ ازیں لفظ علم کا ممکنات میں باعتبار قوت قریبہ وملکہ حاضرہ ہوتا ہے جو کہ ایک دو معلوم کے حاضر ہونے سے متحقق نہیں ہوتا اور یہ ملکہ یہاں پر متحقق نہیں اور آپ کا اس تقریر کو قدرت باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کج فہمی اور

کم عقلی پر دلالت کرتا ہے اولاً میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاق لفظ سے بحث ہے اتصاف معنی سے کوئی تعلق نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کیجا وے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زید وعمر و بکر میں قدرت کسی خلق کی ثابت کرے آپ کو علم کلام سے مس بھی نہیں معلوم ہوتا کسی طالب علم سے شرح مواقف ہی کی ابحاث پڑھ لی ہوتیں کیا قدرۃ خلق کسی فرد بشر میں یا کسی مخلوق میں متحقق ہے کیا مذہب علمائے سنت یہی ہے ہرگز نہیں ذرا ابحاث علم کلام کا ملاحظہ کیجئے اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو قدرت تامہ کے یہ معنی آپ سے کس نے بیان کیے کہ وہ واجبات ذاتیہ و ممکنات و ممتنعات ذاتیہ سب کے ساتھ متعلق ہو سکے یہ فقط آپ کے اجتہاد فکر کا نتیجہ ہے قدرت تامہ کے یہی معنی ہیں کہ جب کہ ممکنات ذاتیہ سے جس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہو اشاعرہ ہر دو تعلق صلوحی و فعلی کے قائل ہیں اور ماتریدیہ فقط تعلق صلوحی کے مدعی ہیں پس یہ جملہ تقاریر آپ کی محض لایعنی ہیں برائے خدا مدرسہ دیوبند یا سہارنپور کے کسی طالب العلم سے کوئی کتاب علم کلام میں پڑھ لیجئے تب گفتگو مسائل علمیہ میں کیجئے الحاصل یہ جملہ اعتراضات اس مجدد التضلیل عبد الدینار والدرہم کے عناد وافترار یا کج فہم و کم عقلی پر مبنی ہیں جن پر اس کو اور اس کے متبعین کو ناز ہے اور اس حالت پر وہ کوس لمن الملک اور ہمچو من دیگرے نیست مثل دجال مار رہا ہے اور سلف صالحین وائمہ معتبرین کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے فسود وجہہ فی الدارین واسکنہ بحبوحۃ الدرک الاسفل من النار مع اعداء سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آمین یا رب العالمین۔

خاتمہ

اس کے بعد ہم کو اس قدر عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بیان بالا سے بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ جو کچھ دجال بریلوی نے ان اکابر کی طرف نسبت کیا ہے محض افترا اور بہتان بندی ہے یہ اکابر بالکل ان امور لایعنیہ اور مزخرفات خبیثہ سے پاک و صاف ہیں مجدد بریلوی نے محض طلب شہرت وطلب دینار و درہم و اغوا خلق کی وجہ سے یہ مکر و فریب کیا ہے لہذا جتنی تقریظات و تصدیقات علماء حرمین شریفین کی ہیں ہباءً منثورًا ہو گئیں کیونکہ ان سب کا ابتناء فقط ان حضرات کے ان اشیاء خبیثہ کے قائل ہونے پر تھا اور جب کہ وہ اس سے پاک ہوئے تو کوئی دھبہ ان کے دامن تقدس کو نہ لگ سکا اور اسی وجہ سے اکثر علماء نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھدیا ہے کہ اگر یہ اعتقاد اور قول ان لوگوں کا ہو تب ان پر حکم مذکور لگ سکتا ہے ورنہ نہیں البتہ بسبب تقریظیں

واقوال مجدد بریلوی کے گردن کی ہار ہو جاوے گی اور قیامت کو ان سب کا بوجھ ان کی گردن پر ہوگا کیونکہ وہ حضرات علمائے حرمین بیچارے ناواقف ان اکابر کے احوال سے ہیں مجدد بریلوی نے ان کو دھوکہ دیکر تکفیر کرائی پس وہ سب ان کا دامن پکڑیں گے بلکہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی تک تکفیر بقول نبوی علیہ السلام عائد ہوتی ہے کہ نص صریح وحدیث صحیح میں موجود ہے کہ وہ جس نے تکفیر یا لعنت کسی پر کی وہ دونوں میں سے ایک پر ضرور عائد ہوتی ہے اگر مستحق وہ شخص ہو تو اس پر ورنہ قائل پر لوٹ آتی ہے پس چونکہ حضرات اکابر دیوبند و سہارنپور اس سے بری تھے لہذا یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے لئے موجب خروج ایمان وازالہ تصدیق وایقان ہوں گی اور قیامت میں ان کے جملہ متبعین کے واسطے اس کی موجب ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے انک لاتدری ما احدثوا بعدک اور رسول مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اور ان کے اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض مورود وشفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کر کے دھتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر وثواب ومنازل ونعیم سے محروم کئے جاویں گے۔

سود اللہ وجوھھم فی الدارین وجعل قلوبھم قاسیۃ فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین وسید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

رقمہ ببنانہ وقالہ بلسانہ افقر طلبۃ العلم الی عفو ربہ الصمد عبدہ المدعو بحسین احمد عفی لہ ولوالدیہ ومشائخہ مولدہ نا الحسن الحنفی مذہبا والجشتی الصابری الرشیدی مشربا والدیوبندی اقامۃ والحسینی نسبا

میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر مطبوعات معہ نادر اضافات مفیدہ

الاتقان فی علوم القرآن (اردو) از: علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔
مترجم: مولانا محمد عبدالحلیم چشتی۔

اخلاق و فلسفہ اخلاق۔ از: مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

ارشاد الطالبین فی احوال المصنفین از: مولانا رفیق احمد
رفیق المہدی ثم الفتنوی بن امام العصر بن شیخ الحدیث السید احمدؒ۔

ازالۃ الخلفاء عن خلافۃ الخلفاء (فارسی - اردو) از:۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ ترجمہ:۔ مولانا عبدالشکور فاروقی
لکھنویؒ و مولانا اشتیاق احمد۔

اسلام کا اقتصادی نظام۔ مؤلفہ: مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

اسماء الرجال مشکوٰۃ المصابیح (اردو) ترجمہ مولانا اشتیاق احمدؒ۔

اُسوۂ حسنہ۔ تالیف: شیخ الاسلام امام ابن قیمؒ۔
مترجم: مولانا عبدالرزاق ملیح آبادیؒ۔

اشرف الصیغہ (فی) تسہیل شرح اردو علم الصیغہ
از:۔ مولانا محمد حسن باندویؒ

اشرف المرضی شرح اردو (میبذی) از: مولانا محمد حسن باندویؒ

اشرف الوقایہ (شرح اردو) **شرح وقایہ**
شرح: جناب مولانا عبدالحفیظ صاحبؒ

اصح السیر (اردو) (سیرت رسول کریمؐ) تالیف: مولانا ابوالبرکات داناپوریؒ

اصحابِ صُفّہ (اردو ترجمہ) تصنیف: امام ابن تیمیہؒ۔
ترجمہ:۔ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادیؒ

اِفادات محمود۔ تالیف: شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ۔

الافاداتُ تسہیل۔ للمقامات الحریریۃ۔ تالیف: مولانا ظہور احمد انصاریؒ

الرد فی التفسیر شرح اردو الفوز الکبیر۔ مصنفہ: مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ

الفت کا دریا۔ مرتبہ۔ محمد شہاب الدین کوثر صاحب

الملل و نحل (اردو) مع تعارف شبلی نعمانیؒ مصنف ابومحمد علی بن
احمد بن حزم الاندلسی۔ مترجم: مولانا عبداللہ عمادی صاحبؒ۔

الانتباہات المفیدہ۔ تصنیف: مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔

امام ابن ماجہ اور علم حدیث۔ از: مولانا محمد عبدالرشید نعمانی۔

اہلحدیث کا مذہب۔ مصنف: مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحبؒ۔

انوار محمودہ ترجمہ و شرح اردو مالابدمنہ۔ از مولانا محمد نورالاسلام صاحب۔

ایضاح الصرف شرح اردو میزان الصرف۔ از: مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب

ایضاح المسلم شرح اردو مقدمہ صحیح مسلم شریف۔ افادات: شیخ الحدیث مولانا عبدالاحد

ایضاح المطالب (شرح اردو) کافیہ ابن حاجبؒ۔
مؤلفہ: مولانا مولوی محمد مشیت اللہ۔

بدر منیر شرح اردو نحو میر۔ مؤلفہ: مولوی عبدالرب صاحب میرٹھیؒ

بُستان المحدّثین (اردو) تالیف: شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

بلوغ المرام (مترجم) تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ۔
ترجمہ: مولانا امجد العلی فاضل رامپور۔

اختری بہشتی زیور (عکسی) مدلل و مکمل (معہ) اضافات جدیدہ
و مفیدہ۔ از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (امتیازی ایڈیشن)

مکمل بیان القرآن از: مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ اس کے
شروع میں نادر اضافات کے تقریباً ایک سو سینتالیس ۱۴۷ صفحات کا اضافہ ہے
جس میں نزول قرآن اور علمی تحقیقی معلومات کا بارہ فصلوں پر مشتمل بیش بہا
ذخیرہ ہے۔

تازیانۂ شیطان (اردو) تالیف: مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ۔

تاریخ القرآن۔ از مولانا محمد اسلم صاحب جیراجپوریؒ

مکمل تاریخ دارالعلوم دیوبند معہ (نادر تاریخی اضافات
مصنف: سید محبوب رضوی صاحب۔

تجلیاتِ ربانی و جمالِ رحمانی (خواص اسمائے حسنیٰ) تالیف:
سید محمد جمال الدین شاہ دہلویؒ

تحفۂ اثنا عشریہ (اردو) تالیف: شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
ترجمہ: مولانا محمد عبدالمجید خانؒ۔

تفصیلی فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

میر محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی